

گنجینۂ ادب

طفل مکتب مجو برائے کتاب
یا الٰہی شفا نہ ہو جواب
گیلانی

مؤلفہ

جناب مولوی حافظ سید جلال الدین احمد جعفری زینبی

سابق عربی - فارسی مدرس انٹرمیڈیٹ کالج الٰہ آباد

منظور شدہ یو-پی انٹرمیڈیٹ بورڈ

برائے ہائی اسکول اکزامینیشن

باہتمام سید عبدالواسع جعفری

در مطبع انوار احمدی واقع الٰہ آباد مطبوع گردید

قیمت فی جلد ۱۲؍

فہرست گنجینۂ ادب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالات شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام شرف الدین ۔ مُصلح لقب ۔ سعدی تخلص ہے پیدائش کا صحیح سنہ اور تاریخ معلوم نہیں ۔ مگر سال وفات کے حساب سے سنہ ۵۸۹ھ کی پیدائش معلوم ہوتی ہے ۔

چونکہ شیخ نے اتابک سعد ابن زنگی کے عہد حکومت میں شعر کہنا شروع کیا تھا ۔ اور آن کے والد شیخ عبداللہ شیرازی سعد زنگی کے یہاں کسی خدمت پر مامور تھے اس لئے اپنا تخلص سعدی رکھا ۔

شیخ کے والد ایک باخدا شخص تھے انھوں نے اِن کو بچپن ہی سے عبادت اور شب بیداری کی تعلیم دی ۔ اور ہر وقت ان کے اقوال و افعال کے نگراں رہے ۔ بے موقع بولنے پر زجر و توبیخ کرتے ۔ اور بُری صحبتوں سے ہمیشہ ان کو علیحدہ رکھتے ۔

شیخ نے اپنی تربیت کا بڑا سبب اسی باپ ماں کی تادیب کو قرار دیا ہے ۔ چنانچہ بوستاں میں فرماتے ہیں ؎

ندانی کہ سعدی مکاں از چہ یافت   نہ ہاموں نوشت و نہ دریا شگافت

بخردی بخورد از بزرگان قفا — خدا دادش اندر بزرگی صفا

شیخ کے باپ کا سایۂ عاطفت ان کے بچپن ہی میں اُٹھ گیا تھا اور جس
نازونعم سے پل رہے تھے وہ سارے سامان جاتے رہے خود فرماتے ہیں ؎

من آنگہ سر تاجور داشتم — کہ سر در کنار پدر داشتم
اگر بر وجودم نشستے مگس — پریشاں شدے خاطر چند کس
کنوں دشمناں گر برندم اسیر — نباشد کس از دوستانم نصیر
مرا باشد از درد طفلاں خبر — کہ در طفلی از سر برفتم پدر

مگر اُن کی ماں (جو نہایت متقی اور پرہیزگار عورت تھیں) جوانی تک
زندہ رہیں۔ انھیں سے ان کو اخلاقی سبق ملتے رہے گلستاں میں خود فرماتے
ہیں "وقتے از جہل و جوانی بانگ بر مادر زدم۔ دل آزردہ بہ کنجے نشست۔
وگریاں ہمی گفت۔ مگر خردی را فراموش کردی کہ درشتی می کنی"

شیخ کے زمانہ میں شیراز دارالعلم تھا۔ وہاں اور اُس کے قرب و جوار
میں علما و فصحا کی جماعت کثیر کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا اور فارس کے
کاملین کے حالات برابر سنتے تھے اس لئے تحصیل علم کا شوق دامنگیر ہوا۔
اُس زمانہ میں دارالعلم شیراز میں بدامنی تھی۔ اور وطن میں عوائق و موانع
بھی پیش آتے ہیں۔ شیخ نے وطن کو خیرباد کہکر بغداد کی راہ لی جس کا
ذکر خود اپنے ان اشعار میں فرماتے ہیں ؎

دلم از صحبت شیراز بکلی بگرفت — وقت آنست کہ پرسی خبر از بغدادم
سعدیا حب وطن گرچہ حدیثیست صحیح — نتواں مرد بسختی کہ من اینجا زادم

بغداد میں سب سے مشہور مدرسہ مدرسۂ نظامیہ تھا۔ جہاں
امام غزالی وغیرہ نے تعلیم پائی تھی۔ وہاں جاکر تحصیل علم شروع کی۔

اور اس محنت سے پڑھا کہ اپنے تمام ساتھیوں میں ممتاز رہے۔ تعلیم کے زمانہ میں اُن کی خوش بیانی اور حسنِ تقریر پر ان کے ساتھ کے طلبا رشک کرتے تھے۔

جس زمانہ میں شیخ بغداد میں تعلیم پاتے تھے عباسیہ کے آخر خلیفہ مستعصم باللہ سریر آرائے سلطنت تھے۔ اُن کا جاہ و جلال شیخ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اور پھر اُنھیں آنکھوں سے عباسیوں کی خلافت کا خاتمہ۔ اور خلیفہ اور اُن کی اولاد اور ہزارہا بنی عباس اور کئی لاکھ اہل بغداد کا تاتاریوں کے تیغ بے دریغ سے قتل ہونا۔ اور عرب کے سطوت اور اقتدار کا ہمیشہ کے لئے صفحۂ روزگار سے مٹ جانا مشاہدہ کیا تھا۔ یہ واقعات شیخ کے لئے ایک عمدہ سبق تھے۔ جس نے اُن کے دل میں قوم کی دلسوزی۔ بادشاہ کی اصلاح۔ رعایا کی ہمدردی اور ہر طبقہ کے لوگوں کی بھلائی کا خیال پیدا کر دیا تھا۔ اسی خیال کی بدولت اُنھوں نے اپنی تمام عمر ابنائے جنس کی نصیحت اور خیراندیشی میں صرف کیا۔

جب شیخ کاغذی کتاب کے مطالعہ سے سیر ہو گیا تو نسخۂ کائنات کا مطالعہ شروع کیا۔ مدت دراز تک ایشیا اور افریقہ میں سیر و سیاحت کرتے رہے۔ اور چونکہ شیخ شاعر تھے۔ صوفی تھے۔ فقیہ تھے۔ واعظ تھے۔ رند تھے۔ شوخ طبع تھے۔ اس لئے اُنھوں نے تماشا گاہِ عالم کو ہر ہر پہلو سے دیکھا۔

شیخ نے جس وقت سیاحت شروع کی اُس وقت فارس میں اتابکان سلغری کی حکومت تھی۔ اس کا پانچواں حکمراں سعد زنگی شیخ کا ہمعصر

تھا۔ لیکن اُس کے آخر زمانہ تک سعدی وطن میں نہیں آئے۔
سعد زنگی نے ۶۲۳ھ میں وفات پائی۔ اس کے بعد اُس کا بیٹا اتابک ابوبکر تخت نشین ہوا۔ وہ نہایت شان و شوکت کا بادشاہ تھا۔ فارس کی حکومت جو دو سو برس سے تاراجگاہ بن رہی تھی اُس کے زمانہ میں عروس رعنا بن گئی۔ ہر طرف نظم و نسق قائم ہو گیا۔ جا بجا مدرسے اور درسگاہیں کھل گئیں۔ علماء فضلا اور شعرا دور دور سے کھنچ آئے۔ شیخ کو جب وطن میں امن و امان کی خبر معلوم ہوئی تو شام سے عراق عجم ہو کر شیراز آئے۔
شیراز پہنچ کر شاہی تعلقات سے بالکل آزاد رہنا تو ممکن نہ تھا اس لئے ابوبکر سعد زنگی کے درباریوں میں داخل ہوئے۔ مدحیہ قصائد لکھے۔ گلستاں اور بوستاں انھیں کے نام سے معنون کیا۔
انکیانو جو اباقاآن خاں پسر ہلاکو خاں کی طرف سے شیراز کا گورنر تھا۔ اُس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے۔
خواجہ شمس الدین - خواجہ علاءالدین - دونوں حقیقی بھائی تھے یہی دونوں اُس زمانہ میں علم و فضل کے اصلی پشت و پناہ تھے خواجہ شمس الدین ہلاکو خاں کا وزیر اعظم تھا۔ اور علاءالدین بغداد کا حاکم تھا یہ دونوں بھائی شیخ سعدی کے مرید اور معتقد تھے۔
ایک بار شیخ حج سے واپس آ کر تبریز آئے۔ اور خواجہ شمس الدین سے ملنے گئے۔ اتفاق سے اباقا آن خاں کی سواری آ رہی تھی۔ یہ دونوں بھائی ساتھ تھے۔ شیخ نے نظر بچا کر نکل جانا چاہا۔ دونوں بھائیوں نے

دیکھ لیا۔ گھوڑوں سے اُتر پڑے اور جاکر شیخ کے ہاتھ پاؤں چومے اباقاآن یہ دیکھ کر سخت متحیر ہوا۔ جب دونوں بھائی شیخ کے پاس سے اُس کے پاس گئے تو پوچھا کہ یہ کون شخص تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہمارا پیر طریقت ہے۔ سعدی شیرازی۔ اباقاآن ملنے کا مشتاق ہوا۔ دونوں بھائی شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور باصرار لے آئے۔ اباقاآن سے دیر تک صحبت رہی۔ چلتے چلتے اُس نے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ شیخ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد صرف اعمال ساتھ جائیں گے۔ اب تم کو اختیار ہے کہ اچھے اعمال ساتھ لے جاؤ یا بُرے۔ اُس نے کہا کہ اس کو نظم کر دیجئے۔ شیخ نے برجستہ کہا ؎

شہے کہ حفظ رعیت نگاہ میدارد — حلال باد خراجش کہ مزد چوپانی است

وگرنہ راعی خلق است زہر مارش باد — کہ ہر چہ میخورد از جزیت مسلمانی است

اباقاآن کے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے۔ اور کہا کہ میں راعی ہوں یا نہیں۔ شیخ نے کہا کہ اگر راعی ہو تو پہلا شعر حسب حال ہے، ورنہ دوسرا اور چلتے ہوئے یہ اشعار پڑھے ؎

بادشہ سایۂ خدا باشد — سایہ باذات آشنا باشد

نہ شود نقل عامہ قابل خیر — گر نہ شمشیر بادشا باشد

ملکت او صلاح نہ پذیرد — گر ہمہ رائے او خطا باشد

بر صلاحے کہ در جہاں آید — اثر عدل بادشا باشد

شیخ کی شہرت اگرچہ جس قدر زمرۂ شعرا میں ہوئی طبقۂ علماء میں اس قدر نہیں ہوئی۔ مگر شیخ علم تصوف کے بہت بڑے ماہر تھے۔ اور اکثر علوم میں بہرۂ کامل رکھتے تھے تصوف اور سلوک کی تعلیم

شیخ شہاب الدین سہروردی سے حاصل کی۔ اسی سیاحت کی
بدولت سفر دریا میں اُن کا ساتھ ہوا۔ اور اُن کے فیض صحبت سے تزکیۂ
نفس کے مراتب طے کئے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں ؎

مرا پیر دانائے مرشد شہاب | دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش | دگر آنکہ بر غیر بد بیں مباش

آپ نے زہد و ریاضت کے عالم میں حج و زیارت کے لئے بڑے بڑے سفر
کئے۔ نہایت دشوار گزار جنگلوں اور چٹیل میدانوں میں پیادہ پا سیکڑوں
کوس چلے۔ رات رات بھر پا پیادہ چلتے چلتے تھک کر چور ہو جاتے تھے۔ اور
راستہ ہی میں پتھریلی زمین پر پڑ کر سو رہتے تھے۔ نفس کشی کے لئے
بیت المقدس میں سقائی کی۔ لوگوں کو پانی پلاتے پھرتے تھے۔

شیخ کی وفات ۶۹۱ھ میں شیراز میں ہوئی۔ جبکہ اتابکان فارس
کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اور ملک فارس تاتاریوں کے قبضہ میں آ چکا تھا۔
کسی شاعر نے اُن کے مرنے کی تاریخ لکھی ہے ؎

ڈرِ بحرِ معارف شیخ سعدی | کہ در دریائے معنی بود غواص
مہِ شوال روزِ جمعہ روحش | بداں درگاہ رفت از روئے اخلاص
یکے پرسید سال فوت گفتم | زخاصاں بود زاں تاریخ شد خاص ۶۹۱

شیخ کی عمر کسی نے ۱۲۰ اور کسی نے ۱۱۰ برس کی لکھی ہے۔ مگر اکثر
تذکروں سے اسی قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ ۱۲۰ برس کی عمر پائی ہے
آپ کا مزار پُر انوار مقام دلکشا سے ایک میل کے فاصلہ پر جانب مشرق
واقع ہے۔ عمارت اس کی بہت بڑی اور مربع ہے۔ اور قبر سنگین
ہے۔ وہ مزار اب سعدیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور زیارت گاہ

خاص و عام ہے۔

شیخ کے کلام پر لوگوں کی رائیں

مولانا عبدالرحمٰن جامی نے بہارستان میں کسی شاعر کا یہ قطعہ نقل کیا ہے۔

قطعہ

در شعر سہ کس پیمبر انند ہر چند کہ لانبی بعدی
ابیات و قصیدہ و غزل را فردوسی و انوری و سعدی

حضرت امیر خسرو دہلوی نے غزل میں شیخ کو اپنا اُستاد مانا ہے فرماتے ہیں کہ ؎

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت شیرہ از میخانۂ مستے کہ در شیراز بود

حضرت امیر حسن دہلوی نے بھی شیخ کے تتبع پر فخر کیا ہے ؎

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردہ است کہ اہل معنی گلچیں از یں گلستاں اند

گلستان اور بوستان

ان دونوں کتابوں کو شیخ کے کلام کا خلاصہ اور لب لباب سمجھنا چاہیئے۔ فارسی میں کوئی کتاب ان سے زیادہ مقبول و مطبوع خاص و عام نہیں ہوئی۔ ایران۔ ترکستان۔ تاتار۔ افغانستان اور ہندوستان میں ان دونوں کتابوں کی تعلیم تقریباً سات سو برس سے برابر جاری ہے مشرق اور مغرب کی اکثر زبانوں میں ان کے ترجمے ہوئے علماء و مشائخ نے ان کی عزت کی۔ سلاطین نے ان کو سلطنت کا دستور العمل بنایا۔ منشیوں اور شاعروں نے ان کی فصاحت و بلاغت کے آگے

سرچڑھا لیا۔

اگرچہ دونوں کتابیں حسن و خوبی۔ فصاحت و بلاغت۔ تہذیب و اخلاق پند و نصیحت اور اکثر خوبیوں کے لحاظ سے ایک سے ایک بہتر ہے۔ مگر بعض وجوہ سے گلستاں کو بوستاں پر ترجیح ہے۔

فارسی نظم میں تو مثنوی مولانا روم۔ اور شاہنامہ فردوسی کی شہرت اور مقبولیت شاید بوستاں سے زائد ہے۔ مگر نثر میں کوئی کتاب گلستاں سے زیادہ مقبول نہیں ہوئی۔ اس کی فصاحت و بلاغت۔ حسن بیان لطف ادا بے مثل ہے۔ اس کے ابواب کی عمدہ ترتیب۔ اس کے فقروں کی پختگی۔ اس کے الفاظ کی شستگی۔ اس کے استعارات کی جزالت اس کی تشبیہات و تمثیلات کی ظرافت۔ اور پھر باوجود ان تمام باتوں کے عبارت میں نہایت سادگی و صفائی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شیخ نے اپنی عمر عزیز کا ایک معتدبہ حصہ اس کی تصنیف میں صرف کیا تھا۔ اور اس کی تنقیح و تہذیب میں اپنے فکر و سلیقہ سے پورا پورا کام لیا تھا۔ چنانچہ دیباچہ گلستاں کے آخر میں انھوں نے صاف کہا ہے کہ "برخے از عمر گرانمایہ بروخرج کردیم"

گلستاں کے دیباچہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب فصل بہار کے آغاز سے شروع ہوئی اور اس کے تمام ہونے سے پہلے ختم ہو گئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ترتیب اس عرصہ میں تمام ہوئی۔

گلستاں اور بوستاں علم اخلاق کی جامع کتابیں ہیں۔ ان میں اخلاق کے ہر ایک باب کا مطلب اجمالاً یا تفصیلاً بقدر ضرورت موجود ہے۔ گلستاں کے طرز پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ جن میں سے قریب موجود

ہیں۔ بہارستان جامی۔ نگارستان خانی۔ پریشان قاآنی۔ ان میں تمام اہل ذوق نے سب سے بہتر بہارستان کو مانا ہے۔ مگر گلستاں کے مقابلے میں یہ کتابیں لائی جائیں تو جس طرح آفتاب کے مقابلے میں چاند اور شمع دونوں کی روشنی کا نور ماند ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سب کا رنگ پھیکا پڑ جاوے۔

گلستاں اور بوستاں کے خصوصیات

اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ان کتابوں کے مقبول ہونے کا اصلی سبب یہ ہے کہ ان میں سرتاپا اخلاق و تہذیب نفس کے مضامین مندرج ہیں۔ مگر میرے نزدیک ان کی مقبولیت کی اصل وجہ یہ ہے کہ اخلاق و مواعظ کو شیخ کے سوا کسی نے ایسی خوبی و لطافت کے ساتھ فارسی زبان میں بیان نہیں کیا۔

ا۔ سب سے زیادہ تعجب انگیز بات ان دونوں کتابوں میں یہ ہے کہ جن باتوں میں مشرقی لٹریچر بدنام ہے وہ ان کتابوں میں اس قدر کم ہے کہ چند مقامات کو مستثنیٰ کر کے کوئی ایسی بات باقی نہیں رہتی جو زمانہ حال کے موڈل اور سوشل خیالات کے خلاف ہو۔ اور یہ بات ایسی پرانی کتابوں میں جن کے زمانہ تصنیف کو ۷۰۰ برس سے زیادہ گذر چکے ہیں۔ کچھ تعجب نہیں ہے۔ مثلاً مبالغہ اور اغراق جو مشرقی انشا کا خاصہ ہے۔ ان کتابوں میں اتنا کم ہے جتنا کہ ایران کے شعرا کے کلام میں ہیچ۔ اور جہاں ہے وہاں نہایت لطیفہ اور بامزہ ہے۔ سوپر نیچرل یعنی فوق العادت باتیں اور عجیب و غریب

قصّے بھی اِن کتابوں میں بہت کم ہیں۔

۲۔ دوسری عام اور بڑی خوبی اِن کتابوں میں یہ ہے کہ شیخ نے جس مطلب کو بیان کیا ہے اُس کے لئے ایسا لطیف اور دلکش پیرایہ اختیار کیا ہے جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ جیسے اس مطلب کو دو شعروں میں بیان کیا ہے کہ خاموشی عالم کے لئے زینت ہے اور جاہل کے لئے پردہ پوش ہے ؎

ترا خامشی اے خداوند ہوش | وقار است و نااہل را پردہ پوش
اگر عالمی ہیبت خود مبر | وگر جاہلی پردۂ خود مدر

یا مثلاً اس بات کو دو شعروں میں بیان کرتا ہے کہ کسی کی آہ وزاری سے قضائے الٰہی نہیں بدلتی اور قانون قدرت نہیں ٹوٹتا ؎

قضا دگر نہ شود ور ہزار نالۂ و آہ | بہ شکر یا بہ شکایت برآید از دہنے
فرشتۂ کہ وکیل است بر خزائن باد | چہ غم کند کہ بمیرد چراغ پیرزنے

۳۔ اِن دونوں کتابوں میں یہ بات بھی تعجب انگیز ہے کہ باوجودیکہ صنائع لفظی و معنوی بکثرت موجود ہیں۔ اور نصف گلستاں کے فقرے مسجّع و مقفّٰی ہیں۔ مگر وہ سادگی میں ضرب المثل ہیں اور جہاں نثر عاری کا ذکر آتا ہے وہاں سب سے پہلے گلستاں کی مثال دیجاتی ہے۔ یہ شیخ کے کمال انشا پردازی کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

۴۔ اِن کتابوں میں ایسی حکایتیں لکھی گئی ہیں۔ جن میں باوجود موعظت بلیغ کے کسی قدر ظرافت و خوش طبعی کی بھی گنجایش ہو۔ پھر اپنے حُسن بیان سے شیخ نے تمام حکایات کو نہایت لطیف و ملیح کردیا ہے۔ اور کہیں سیدھی سادی حکایت میں کوئی گرم فقرہ یا لطیف

کنایہ زیادہ کر کے اس میں ایک نمک زیادہ کر دیا ہے تاکہ پند و موعظت کی تلخی ظرافت کی چاشنی سے دور ہو جائے۔

۵۔ اکثر نہایت پاکیزہ اور لطیف نکتے جن سے عموماً اذہان خالی ہوتے ہیں ایسی معمولی اور سرسری باتوں سے نکال لیتے ہیں جو عام ذہنوں میں موجود ہوتی ہیں۔ جیسے "ہر نفسے کہ فرو می رود ممد حیات است۔ و چوں بر می آید مفرح ذات۔ پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است و بر ہر نعمتے شکرے واجب۔"

۶۔ حسن تاویل اور لطف استدلال جیسا جچا تلا ان کے کلام میں پایا جاتا ہے اور شعرا کے کلام میں نہیں پایا جاتا۔ جیسے

شنیدی کہ در روزگار قدیم شدے سنگ در دست ابدال سیم
پنداری ایں قول معقول نیست چو قانع شدی سیم و سنگت یکیست

۷۔ نیچر کے بیان میں شیخ کا کلام لاثانی ہے۔ خدا کی صنعت اور حکمت کے متعلق وہ وہی باتیں بیان کرتے ہیں جو سب جانتے ہیں لیکن یہ کسی کی طاقت نہیں کہ وہ ویسے پاکیزہ اور دلنشیں بیان کے ساتھ ادا کر سکے۔

۸۔ وہ اکثر قانون قدرت سے اشیا کے حسن و قبح اور اصول اخلاق کے ثبوت پر استدلال کرتے ہیں۔ جیسے

پلیدی کند گربہ بر جائے پاک چو زشتش نماید بپوشد بخاک
گر آزادی از ناپسندیدہ ہا نہ ترسی کہ بروے فتند دیدہ ہا

۹۔ وہ کبھی آزادانہ اور محققانہ نصیحتیں کرتے ہیں۔ جو اگرچہ عام خیالات سے کسی قدر بلند ہوتی ہیں۔ مگر حد شرع سے ہرگز متجاوز نہیں

ہوتیں۔ اس لئے اُن کو زاہد اور رند دونوں پسند کرتے ہیں۔

۱۰۔ جب اُن کو کسی خاص فرقے یا جماعت کے واقعی عیوب بیان کرنے ہوتے ہیں تو اُن کو ایسے عمدہ پیرایوں میں بیان کرتے ہیں کہ کسی کو ناگوار نہیں معلوم ہوتے۔

۱۱۔ یہ بات عموماً دیکھی گئی ہے کہ جو واقعات اسلاف سے نقل کئے جاتے ہیں وہ اتنے موثر نہیں ہوتے۔ جتنا کہ اپنی سرگذشت بشرطیکہ بیان کرنے والا نہایت فصیح و بلیغ اور اپنے جذبات ادا کرنے پر قادر ہو۔ گلستاں اور بوستاں میں چونکہ شیخ نے زیادہ تر اپنے ہی واقعات لکھے ہیں اور اُن سے نتائج استخراج کئے ہیں۔ اس لئے اُن کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ شیخ جیسا جادو بیان اُن کو بیان کرتا ہے۔

۱۲۔ جب اُن کو کسی نیک کام کی ترغیب دینی ہوتی ہے تو ایسی معمولی باتیں یاد دلاتے ہیں جو اُس کام کی نسبت ہمیشہ خاص و عام کے دل میں گذرتی ہیں۔ اور اُن کی آنکھوں کے سامنے پیش آتی رہتی ہیں۔ اور جب کسی امر پر اُن کو متنبہ کرنا منظور ہوتا ہے تو ایسے صریح اور صاف نتیجے سمجھاتے ہیں جو دنیا میں ہمیشہ دیکھے جاتے ہیں۔ وہ کوئی نئی بات نہیں سکھاتے بلکہ بھولی ہوئی باتوں کو یاد دلاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اُس بیان کی طرف خود بخود لوگوں کے دل کھنچتے ہیں اور اُن کے کلام میں ایسا مزہ آتا ہے جیسے کوئی مدت کی کھائی ہوئی لذیذ چیز برسوں کے بعد سامنے آتی ہے اور نہایت رغبت اور شوق سے کھائی جاتی ہے۔

انتخاب از گلستانِ سعدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

منّت مر خدائے را عزّوجل۔ کہ طاعتش موجب قربت است بہ شکر اندرش مزید نعمت۔ ہر نفسے کہ فرو می رود۔ ممدّ حیات است چوں بر می آید مفرّح ذات۔ پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است بر ہر نعمتے شکرے واجب۔ **بیت**

از دست و زبانِ کہ برآید — کز عہدۂ شکرش بدر آید

قطعہ

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیرِ خویش — عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش — کس نتواند کہ بجا آورد

بارانِ رحمت بے حسابش ہمہ را رسیدہ۔ و خوانِ نعمت بے دریغش ہمہ جا کشیدہ۔ پردۂ ناموس بندگاں بگناہِ فاحش ندرد۔ و وظیفۂ روزی بخطائے منکر نبُرد۔ **قطعہ**

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب — گبرو ترسا وظیفہ خورداری

دوستان را کجا کنی محروم — تو که با دشمنان نظر داری

فرّاش باد صبا را گفته تا فرش زمردین بگسترد - و دایهٔ ابر بهاری را فرموده تا بنات نبات را در مهد زمین بپرورد - و درختان را بخلعت نوروزی قبای استبرق در بر گرفته - و اطفال شاخ را بقدوم موسم ربیع کلاه شکوفه بر سر نهاده - عصارهٔ نحلی بقدرت او شهد فائق شده - و تخم خرمائی به تربیت او نخل باسق گشته -

قطعه

ابر و باد و مه و خورشید و فلک در کارند — تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری

همه از بهر تو سرگشته و فرمان بردار — شرط انصاف نباشد که تو فرمان نبری

در خبرست از سرور کائنات - مفخر موجودات - رحمت عالمیان صفوت آدمیان - تتمهٔ دور زمان - بیت

چه غم دیوار امت را که دارد چون تو پشتیبان — چه باک از موج بحر آنرا که باشد نوح کشتیبان

گر یکی از بندگان گنهگار - پریشان روزگار - دست انابت بامید اجابت بدرگاه خداوند جل و علا بردارد - ایزد تعالی دروی نظر نکند - بازش بخواند - باز دیگر اعراض فرماید - بازش بتضرع و زاری بخواند - حق سبحانه تعالی گوید یا مَلَائِکَتِی قَدِ اسْتَحْیَیْتُ مِنْ عَبْدِی وَلَیْسَ لَهُ غَیْرِی دعوتش را اجابت کردم - و امیدش برآوردم که از بسیاری دعا و گریهٔ بنده همی شرم دارم -

بیت

کرم بین و لطف خداوندگار — گنه بنده کردست و او شرمسار

عاکفان کعبه جلالش به تقصیر عبادت معترف‌اند که مَا عَبَدْنَاکَ
حَقَّ عِبَادَتِکَ - و واصفان حلیه جمالش بتحیر منسوب که مَا عَرَفْنَاکَ
حَقَّ مَعْرِفَتِکَ

قطعه

گر کسے وصف او ز من پرسد — بیدل از بے‌نشان چه گوید باز
عاشقان کشتگان معشوقند — بر نیاید ز کشتگان آواز

یکے از صاحبدلان سر بجیب مراقبه فرو برده بود - و در بحر مکاشفه
مستغرق شده - حالے که ازاں معاملت باز آمد یکے از محبان گفت -
ازیں بوستان که بودی چه تحفه کرامت کردی اصحاب را گفت بخاطر
داشتم که چوں بدرخت گل برسم دامنے پر کنم هدیه اصحاب را -
چوں برسیدم بوے گلم چناں مست کرد که دامن از دست برفت -

قطعه

اے مرغ سحر عشق ز پروانه بیاموز — کاں سوخته را جاں شد و آواز نیامد
ایں مدعیاں در طلبش بیخبرانند — کاں را که خبر شد خبرش باز نیامد

قطعه

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وهم — وز هرچه گفته اند شنیدیم و خوانده ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر — ما همچناں در اول وصف تو مانده ایم

در سبب تالیف کتاب

یک شب تامل ایام گذشته می کردم - و بر عمر تلف کرده تاسف می خوردم - و سنگ لاخهٔ دل را بالماس آب دیده می سفتم - و این بیتها مناسب حال خود می گفتم - مثنوی

هر دم از عمر می رود نفسے　　چون نگه می کنم نماند بسے

اے که پنجاه رفت و در خوابی　　مگر این پنج روز دریابی

خجل آنکس که رفت و کار نساخت　　کوس رحلت زدند و بار نساخت

خواب نوشین بامداد رحیل　　باز دارد پیاده را ز سبیل

هر که آمد عمارت نو ساخت　　رفت و منزل بدیگرے پرداخت

وان دگر پخت همچنین هوسے　　وین عمارت بسر نبرد کسے

یار ناپایدار دوست مدار　　دوستی را نشاید این غدار

لاجرم مرد عارف و کامل　　ننهد بر حیات دنیا دل

نیک و بد چون همی بباید مرد　　خنک آنکس که گوی نیکی برد

برگ عیشے بگور خویش فرست　　کس نیارد ز پس تو پیش فرست

عمر برف ست و آفتاب تموز　　اندکے ماند و خواجه غره هنوز

اے تهیدست رفته در بازار　　ترسمت پر نیاوری دستار

هر که مزروع خود خورد بخوید　　وقت خرمنش خوشه باید چید

پند سعدی بگوش دل بشنو　　ره چنین است مرد باش و برو

بعد از تامل مصلحت آں دیدم کہ در نشیمن عزلت نشینم و دامن از صحبت فراہم چینم۔ و دفتر از گفتارہاے پریشاں بشویم۔ و من بعد پریشاں نگویم۔

بیت

زباں بریدہ بکنجے نشستہ صم بکم
بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم

تا یکے از دوستاں کہ در کجاوہ انیس من بودے۔ و در حجرہ جلیس برسم قدیم از در در آمد۔ چندانکہ نشاط ملاعبت کرد۔ و بساط مداعبت گسترد۔ جوابش نگفتم۔ و سر از زانوے تعبد بر نہ گرفتم۔ رنجیدہ نگہ کرد و گفت۔

قطعہ

کنونت کہ امکان گفتار ہست
بگواے برادر بلطف و خوشی
کہ فردا چو پیک اجل در رسد
بحکم ضرورت زباں در کشی

کسے از متعلقان منش برحسب واقعہ مطلع گردانید۔ کہ فلاں عزم کردہ است۔ و نیت جزم کہ بقیت عمر معتکف نشیند۔ و خاموشی گزیند۔ تو نیز اگر توانی سر خویش گیر۔ و مجانبت پیش۔ گفتا بعزت عظیم و صحبت قدیم کہ دم بر نیارم و قدم بر ندارم۔ مگر آنگہ کہ سخن گفتہ شود بعادت مالوف و طریق معروف۔ کہ آزردن دل دوستاں جہل است و کفارت یمین سہل۔ خلاف راہ صواب است و عکس راے اولی الالباب ذوالفقار علیؓ در نیام و زبان سعدی در کام

قطعہ

زباں در دہان خردمند چیست
کلید در گنج صاحب ہنر

چو در بسته باشد چه داند کسی　　که جوهر فروشست یا شیشه گر

قطعه

اگرچه پیش خردمند خامشی ادبست　　بوقت مصلحت آن به که در سخن کوشی
دو چیز طیرهٔ عقلست دم فرو بستن　　بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

فی الجمله زبان از مکالمت او درکشیدن قوت نداشتم - و روی از محادثت بگردانیدن مروت ندانستم - که یار موافق بود و محب صادق بیت

چو جنگ آوری با کسی برستیز　　که ازوی گزیرت بود یا گریز

بحکم ضرورت سخن گفتم - و تفرج کنان بیرون رفتیم - در فصل ربیعی که صولت برد آرمیده بود - و اوان دولت ورد رسیده - قطعه

اول اردی بهشت ماه جلالی　　بلبل گوینده بر منابر قضبان
بر گل سرخ از نم افتاده لآلی　　همچو عرق بر عذار شاهد غضبان
پیراهن سبز بر درختان　　چون جامهٔ عید نیکبختان

شب را ببوستان با یکی از دوستان اتفاق مبیت افتاد - موضعی خوش و خرم و درختان دلکش درهم - گفتی که خردهٔ مینا بر خاکش ریخته و عقد ثریا از تاکش آویخته - قطعه

رَوضَةٌ مَاءُ نَهرِهَا سَلسَال　　دَوحَةٌ سَجعُ طَیرِهَا مَوزُون
آن پر از لاله هاے رنگارنگ　　وین پر از میوه هاے گوناگون
باد در سایهٔ درختانش　　گسترانیده فرش بوقلمون

بامدادان که خاطر باز آمدن بر راے نشستن غالب آمد - دیدمش

دامن گل و ریحاں و سنبل و ضیمراں فراہم آوردہ - و آہنگ رجوع کردہ گفتم گل بوستاں را چنانکہ دانی بقائے و عہد گلستاں را وفائی نباشد و حکیماں گفتہ اند ہرچہ نپاید دلبستگی را نشاید - گفتا طریق چیست گفتم برائے نزہت ناظراں و فسحت حاضراں کتاب گلستاں توانم تصنیف کردن کہ باد خزاں را بر ورق او دست تطاول نباشد - و گردش زماں عیش ربیعش را بطیش خریف مبدل نکند - قطعہ

بچہ کار آیدت ز گل طبقے　　از گلستان من ببر ورقے
گل ہمیں پنج روز و شش باشد　　ویں گلستاں ہمیشہ خوش باشد

حالے کہ من ایں حکایت بگفتم دامن گل بریخت - و در دامنم آویخت کہ الکریم اذا وعد وفی - فصلے دو ہماں روز اتفاق بیاض افتاد در حسن معاشرت و آداب محاورت - در لباسے کہ متکلماں را بکار آید و مترسلاں را بلاغت افزاید - فی الجملہ ہنوز از گلستاں بقیتے ماندہ بود کہ کتاب گلستاں تمام شد -

باب اول در سیرت پادشاہاں

۱- حکایت - پادشاہے را شنیدم کہ بکشتن اسیرے اشارت کرد - بیچارہ دراں حالت نومیدی ملک را دشنام دادن گرفت - و سقط گفتن - کہ گفتہ اند - ہر کہ دست از جاں بشوید ہرچہ در دل دارد بگوید

بیت

وقت ضرورت چو نماند گریز	دست بگیرد سر شمشیر تیز

ملک پرسید کہ چہ می گوید - یکے از وزرائے نیک محضر گفت اے خداوند ہمی گوید - وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ - ملک را رحمت آمد و از سر خون او درگذشت وزیر دیگر کہ ضد او بود گفت ابنائے جنس ما را نشاید در حضرت پادشاہاں جز براستی سخن گفتن - ایں ملک را دشنام داد و ناسزا گفت - ملک روے ازیں سخن درہم کشید و گفت - آں دروغ کہ وے گفت پسندیدہ تر آمد مرا ازیں راست کہ تو گفتی - کہ روے آں در مصلحتے بود و بنائے ایں بر خبث و خباثتے و خردمنداں گفتہ اند - دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز - شعر

ہر کہ شہ آں کند کہ او گوید	حیف باشد کہ جز نکو گوید

لطیفہ - برطاق ایوان فریدوں نوشتہ بود - مثنوی

جہاں اے برادر نماند بکس	دل اندر جہاں آفریں بند و بس
مکن تکیہ بر ملک دنیا و پشت	کہ بسیار کس چوں تو پرورد و کشت
چو آہنگ رفتن کند جان پاک	چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک

۲ - حکایت - ملک زادہ را شنیدم کہ کوتاہ بود و حقیر و دیگر برادرانش بلند بالا و خوبروئے - بارے پدر بکراہت و استحقار در وے نظر ہمی کرد - پسر بفراست و استبصار بجاے آورد و گفت اے پدر

کوتاہ خردمند بہ کہ نادان بلند۔ نہ ہرچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر۔

قطعہ

آں شنیدی کہ لاغر دانا گفت بارے بابلہی فربہ
اسپ تازی اگر ضعیف بود ہمچناں از طویلہ خر بہ

پدر بخندید۔ و ارکان دولت بپسندیدند۔ و برادران بجاں برنجیدند۔

قطعہ

تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد
ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

شنیدم کہ ملک را دراں قرب دشمنے صعب روے نمود۔ چوں لشکر از ہر دو طرف روے درہم آوردند و قصد مبارزت کردند۔ اول کسے کہ بمیداں درآمد آں پسر بود و گفت۔ قطعہ

آں نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من آں منم کاندر میانِ خاک و خوں بینی سرے
کانکہ جنگ آرد بخون خویش بازی میکند روز میداں۔ وانکہ بگریزد بخونِ لشکرے

ایں بگفت و بر سپاہ دشمن زد۔ و تنے چند مردانِ کاری را بکشت

چوں پیش پدر آمد۔ زمین خدمت ببوسید و گفت۔ قطعہ

اے کہ شخص منت حقیر نمود تا درشتی ہنر نپنداری
اسپ لاغر میاں بکار آید روز میداں نہ گاو پرواری

آوردہ اند کہ سپاہ دشمن بے قیاس بود و ایناں اندک و جماعتے آہنگ گریز کردند۔ پسر نعرہ بزد و گفت۔ اے مرداں بکوشید تا جامہ

زبان بگشادند۔ سواران را بگفتن او تہوّر زیادہ گشت و بیکبار حملہ کردند۔ شنیدم کہ ہم دران روز بر دشمن ظفر یافتند۔ پدر سر و چشمش ببوسید و در کنار گرفت۔ و ہر روز نظر بیش کرد۔ تا ولیعہد خویش کرد۔ برادران حسد بردند۔ و زہر در طعامش کردند۔ خواہرش از غرفہ بدید و دریچہ بہم زد۔ پسر بفراست دریافت۔ دست از طعام باز کشید و گفت۔ محالست کہ ہنرمنداں بمیرند۔ و بیہنران جاے ایشاں گیرند۔

شعر

کس نیاید بزیر سایۂ بوم ❊ ور ہماں از جہاں شود معدوم

پدر را ازیں حال آگہی دادند۔ برادرانش را بخواند و گوشمال بواجب داد۔ پس ہر یکے را از اطراف بلاد حصۂ معین کرد۔ تا فتنہ بنشست و نزاع برخاست۔ کہ دہ درویش در گلیمے بخسپند و دو پادشاہ در اقلیمے نگنجند۔

قطعہ

نیم نانے گر خورد مرد خداے ❊ بذل درویشاں کند نیمے دگر
ہفت اقلیم را بگیرد پادشاہ ❊ ہمچناں در بند اقلیمے دگر

حکایت ۴ ـ طائفۂ دزدانِ عرب بر سر کوہے نشستہ بود و منفذ کارواں بستہ۔ و رعیت بلداں از مکائد ایشاں مرعوب۔ و لشکر سلطاں مغلوب۔ بحکم آنکہ ملاذے منیع از قلۂ کوہے گرفتہ بود۔ و ملجا و ماواے خود کردہ۔ مدبّرانِ ممالک آں طرف در دفع مضرت ایشاں مشاورت کردند۔ کہ اگر ایں طائفہ ہمریں نسق روزگارے

مداومت نماید مقاومت نتوان کرد۔ مثنوی

درختی که اکنون گرفتست پای
به نیروی شخصی برآید ز جای

وگر همچنان روزگاری هلی
بگردونش از بیخ بر نگسلی

سر چشمه شاید گرفتن ببیل
چو پر شد نشاید گذشتن به پیل

سخن بریں مقرر شد که یکی تجسس ایشان برگماشتند۔ و فرصت نگاه میداشتند۔ تا وقتیکه بر سر قومی رانده بود۔ و مقام خالی مانده۔ تنی چند مردان واقعه دیده و جنگ آزموده را بفرستادند تا در شعب جبل پنهان شدند۔ شبانگاهی که دزدان باز آمدند سفر کرده و غارت آورده۔ سلاح از تن بگشادند۔ و رخت غنیمت بنهادند نخستین دشمنی که بر سر ایشان تاختن آورد۔ خواب بود۔ چندانکه پاسی از شب بگذشت۔ شعر

قرص خورشید در سیاهی شد
یونس اندر دهان ماهی شد

مردان دلاور از کمینگاه بدر جستند۔ و دست یگان یگان بر کتف بستند۔ بامدادان بدرگاه ملک حاضر آوردند۔ همه را بکشتن فرمود۔ اتفاقاً دران میان جوانی بود که میوهٔ عنفوان شبابش نو رسیده۔ و سبزهٔ گلستان عذارش نو دمیده۔ یکی از وزیران پای تخت ملک را بوسه داد۔ و روی شفاعت بر زمین نهاد۔ و گفت۔ این پسر همچنان از باغ زندگانی برنخورده است۔ و از ریعان جوانی تمتع نیافته۔ توقع بکرم و اخلاق خداوندی آنست که ببخشیدن خون او بر بنده منت نهد۔ ملک روی

ازین سخن درهم آورد - و موافق رای بلندش نیامد و گفت - فرد

پرتو نیکان نگیرد هر که بنیادش بدست　　تربیت نااهل را چون گردکان بر گنبدست

نسل بنیاد ایشان منقطع کردن اولی تر است - شعله آتش کشتن و اخگر گذاشتن - و افعی کشتن و بچه اش نگاهداشتن - کار خردمندان نیست - قطعه

ابر گر آب زندگی بارد　　هرگز از شاخ بید بر نخوری

با فرومایه روزگار مبر　　کز نی بوریا شکر نخوری

وزیر این سخن بشنید - و طوعاً و کرهاً بپسندید - و بر حسن رای ملک آفرین خواند و گفت - آنچه خداوند دام ملکه فرمود عین حقیقت است - که اگر در صحبت آن بدان تربیت یافتی طینت ایشان بگرفتی - و یکی از ایشان شدی - اما بنده امیدوار بود که بعشرت صالحان تربیت پذیرد و خوی خردمندان گیرد - که هنوز طفل است و سیرت بغی و عناد آن قوم در نهاد او متمکن نشده - در حدیث است - مَا مِن مَّولُودٍ اِلَّا وَقَدْ یُولَدُ عَلَی الفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهِ اَوْ یُنَصِّرَانِهِ اَوْ یُمَجِّسَانِهِ - قطعه

پسر نوح با بدان بنشست　　خاندان نبوتش گم شد

سگ اصحاب کهف روزی چند　　پی نیکان گرفت مردم شد

این بگفت و طائفه از ندمای ملک با او بشفاعت یار شدند تا ملک از سر خون او درگذشت - و گفت - بخشیدم - اگرچه مصلحت ندیدم

رُباعی

دانی که چه گفت زال با رستم گرد — دشمن نتوان حقیر و بیچاره شمرد
دیدیم بسے که آب سرچشمهٔ خرد — چون بیشتر آمد شتر و بار ببرد

فی الجمله پسر را بناز و نعمت پروردند و استادِ ادیب را بتربیت او نصب کردند تا حُسنِ خطاب و ردّ جواب و آداب خدمت ملوکش در آموختند و در نظرِ همگنان پسند آمد - بارے وزیر از شمائل او در حضرت سلطان شمهٔ می گفت - که تربیت عاقلان درو اثر کرده است و جهل قدیم از جبلت او بدر برده - ملک را ازین سخن تبسم آمد و گفت -

بیت

عاقبت گرگ زاده گرگ شود — گرچه با آدمی بزرگ شود

سالے دو برین برآمد - طائفهٔ اوباشِ محلت درو پیوستند - و عقدِ موافقت بستند - تا بوقتِ فرصت وزیر را و هردو پسرش را بکشت - و نعمت بیقیاس برداشت - و در مغارهٔ دزدان بجائے پدر بنشست - و عاصی شد - ملک دست تحسّر بدندان گرفت و گفت -

قطعه

شمشیر نیک ز آهن بد چون کند کسے — ناکس بتربیت نشود اے حکیم کس
باران که در لطافت طبعش خلاف نیست — در باغ لاله روید و در شوره بوم خس

قطعه

زمین شوره سنبل بر نیارد — درو تخم عمل ضائع مگردان

نکوئی با بداں کردن چنانست ‌ ‌ ‌ ‌ که بد کردن بجاے نیکمرداں

حکایت - یکے از رفیقاں شکایت روزگار نامساعد بنزد من آورد - کہ کفاف اندک دارم و عیال بسیار و طاقت بار فاقہ نمی آرم - و بارہا در دلم آمد کہ بہ اقلیمی دیگر نقل کنم - تا دراں صورتیکہ زندگانی کنم کسے را بر نیک و بد من اطلاع نباشد -

بیت

بس گرسنہ خفت و کس ندانست کہ کیست ‌ ‌ ‌ ‌ بس جاں بلب آمد کہ بروکس نگریست

باز از شماتت اعدا می اندیشم - کہ بطعنہ در قفاے من بخندند - و سعی مرا در حق عیال بر عدم مروت حمل کنند و گویند - قطعہ

مبین آں بے حمیت را کہ ہرگز ‌ ‌ ‌ ‌ نخواہد دید روے نیک بختی

کہ آسانی گزیند خویشتن را ‌ ‌ ‌ ‌ زن و فرزند بگذارد بہ سختی

و در علم محاسبت چنانچہ معلوم ست چیزے دانم - اگر بجاہ شما جہتے معین شود کہ موجب جمعیت خاطر باشد بقیت عمر از عہدۂ شکر آں بیروں آمدن نتوانم - گفتم عمل پادشاہ اے برادر دو طرف دارد - امید و بیم - یعنی امید ناں و بیم جاں و خلاف راے خردمنداں باشد بداں امید متعرض بیم شدن - قطعہ

کس نیاید بخانۂ درویش ‌ ‌ ‌ ‌ کہ خراج زمین و باغ بدہ

یا بہ تشویش و غصہ راضی شو ‌ ‌ ‌ ‌ یا جگر بند پیش زاغ بنہ

گفت ایں موافق حال من نگفتی - و جواب سوال من نیاوردی -

نشنیده که هر که خیانت ورزد دستش از حسابت بلرزد - فرد

راستی موجب رضای خداست ‏‏ کس ندیدم که گم شد از ره راست

حکما گویند - که چهار کس از چهار کس بجان برنجند - حرامی از سلطان - و دزد از پاسبان - و فاسق از غماز - و روسپی از محتسب -
آن را که حساب پاکست از محاسبه چه باک - قطعه

مکن فراخ روی در عمل اگر خواهی ‏‏ که روز رفع تو باشد مجال دشمن تنگ
تو پاک باش و مدار ای برادر از کس باک ‏‏ زنند جامهٔ ناپاک گازران بر سنگ

گفتم حکایت روباهی مناسب حال تست - که دیدندش گریزان و بیخویشتن افتان و خیزان - کسی گفتش که چه حالت است که موجب چندین مخافت است - گفتا شنیده‌ام که شتر را بسخره می‌گیرند - گفت ای سفیه شتر را با تو چه مناسبت است - و ترا بدو چه مشابهت - گفت خاموش اگر حسودان بغرض گویند که این بچهٔ شتر است و گرفتار آیم کرا غم تخلیص من باشد که تا تفتیش حال من کند - و تا تریاق از عراق آورده شود مارگزیده مرده بود - ترا همچنین فضل است و دیانت و تقوی و امانت و لیکن متعنتان در کمینند و مدعیان گوشه نشین - اگر آنچه سیرت حسن تست بخلاف آن تقریر کنند و در معرض خطاب پادشاه آئی - دران حالت کرا مجال باشد - پس مصلحت آن بینم که ملک قناعت را حراست کنی و ترک ریاست گوئی - فرد

بدریا در منافع بیشمار است ‏‏ اگر خواهی سلامت بر کنار است

رفیق این سخن بشنید۔ و بهم بر آمد۔ و روی از حکایت من
درهم کشید۔ و سخنهای رنجش آمیز گفتن گرفت۔ که آنچه عقل و کفایت
است و فهم و درایت۔ قول حکما درست آمد که گفته اند دوستان
در زندان بکار آیند۔ که بر سفره همه دشمنان دوست نمایند۔

قطعه

دوست مشمار آنکه در نعمت زند لاف یاری و برادر خواندگی
دوست آن دانم که گیرد دست دوست در پریشان حالی و درماندگی

دیدم که متغیر می شود۔ و نصیحت من بغرض می شنود۔ نزدیک صاحب
دیوان رفتم۔ سابقهٔ معرفتی که درمیان ما بود صورت حالش بگفتم۔ و
اهلیت و استحقاقش بیان کردم۔ تا بکاری مختصرش نصب کردند۔
چندی برین برآمد۔ لطف طبعش را بدیدند۔ و حسن تدبیرش را بپسندیدند۔
کارش از آن درگذشت۔ و بمرتبهٔ بالاتر از آن متمکن شد۔ همچنان نجم
سعادتش در ترقی بود۔ تا باوج ارادت رسید۔ و مقرب حضرت سلطان
و معتمد علیه گشت۔ بر سلامت حالش شادمانی کردم و گفتم۔

فرد

ز کار بسته میندیش و دل شکسته مدار که آب چشمهٔ حیوان درون تاریکیست

فرد

منشین ترش از گردش ایام که صبر گرچه تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد

در آن قربت مرا با طایفهٔ یاران اتفاق سفر افتاد۔ چون از زیارت

مکہ باز آمدم۔ یکد و منزلم استقبال کرد۔ ظاہر حالش دیدم پریشان و درہیاتِ درویشان گفتم چہ حالت ست۔ گفت آنچنانکہ تو گفتی طائفۂ حسد بردند۔ و بخیانتم منسوب کردند۔ و ملک دام ملکۂ در کشف حقیقت آن استقصا نفرمود۔ و یارانِ قدیم و دوستانِ حمیم از کلمۂ حق خاموش شدند۔ و صحبتِ دیرین فراموش کردند۔ قطعہ

نہ بینی کہ پیشِ خداوندِ جاہ — ستایش کناں دست بربر نہند
اگر روزگارش در آرد ز پائے — ہمہ عالمش پائے بر سر نہند

فی الجملہ بانواع عقوبت گرفتار شدم۔ تا دریں ہفتہ کہ مژدۂ سلامت حجاج برسید از بند گرانم خلاص کرد۔ و ملک موروثم خاص گفتم دراں نوبت اشارتِ من قبولت نیامد کہ گفتم۔ عمل پادشاہاں چوں سفرِ دریاست خطرناک و سودمند۔ یا گنج برگیری یا در تلاطم بمیری۔ فرد

یا زر بہر دو دست کند خواجہ در کنار — یا موج روزے افگندش مردہ بر کنار

مصلحت ندیدم ازیں بیش درویش را بملامت خراشیدن و نمک برجراحت پاشیدن۔ بریں کلمہ اختصار کردم۔ قطعہ

ندانستی کہ بینی بند برپائے — چو درگوشت نیاید پند مردم
دگر رہ گر نداری طاقتِ نیش — مکن انگشت در سوراخ کژدم

۵۔ حکایت۔ تنے چند از روندگاں در صحبت من بودند۔ ظاہر ایشاں بصلاح آراستہ۔ و یکے را از بزرگاں درحق ایں طائفۂ حسن ظنے بلیغ بود۔ و اورا رسے معین کردہ۔ تا یکے از ایشاں حرکتے کرد نہ مناسب

حال درویشاں ۔ ظن آں شخص فاسد شد ۔ و بازار ایناں کاسد ۔
خواستم تا بطریقے کفاف یاراں مستخلص گردانم ۔ آہنگ خدمتش کردم ۔
دربانم رہا نکرد و جفا کرد ۔ معذورش داشتم ۔ کہ لطیفاں گفتہ اند ۔ قطعہ

در میر و وزیر و سلطاں را ۔۔۔ بے وسیلت مگرد پیرامن
سگ و درباں چو یافتند غریب ۔۔۔ ایں گریباں گرفت و آں دامن

چندانکہ مقربانِ حضرتِ آں بزرگ برحال من وقوف یافتند
و باکرام در آوردند برتر مقامے معین کردند ۔ اما بتواضع فروتر
نشستم و گفتم ۔

فرد

بگذار کہ بندۂ کمینم ۔۔۔ تا در صف بندگاں نشینم

گفت اللہ اللہ چہ جاے ایں سخن ست ۔ فرد

گر بر سر و چشم ما نشینی ۔۔۔ نازت بکشم کہ نازنینی

فی الجملہ نشستم ۔ و از ہر درے سخن پیوستم ۔ تا حدیث زلت یاراں
درمیاں آمد و گفتم ۔

قطعہ

چہ جرم دید خداوند سابق الانعام ۔۔۔ کہ بندہ در نظر خویش خوار میدارد
خداے راست مسلم بزرگی و الطاف ۔۔۔ کہ جرم بیند و ناں برقرار میدارد

حاکم ایں سخن را عظیم بپسندید ۔ و اسباب معاش یاراں فرمود ۔
تا باز برقاعدۂ ماضی مہیا دارند ۔ و مؤنت ایام تعطیل وفا کنند ۔ شکر
نعمت بگفتم ۔ و زمین خدمت ببوسیدم ۔ و عذر جسارت بخواستم و گفتم قطعہ

چو کعبہ قبلۂ حاجت شد از دیارِ بعید ۔۔۔ روند خلق بدیدارش از بسے فرسنگ

ترا تحمّلِ امثالِ ما بباید کرد — کہ ہیچکس نزند بر درختِ بے بر سنگ

٦ - حکایت - ملک زوزن را خواجۂ بود کریم النفس - نیک محضر
کہ ہمگناں را در مواجہہ حرمت داشتے و در غیبت نکو گفتے - اتفاقاً از و
حرکتے در نظر ملک ناپسند آمد - مصادرت فرمود - و عقوبت کرد -
و سرہنگان پادشاہ بسوابقِ نعمت او معترف بودند - و بشکر آں
مرتہن - در مدتِ توکیلِ او رفق و ملاطفت کردندے - و زجر و
معاقبت روا نداشتندے - قطعہ

صلح با دشمن اگر خواہی - ہر گہ کہ ترا — در قفا عیب کند در نظرش تحسین کن
سخن آخر بدہاں میگذرد موذی را — سخنش تلخ نخواہی دہنش شیریں کن

آنچہ مضمون خطاب ملک بود از عہدۂ بعضے بیروں آمد و بہ بقیتے
در زنداں ماند - آوردہ اند کہ یکے از ملوک نواحی در خفیہ پیامش فرستاد -
کہ ملوک آں طرف قدرِ چناں بزرگوار ندانستند - و بے عزتی کردند -
اگر رائے عزیزِ فلاں بجانبِ ما التفاتے کند در رعایت خاطرش ہرچہ
تمامتر سعی کردہ آید - و اعیان ایں مملکت بدیدار او مفتقر اند - و جواب
ایں حروف را منتظر - خواجہ چوں بریں وقوف یافت از خطر اندیشید -
در حال جوابے مختصر کہ اگر برملا فتنہ نباشد برقفائے ورق نوشت
و رواں کرد - یکے از متعلقاں کہ بریں واقف بود ملک را اعلام
کرد - کہ فلاں را کہ حبس فرمودۂ باملوک نواحی مراسلت دارد -
ملک بہم برآمد - و کشفِ ایں خبر فرمود - قاصد را بگرفتند - و رسالت را

برخواندند۔ نبشته بود که حسن بزرگان بیش از فضیلت ماست و
تشریف قبولے که فرمودند بنده را امکان اجابت آں نیست۔
بحکم آنکه پروردهٔ نعمت ایں خاندانست۔ و باندک تغیر خاطرے
با ولی نعمت قدیم بے وفائی نتواں کرد۔ فرد

آں را که بجاے تست ہر دم کرمے عذرش بنه ار کند بعمرے ستمے

ملک را سیرت حق شناسی او خوش آمد۔ و خلعت و نعمت بخشید
و عذر خواست که خطا کردم که ترا بے جرم و خطا بیازردم۔ گفت
اے خداوند بنده دریں حالت مر خداوند را خطائے نمی بینم۔ بلکه
تقدیر خداوند تعالیٰ چنیں بود۔ که مر ایں بنده را مکروہے رسد۔
پس بدست تو اولیٰ تر که سوابق نعمت بریں بنده داری۔ و ایادی
منت و حکما گفته اند۔ مثنوی

گر گزندت رسد ز خلق مرنج که نه راحت رسد ز خلق نه رنج
از خدا داں خلاف دشمن و دوست که دل ہر دو در تصرف اوست
گرچه تیر از کماں ہمی گذرد از کماندار بیند اہل خرد

باب دوم در اخلاق درویشاں

۱۔ حکایت۔ تنے چند از روندگان متفق در سیاحت بودند
و شریک رنج و راحت۔ خواستم که مرافقت کنم موافقت نکردند۔

گفتم این از کرم و اخلاق بزرگان بدیع است۔ روے از مصاحبت درویشاں بگردانیدن۔ و فائده دریغ داشتن که من در نفس خویش این قدر قوت و قدرت ہمی شناسم۔ که درخدمت مرداں یار شاطر باشم نه بار خاطر۔
یکے ازاں میاں گفت ازیں سخن که شنیدی دل تنگ مدار۔ که دریں روزہا دزدے بصورت درویشاں برآمده بود۔ خود را درسلک صحبت ما منتظم کرد۔ شعر

چه دانند مردم که در جامه کیست　　نویسنده داند که در نامه چیست

از آنجا که سلامت حال درویشاں ست۔ گمان فضولش نبردند و بیاری قبولش کردند۔ مثنوی

صورت حال عارفاں دلق ست　　این قدر بس چو روے در خلق ست
در عمل کوش و ہرچه خواہی پوش　　تاج بر سر نه و علم بر دوش
ترک دنیا و شہوتست و ہوس　　پارسائی۔ نه ترک جامه و بس
در قزاگند مرد باید بود　　بر مخنث سلاح جنگ چه سود

روزے تا بشب رفته بودیم۔ و شبانگه در پاے حصارے خفته که دزد بے توفیق ابریق رفیق برداشت۔ که بطہارت میرود۔ و بغارت میرفت۔ فرد

پارسا بیں که خرقه در بر کرد　　جامۂ کعبه را جل خر کرد

چندانکه از نظر درویشاں غائب۔ ببرجے برفت و درجے

بدزوید- تا روز روشن شد - آں تاریک روئیلنے راہ رفتہ بود -
و رفیقاں بیگناہ خفتہ - بامداداں ہمہ را بقلعہ در آوردند- و بزنداں
کردند- ازاں تاریخ ترک صحبت گفتیم و طریق عزلت گرفتیم کہ
اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ- قطعہ

چو از قومے یکے بیدانشی کرد | نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را
نمی بینی کہ گاوے در علفزار | بیالاید ہمہ گاوانِ دہ را

گفتم سپاس و منت خدائے را عزوجل کہ از فوائد درویشاں
محروم نماندم - اگرچہ بصورت از صحبت جدا افتادم - بدیں حکایت
کہ گفتی مستفید گشتم و امثال مرا ہمہ عمر ایں نصیحت بکار آید- مثنوی

بیک ناتمام اشیدہ در مجلسے | برنجد دل ہوشمنداں بسے
اگر برکہ پُر کنند از گلاب | سگے در وے افتد شود منجلاب

۲- حکایت - در جامع بعلبک وقتے کلمۂ چند ہمی گفتم بطریق
وعظ با جماعتے افسردہ دل مردہ - راہ از عالم صورت بعالم معنی نبردہ
دیدم کہ نفسم در نمی گیرد- و آتشم در ہیزم تر اثر نمی کند دریغ آمدم
تربیت ستوراں - و آئینہ در محلت کوراں - و لیکن در معنی باز بود-
و سلسلۂ سخن دراز- در معنی ایں آیت کہ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ
حَبْلِ الْوَرِیْدِ سخن بجائے رسانیدہ بودم کہ می گفتم- قطعہ

دوست نزدیکتر از من بمن ست | ویں عجب تر کہ من از وے دورم
چہ کنم باکہ تواں گفت کہ او | در کنار من و من مہجورم

من از شراب این سخن مست بودم - و فضالهٔ قدح در دست که روندهٔ برکنارِ مجلس گذر کرد - و دورِ آخر در وے اثر - نعرهٔ بزد - که دیگران بموافقت وے در خروش آمدند - و خادمان مجلس در جوش - گفتم سبحان اللہ - دوران باخبر در حضور - و نزدیکانِ بے بصر دور - قطعہ

فہم سخن چوں نکند مستمع　　　قوتِ طبع از متکلم مجوے
فسحت میدانِ ارادت بیار　　　تا بزند مرد سخن گوے گوے

۳ - حکایت - پارسائے را دیدم برکنارِ دریا که زخم پلنگ داشت - و ہیچ دارو بہ نمی شد - مدتہا دراں رنجور بود - و شکر خداے عزوجل علی الدوام گفتے - پرسیدندش که شکر چه می گوئی - گفت شکر آنکه بمصیبتے گرفتارم نه بمعصیتے - قطعہ

اگرم زار بکشتن دہد آں یارِ عزیز　　　تا نگوئی که در آندم غمِ جانم باشد
گویم ز بندهٔ مسکیں چہ گنہ صادر شد　　　که دل آزرده شد از من غمِ آنم باشد

۴ - حکایت - درویشے را ضرورتے روے نمود - گلیمے از خانهٔ یارے بدزدید و نفقه کرد - حاکم فرمود که دستش را بدر کنید - صاحب گلیم شفاعت کرد - که من اورا بحل کردم - گفتا بشفاعت تو حدِ شرع فرو نگذارم - گفت آنچه فرمودی راست است - ولیکن ہر که از مالِ وقف چیزے بدزدد قطعش لازم نیاید - ہرچه درویشاں راست وقف محتاجان است - حاکم از وے دست بداشت - و ملامت کردن گرفت - که جہاں بر تو تنگ آمده بود - که دزدی نکردی

الا از خانۂ چنیں یارے گفت اے خداوند نشنیدۂ کہ گفتہ اند خانۂ دوستاں بروب و درِ دشمناں مکوب۔ شعر

چوں بسختی در بمانی تن بعجز اندر مدہ
دشمناں را پوست برکن دوستاں را پوستین

۵۔ حکایت۔ یکے را از مشائخ پرسیدند۔ کہ حقیقت تصوف چیست گفت ازیں پیش طائفۂ بودند در جہاں۔ بصورت پراگندہ و بمعنی جمع اکنوں خلقے اند بظاہر جمع و بدل پراگندہ۔ قطعہ

چو ہر ساعت از تو بجائے رود دل
بہ تنہائی اندر صفائی نہ بینی

ورت مال و جاہست و زرع و تجارت
چو دل با خدا ایست خلوت نشینی

۶۔ حکایت۔ یاد دارم کہ شبے در کاروانے ہمہ شب رفتہ بودم و سحر برکنار بیشۂ خفتہ۔ شوریدۂ کہ دراں سفر ہمراہ ما بود سحرگاہاں نعرہ بزد و راہ بیاباں گرفت۔ و یک نفس آرام نیافت۔ چوں روز شد گفتمش آں چہ حالت بود۔ گفت بلبلاں را دیدم کہ بنالش درآمدہ بودند از درخت و کبکاں از کوہ۔ و غوکاں از آب و بہائم از بیشہ۔ اندیشہ کردم۔ کہ مروت نباشد ہمہ در تسبیح و من در غفلت خفتہ۔ کجا روا باشد۔

قطعہ

دوش مرغے بہ صبح می نالید
عقل و صبرم ببرد و طاقت و ہوش

یکے از دوستان مخلص را
مگر آواز من رسید بگوش

گفت باور نداشتم کہ ترا
بانگ مرغے چنیں کند مدہوش

گفتم ایں شرط آدمیت نیست
مرغ تسبیح خواں و من خاموش

۷- حکایت- وقتے در سفر حجاز طائفۂ جوانان صاحبدل ہمراہ ما بودند- ہمدم و ہمقدم- وقتہا زمزمہ بکردندے- و بیتے محققانہ برگفتندے- و عابدے در سبیل منکر حال درویشاں بود- و بے خبر از درد ایشاں- تا برسیدیم بہ نخیل بنی ہلال کودکے سیاہ از حی عرب بدر آمد- و آوازے برآورد- کہ مرغ را از ہوا در آورد- و اشتر عابد را دیدم کہ برقص اندر آمد- و عابد را بینداخت- و راہ بیاباں گرفت و برفت- گفتم اے شیخ سماع در حیوانے اثر کرد و ترا ہمچناں تفاوت نمی کند-

رباعی

دانی کہ چہ گفت مرا آں بلبل سحری　　تو خود چہ آدمی کز عشق بیخبری
اشتر بشعر عرب در حالتست و طرب　　گر ذوق نیست ترا کژ طبع جانوری

اشعار

بذکرش ہر چہ بینی در خروش ست　　ولے داند دریں معنی کہ گوش ست
نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست　　کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست

۸- حکایت- یکے را از ملوک مدت عمر سپری شد- و قائم مقامے نداشت- وصیت کرد- کہ بامداداں نخستیں کسیکہ از در شہر در آید تاج شاہی بر سر وے نہید- و تفویض مملکت بوے کنید- اتفاقاً اول کسیکہ در آمد- گدائے بود- ہمہ عمر لقمہ لقمہ اندوختہ- و رقعہ بر رقعہ دوختہ- ارکان دولت و اعیان حضرت وصیت ملک بجا آوردند- و تسلیم مفاتیح قلاع و خزائن بدو کردند- و مدتے ملک راند تا بعضے

امرائے دولت گردن از اطاعت او به پیچانیدند۔ و ملوک از هرطرف بمنازعت برخاستند۔ و بمقاومت لشکر آراستند۔ فی الجمله سپاه و رعیت بهم برآمدند۔ و برخے طرف بلاد از قبضهٔ تصرف او بدر رفت۔ درویش ازیں واقعه خسته خاطر می بود۔ تا یکے از دوستان قدیمش که در حالتِ درویشی قرین او بود از سفر باز آمد و درچناں مرتبه دیدش گفت۔ منت خدائے را عزوجل۔ گلت از خار برآمد۔ و بختِ بلند رهبری کرد۔ و اقبال و سعادت یاوری۔ تا بدیں پایه رسیدی۔ شعر

شگوفه گاه شگفتست و گاه خوشیده ‌ ‌ ‌ درخت وقت برهنه است و وقت پوشیده

گفت اے عزیز تعزیتم گوے که جائے تهنیت نیست۔ آنگه که تو دیدی غم نانے داشتم۔ تو امروز غم جهانے۔ مثنوی

اگر دنیا نباشد دردمندیم ‌ ‌ ‌ دگر باشد بمهرش پائے بندیم

بلائے زیں جهاں آشوب ترنیست ‌ ‌ ‌ که رنج خاطرست ارهست ورنیست

قطعه

مطلب گر توانگری خواهی ‌ ‌ ‌ جز قناعت که دولتیست هنی

گر غنی زر بدامن افشاند ‌ ‌ ‌ تا نظر در ثواب او نکنی

کز بزرگاں شنیده ام بسیار ‌ ‌ ‌ صبر درویش به که بذل غنی

فرد

اگر بریاں کند بهرام گورے ‌ ‌ ‌ نه چوں پائے ملخ باشد ز مورے

۹۔ حکایت۔ فقیهے پدر را گفت۔ هیچ ازیں سخنانِ دلآویز رنگین

متکلمان در من اثر نمی کند۔ بحکم آنکه نمی بینم مر ایشاں را فعلے موافق گفتار۔

مثنوی

ترک دنیا بمردم آموزند
خویشتن سیم و غلہ اندوزند

عالمے را کہ گفت باشد و بس
ہر چہ گوید نگیرد اندر کس

عالم آں کس بود کہ بد نہ کند
نہ بگوید بخلق و خود نکند

بیت

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند
او خویشتن گم است کرا رہبری کند

پدر گفت اے پسر بمجرد ایں خیال باطل نشاید روے از تربیت ناصحاں بگردانیدن۔ و علما را بضلالت منسوب کردن۔ و در طلب عالم معصوم از فوائد علم محروم ماندن۔ ہمچو نابینائیکہ شبے در وحل افتادہ بود و می گفت۔ کہ اے مسلمانان چراغے فرا راہ من دارید۔ زنے فاجرہ بشنید و گفت۔ تو کہ چراغ نمی بینی بچراغ چہ بینی ہمچنیں مجلس وعظ چوں کلبۂ بزاز است۔ آنجا تا نقدے ندہی بضاعتے نستانی۔ و اینجا تا ارادتے نیاوری سعادتے نبری۔ قطعہ

گفت عالم بگوش جاں بشنو
ور نماند بگفتنش کردار

باطل ست انچہ مدعی گوید
خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

مرد باید کہ گیرد اندر گوش
گر نبشتست پند بر دیوار

قطعہ

صاحبدلے بمدرسہ آمد ز خانقاہ
بشکست عہد صحبت اہل طریق را

گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود — تا کردی اختیار ازاں ایں فریق را
گفت آں گلیم خویش بدر میبرد ز موج — ویں جہد می کند کہ بگیرد غریق را

باب سوم در فضیلت قناعت

۱۔ حکایت۔ بازرگانے را دیدم کہ صد و پنجاہ شتر بار داشت و چہل بندۂ خدمتگار۔ شبے در جزیرۂ کیش مرا بحجرۂ خویش برد ہمہ شب نیارمید از سخنہاے پریشاں گفتن۔ کہ فلاں انبارم بترکستان ست۔ و فلاں بضاعت بہندوستان۔ و ایں قبالۂ فلاں زمیں است۔ و فلاں چیز را فلاں کس ضمین است۔ و گاہ گفتے کہ خاطر اسکندریہ دارم۔ کہ ہوایش خوش است۔ باز گفتے نہ کہ دریاے مغرب مشوش است۔ سعدیا سفرے دیگر در پیش است۔ اگر آں کردہ شود بقیت عمر خویش بگوشۂ بنشینم و قناعت کنم۔ گفتم آں کدام سفر است گفت گوگرد پارسی خواہم بردن بچین۔ کہ شنیدم کہ قیمتے عظیم دارد۔ و کاسۂ چینی بروم آرم۔ و دیباے رومی بہند۔ و پولاد ہندی بحلب۔ و آبگینۂ حلبی بیمن۔ و بُرد یمانی بپارس۔ و ازاں پس ترک سفر کنم۔ و بدکانے بنشینم۔ انصاف ازیں ماخولیا۔ چنداں فرو گفت کہ بیش طاقت گفتنش نماند۔ گفت اے سعدی تو ہم سخنے بگوے ازانہا کہ دیدۂ و شنیدۂ گفتم۔

قطعه

آں شنیدستی کہ در صحرائے غور　　بار سالارے بیفتاد از ستور
گفت چشم تنگ دنیا دار را　　یا قناعت پُر کند یا خاک گور

۲- حکایت - مالدارے را شنیدم کہ بہ بخل اندر چناں معروف بود کہ حاتم طائی درکرم - ظاہر حالش بنعمت دنیا آراستہ - و خسّت نفسِ جبلی ہمچناں دروے متمکن - تا بجائے رسید کہ نانے از دست بجائے ندادے - و گربۂ ابوہریرہ را بلقمۂ ننواختے - و سگ اصحاب کہف را استخوانے نینداختے - فی الجملہ خانۂ اورا کس ندیدے درکشادہ و سفرۂ اورا سر-

بیت

درویش بجز بوے طعامش نشنیدے　　مرغ از پسِ ناں خوردن او ریزہ نچیدے

شنیدم کہ بدریائے مغرب راہِ مصر پیش گرفتہ بود - و خیال فرعونی در سر - بادے مخالف بکشتی برآمد - چنانکہ گویند - فرد

با طبع ملولت چہ کند دل کہ نسازد　　شرطہ ہمہ وقتے نبود لائقِ کشتی

دست بدعا آورد - و فریاد بیفائدہ خواندن گرفت - شعر

دستِ تضرع چہ سود بندۂ محتاج را　　وقت دعا بر خدا وقت کرم در بغل

قطعہ

از زر و سیم راحتے برساں　　خویشتن ہم تمتّعے برگیر
چونکہ ایں خانہ از تو خواہد ماند　　خشتے از سیم و خشتے از زر گیر

آوردہ اند کہ در مصر اقارب درویش داشت - بعد از ہلاک وے

به قیمت مال او توانگر شدند۔ و جامهاے کهن بمرگ او بدریدند۔ و خز و دمیاطی بعوض آں ببریدند۔ همدراں هفته یکے را دیدم از ایشاں بر باد پائے سوار رواں۔ و غلام پری پیکر درپے دواں۔ قطعه

وه که گر مرده باز گردیدے   بسراے قبیله و پیوند
ردّ میراث سخت تر بودے   وارثاں را ز مرگ خویشاوند

بسابقهٔ معرفتیکه درمیان ما بود آستینش گرفتم و گفتم۔ بیت

بخور اے نیک سیرت و سره مرد   کاں فرومایه گرد کرد و نخورد

باب هفتم در تاثیر تربیت

۱۔ حکایت۔ پارسازاده را نعمت بیکراں از ترکهٔ عماں بدست افتاد۔ فسق و فجور آغاز کرد۔ و مبذّری پیشه گرفت۔ فی الجمله نماند از سائر معاصی منکریکه نکرد۔ و مسکریکه نخورد۔ بارے بنصیحتش گفتم اے فرزند دخل آب رواںست۔ و خرج آسیاے گرداں یعنی خرج فراواں کردن۔ مسلم کسے را باشد که دخل معین دارد۔ قطعه

چو دخلت نیست خرج آهسته تر کن   که می گویند ملاحاں سرودے
بکوهستاں اگر باراں نبارد   بسالے دجله گردد خشک رودے

عقل و ادب پیش گیر و لهو و لعب بگذار۔ که چوں نعمت سپری شود۔ سختی بری و پشیمانی خوری۔ پسر از لذت نائے و نوش ایں سخن

درگوش نیاورد۔ و برقول من اعتراض کرد۔ و گفت۔ راحت عاجل را
بتشویش محنت آجل منغص کردن۔ خلاف رائے خردمنداں است۔

مثنوی

خداوندان کام و نیک بختی
چرا سختی برند از بیم سختی
برو شادی کن اے یارِ دل افروز
غمِ فردا نشاید خوردن امروز

فکیف مراکہ در صدرِ مروت نشستہ ام۔ و عقد فتوت بستہ۔
و ذکرِ انعام در افواہ عوام افتادہ۔ مثنوی

ہرکہ علم شد بسخا و کرم
بند نشاید کہ نہد بر درم
نام نکوئی چو برون شد بکوی
در نتوانی کہ بہ بندی بروے

دیدم کہ نصیحت نمی پذیرد۔ و دم گرم من در آہن سردِ وے
اثر نمی کند۔ ترکِ مناصحت کردم و روے از مصاحبت بگردانیدم
و قول حکما را کار بستم۔ کہ گفتہ اند۔ قطعہ

گرچہ دانی کہ نشنوند بگوے
ہرچہ دانی تو از نصیحت و پند
زود باشد کہ خیرہ سر بینی
بدو پاے اوفتادہ اندر بند
دست بر دست میزند کہ دریغ
نشنیدم حدیث دانشمند

تا پس از مدتے آنچہ اندیشۂ من بود از نکبت حالش بصورت
بدیدم۔ کہ پارہ پارہ برہم می دوخت۔ و لقمہ لقمہ ہمی اندوخت
دلم از ضعف حالش بہم برآمد و مروت ندیدم درچناں حالے ریش
درویش را بملامت خراشیدن۔ و نمک پاشیدن۔ پس باخود گفتم۔

مثنوی

حریف سفلہ دریایانِ مستی | نیندیشد زروز تنگدستی
درخت اندر بہاراں برفشاند | زمستاں لاجرم بے برگ ماند

۲۔ حکایت۔ سالے نزاع میان پیادگان حاج افتادہ بود۔ و داعی دراں سفر ہم پیادہ بود۔ انصاف در سر و روے ہم افتادیم وداد فسوق و جدال دادیم۔ کجاوہ نشینے را دیدم کہ با عدیل خویش می گفت۔ یاللعجب پیادۂ عاج عرصۂ شطرنج را بسر می برد۔ فرزیں می شود۔ یعنی بہ ازاں می شود کہ بود۔ و پیادگانِ حاج بادیہ را بسر بُردند و بتر شدند۔

قطعہ

ازمن بگوے حاجی مردم گزاے را | کو پوستین خلق بآزار می درد
حاجی تو نیستی شتر است از براے آنکہ | بیچارہ خار می خورد و بار می برد

۳۔ حکایت۔ سالے از بلخ باشامیانم سفر بود۔ و راہ از حرامیاں پُر خطر۔ جوانے بیدرقہ ہمراہ ماشد۔ سرباز۔ چرخ انداز۔ سلحشور۔ بیش زور۔ کہ دہ مرد توانا کمانِ اورا زہ نکردندے۔ و زور آورانِ روے زمیں پشتِ اورا بزمیں نیاوردندے۔ امّا چنانکہ دانی متنعم بود۔ و سایہ پروردہ نہ جہاندیدہ۔ و سفر کردہ۔ رعد کوس دلاوراں بگوشش نرسیدہ و برقِ شمشیر سواراں ندیدہ۔ شعر

نیفتادہ در دست دشمن اسیر | بگردش نباریدہ بارانِ تیر

اتفاقاً من و ایں جواں ہردو درپے ہم دواں۔ ہر دیوار قدیمش

که پیش آمدی بقوت بازو بیفگندی - و هر درخت عظیم که دیدی
بنیروی سرپنجه برکندی - و تفاخر کنان گفتی - بیت

پیل کو تا کتف و بازوی گردان بیند　　شیر کو تا کف و سرپنجهٔ مردان بیند

ما درین حالت که دو هندو از پس سنگی سر برآوردند - و آهنگ
قتال ما کردند بدست یکی چوبی و در بغل یکی دیگر کلوخ کوبی -
جوان را گفتم چه پائی که دشمن آمد - بیت

بیار آنچه داری ز مردی و زور　　که دشمن بپای خود آمد بگور

تیر و کمان را دیدم از دست جوان افتاده و لرزه بر استخوان -

فرد

نه هر که موی شکافد بتیر جوشن خای　　بروز حملهٔ جنگ آوران بدارد پای

چاره جز آن ندیدیم که رخت و سلاح و جامه رها کردیم - و جان
بسلامت برآوردیم -

قطعه

بکارهای گران مرد کاردیده فرست　　که شیر شرزه در آرد بزیر خم کمند
جوان اگرچه قوی یال و پیلتن باشد　　بجنگ دشمنش از هول بگسلد پیوند
نبرد پیش مصاف آزموده معلوم است　　چنانکه مسئلهٔ شرع پیش دانشمند

جدال سعدی با مدعی در بیان توانگری و درویشی

یکی بصورت درویشان نه بر صفت ایشان - در محفلی دیدم نشسته
و شنعتی در پیوسته - و دفتر شکایت باز کرده - و ذم توانگران آغاز نهاده -

سخن بدیں جا رسانیدند۔ کہ درویش را دست قدرت بستہ است
و توانگراں را پائے ارادت شکستہ۔ بیت

کریماں را بدست اندر درم نیست   خداوندان نعمت را کرم نیست

مرا کہ پروردۂ نعمت بزرگانم ایں سخن سخت آمد۔ گفتم اے یار
توانگراں دخل مسکینانند۔ و ذخیرۂ گوشہ نشیناں۔ و مقصد زائراں
و کہف مسافراں۔ و متحمّل بارگراں از بہر راحت دیگراں۔ دست
تناول بطعام انگہ برند کہ متعلقان و زیردستاں بخورند۔ و فضلۂ مکارم
ایشاں بہ ارامل و پیراں و اقارب و جیراں رسد۔ نظم

توانگراں را وقفست و نذر و مہمانی   زکوٰۃ و فطرہ و اعتاق و ہدی و قربانی
تو کے بدولت ایشاں رسی کہ نتوانی   جزیں دو رکعت و آنہم بصد پریشانی

اگر قدرت جود است و اگر قوتِ سجود۔ توانگراں را بہتر میسر شود۔
کہ مال مزکی دارند۔ و جامۂ پاک۔ و عرض مصئون۔ و دل فارغ۔
و قوّتِ طاعت در لقمۂ لطیف است و صحتِ عبادت در کسوت
نظیف۔ پیداست کہ از معدۂ خالی چہ قوّت آید۔ و از دست تہی
چہ مروّت۔ و از پائے بستہ چہ سیر۔ و از دستِ گرسنہ چہ خیر۔ قطعہ

شب پراگندہ خسپد آنکہ پدید   نبود وجہ بامدادانش
مور گرد آورد بتابستاں   تا فراغت بود زمستانش

فراغت با فاقہ نہ پیوندد۔ و جمعیّت در تنگدستی صورت نہ بندد
یکے تحریمۂ عشا بستہ و دیگرے منتظر عشا نشستہ۔ ہرگز ایں بداں

سکے مانند۔

بیت

خداوند روزی بحق مشتغل　　پراگندہ روزی پراگندہ دل

پس عبادت ایشاں بقبول نزدیکتر است - کہ جمع اند و حاضر و پریشان و پراگندہ خاطر - اسباب معیشت ساختہ - و باوراد عبادت پرداختہ - عرب گوید - اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفَقْرِ الْمُکِبِّ وَجَارٍ مَنْ لَا یُحِبُّ - در خبر است - اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ - گفت ایں شنیدی وآں نشنیدی کہ فرمودہ اند - اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ - گفتم خاموش کہ اشارت سید عالم علیہ السّلام بفقر طائفہ ایست کہ مرد میدان رضا اند - و ہدف تیر قضا - نہ اینان کہ خرقۂ ابرار پوشند و لقمۂ ادرار فروشند -

رباعی

ای طبل بلند بانگ در باطن ہیچ　　بے توشہ چہ تدبیر کنی وقت بسیچ
روی طمع از خلق بہ پیچ ار مردی　　تسبیح ہزار دانہ بردست مپیچ

درویش در معرفت نیارامد تا کارش بکفر نہ انجامد کہ کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا - و نشاید جز بوجود نعمت برہنۂ را پوشیدن - یا در استخلاص گرفتارے کوشیدن - و ابنائے جنس مارا بمرتبۂ ایشاں کہ رساند - و ید علیا بہ ید سفلی چہ ماند - نہ بینی کہ حق جل علاؤہ در محکم تنزیل از نعیم اہل بہشت خبر میدہد اُولٰئِکَ لَھُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ -

فرد

تشنگاں را نماید اندر خواب　　ہمہ عالم بچشم چشمۂ آب

حالیکه من این سخن بگفتم عنان طاقت درویش از دست تحمل
برفت - تیغ زبان برکشید - و اسپ فصاحت بمیدان وقاحت جهانید
و گفت چندان مبالغت در وصف ایشان بکردی و سخنهای پریشان
بگفتی که وهم تصور کند که تریاقند - یا کلید خانهٔ ارزاق مشتی
متکبر مغرور - معجب نفور - مشتغل مال و نعمت - و مفتتن جاه و
ثروت - که سخن نگویند الا بسفاهت و نظر نکنند الا بکراهت علما را
بگدائی منسوب کنند - و فقرا را به بیسروپائی طعنه زنند - بعلت
مالی که دارند و عزت جاهیکه پندارند برتر از همه نشینند -
و آن در سر دارند که سر بکسی بردارند - بیخبر از قول حکیمان که گفته
اند - هرکه بطاعت از دیگران کم ست و به نعمت بیش بصورت
توانگر است و بمعنی درویش -

گفتم مذمت ایشان روا مدار که خداوند کرم اند - گفت غلط گفتی
که بندهٔ درم اند - چه فایده که ابر آذار اند و نمی بارند - و چشمهٔ
آفتاب اند و برکس نمی تابند - و بر مرکب استطاعت سوار اند -
و نمیرانند - قدمی بهر خدا ننهند - و درمی بیمن و اذی ندهند -
مالی بمشقت فراهم آرند - و به خست نگهدارند و بحسرت بگذارند -
چنانکه بزرگان گفته اند - سیم بخیل از خاک وقتی برآید که او
در خاک رود -

نظم

برنج و سعی کسی نعمتی بچنگ آرد　　دگر کس آید و بی رنج و سعی بردارد

گفتمش بہ بخل خداوندان نعمت وقوف نیافتہ الا بعلت گدائی وگر نہ ہر کہ طمع یکسو نہد کریم و بخیلش یکے نماید۔ محک داند کہ زر چیست وگدا داند کہ ممسک کیست۔ گفتا بتجربت آں می گویم کہ متعلقان بر در بدارند۔ و غلیظان شدید را برگمارند تا بار عزیزان ندہند۔ و دست جفا بر سینۂ صالحان و اہل تمیزاں نہند۔ و گویند کس اینجا نیست۔ و بحقیقت راست گفتہ باشند۔ بیت

آنرا کہ عقل وہمت وتدبیر ورائے نیست　　خوش گفت پردہ دار کہ کس در سرائے نیست

گفتم بعذر آنکہ از دست متوقعان بجاں آمدہ اند۔ و از رقعۂ گدایاں بفغاں۔ و محال عقلست کہ اگر ریگ بیاباں دُر شود چشم گدایاں پُر شود۔

شعر

دیدۂ اہل طمع بنعمت دنیا　　پُر نشود ہمچنانکہ چاہ بہ شبنم

ہر کجا سختی دیدۂ تلخی کشیدۂ را بینی۔ خود را بشرہ در کارہائے مخوف اندازد۔ و از عقوبت آخرت نہ ہراسد۔ و حلال از حرام نشناسد۔

قطعہ

سگے را گر کلوخے بر سر آید　　ز شادی بر جہد کاں استخوانیست

اگر نعشے دو کس بر دوش گیرند　　لئیم الطبع پندارد کہ خوانیست

گفتا نہ کہ من بر حال ایشاں رحمت می برم گفتم نہ کہ بر مال ایشاں حسرت می خوری۔ ما دریں گفتار و ہر دو بہم گرفتار۔ ہر پیادے کہ براندے بدفع آں کوشیدے۔ و ہر شاہے کہ بخواندے بفرزیں

بپوشیدمی - تا نقد کیسهٔ همت درباخت - و تیر جعبهٔ حجت همه بینداخت

قطعه

هان تا سپر نیفگنی از حملهٔ فصیح — کو را جز این مبالغهٔ مستعار نیست
دین ورز و معرفت که سخندان سجع گوی — بر در سلاح دارد و کس در حصار نیست

تا عاقبت الامر دلیلش نماند - ذلیلش کردم - دست تعدّی دراز کرد - و بیهده گفتن آغاز - و سنت جاهلان است - که چون بدلیل از خصم فرو مانند - سلسلهٔ خصومت بجنبانند - چون آزر بت تراش که بحجت با پسر برنیامد - بجنگ برخاست - دشنامم داد سقطش گفتم گریبانم درید - زنخدانش شکستم - قطعه

او در من و من در و فتاده — خلق از پے ما دوان و خندان
انگشت تعجب جهانے — از گفت و شنید ما بدندان

القصه مرافعت این سخن پیش قاضی بردیم - و بحکومت عدل راضی شدیم - تا حاکم مسلمانان مصلحتے بجوید - و میان توانگران و درویشان فرقے بگوید - قاضی چون حالت ما بدید - و منطق ما بشنید سر بجیب تفکر فرو برد و پس از تأمّل بسیار سر برآورد و گفت اینکه توانگران را ثنا گفتی - و بر درویشان جفا روا داشتی - بدانکه هرجا که گل ست خارست - و با خمر خمارست - و بر سر گنج مارست و آنجا که دُر شاهوارست - نهنگ مردم خوارست - لذت عیش دنیا را لدغهٔ اجل در پے ست - و نعیم بهشت را دیوار مکاره در پیش

بیت

جور دشمن چه کند گر نکشد طالب دوست — گنج و مار و گل و خار و غم و شادی بهم اند

نظر نمی کنی در بستان که بید مشک است و چوب خشک و ہمچنیں در زمرۂ توانگراں شاکر اند و کفور۔ و در حلقۂ درویشاں صابر اند و ضجور۔

شعر

اگر ژاله هر قطرۂ دُر شدے — چو خر مُهره بازار ازو پُر شدے

مقربان حضرت جل و علا توانگرانند درویش سیرت۔ و درویشانند توانگر ہمت۔ و مہین توانگراں آنست که غم درویش خورد۔ و بہیں درویشاں آنکه کم توانگراں گیرد۔ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ پس روے عتاب ازمن بجانب درویش کرد۔ و گفت اینکه گفتی توانگراں مشتغل اند بمناہی۔ و مست ملاہی۔ نعم طائفۂ ہستند برین صفت که بیاں کردی۔ قاصر ہمت۔ کافر نعمت۔ که ببرند و بنہند و نخورند و ندہند۔ و اگر بمثل باراں نبارد۔ و یا طوفاں جہاں را بردارد۔ باعتمادِ مکنتِ خویش از محنت درویش نپرسند۔ و از باری تعالی نترسند۔

شعر

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک — مرا ہست و بط را ز طوفاں چه باک

شعر

دوناں چو گلیم خویش بیروں بردند — گویند چه غم ار ہمه عالم مردند

قومے برین نمط ہستند که شنیدی۔ و طائفۂ خوان نعمت نهاده

ودست کرم کشاده - طالب نام اند و مغفرت و صاحب دنیا و آخرت -

قاضی چوں سخن بدیں غایت برسانید - و از حدّ قیاس اسپ مبالغت در گذرانید - بمقتضائے حکم قضا رضا دادیم - و از ما مضیٰ در گذشتیم - و بعد از مجازا طریق مدارا گرفتیم - و سر بتدارک برقدم یکدیگر نہادیم - و بوسہ سر و روئے ہم دادیم و ختم سخن بریں دو بیت کردیم -

قطعہ

مکن زگردش گیتی شکایت اے درویش
کہ تیرہ بختی اگر ہم بریں نسق مردی

توانگرا چو دل و دست کامرانت ہست
بخور ببخش کہ دنیا و آخرت بردی

باب ہشتم در آداب صحبت

ا۔ حکمت - موسیٰ علیہ السلام قاروں را نصیحت کرد کہ اَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ نشنید - عاقبتش شنیدی - قطعہ

آنکس کہ بدینار و درم خیر نیندوخت
سر عاقبت اندر سر دینار و درم کرد

خواہی متمتع شوی از نعمت دنیا
با خلق کرم کن چو خدا با تو کرم کرد

عرب گوید بخش و منت منہ کہ نفع آں بتو باز می گردد -

قطعہ

درخت کرم ہر کجا بیخ کرد
گذشت از فلک شاخ و بالائی او

گر امیدواری کزو بر خوری
بمنت منہ ارّہ بر پائے او

قطعه

شکر خدای کن که موفق شدی بخیر — ز انعام و فضل او نه معطل گذاشتت
منت منه که خدمت سلطان همی کنی — منت شناس از او که بخدمت بداشتت

۳- پند - ملک از خردمندان جمال گیرد - و دین از پرهیزگاران کمال یابد - پادشاهان به نصیحت خردمندان ازان محتاج ترند که خردمندان بقربت پادشاهان - قطعه

پندی اگر بشنوی ای پادشاه — در همه دفتر به ازین پند نیست
جز بخردمند مفرما عمل — گرچه عمل کار خردمند نیست

۴- حکمت - رحم آوردن بر بدان ستم است بر نیکان و عفو کردن از ظالمان جور است بر درویشان - بیت

خبیث را چو تعهد کنی و بنوازی — بدولت تو گنه می کند بانبازی

۴- پند - رازیکه نهان خواهی با کس در میان منه و اگرچه دوست مخلص باشد که مر آن دوست را نیز دوستان باشند - و همچنین مسلسل - قطعه

خامشی به که ضمیر دل خویش — با کسی گفتن و گفتن که مگوی
ای سلیم آب ز سرچشمه ببند — که چو پر شد نتوان بستن جوی

فرد

سخنی در نهان نباید گفت — کان سخن برملا نشاید گفت

۵- حکمت - دشمن ضعیف که در طاعت آید و دوستی نماید مقصود

وے جز ایں نیست کہ دشمن قوی گردد۔ و گفتہ اند بر دوستی دوستاں اعتماد
نیست تا بتملق دشمناں چہ رسد۔ و ہر کہ دشمن کوچک را حقیر شمارد
بداں ماند کہ آتش اندک را مہمل می گذارد۔ قطعہ

امروز بکش چو میتواں کشت — کاتش چو بلند شد جہاں سوخت
مگذار کہ زہ کند کماں را — دشمن کہ بہ تیر میتواں دوخت

۶۔ حکمت۔ سخن درمیان دو دشمن چناں گوے کہ اگر دوست
گردند شرم زدہ نباشی۔ **ابیات**

میانِ دو کس جنگ چوں آتش ست — سخن چین بدبخت ہیزم کش است
کنند ایں و آں خوش دگر بارہ دل — وے اندر میاں کوربخت و خجل
میانِ دو کس آتش افروختن — نہ عقلست و خود درمیاں سوختن

قطعہ

درسخن با دوستاں آہستہ باش — تا ندارد دشمن خونخوار گوش
پیش دیوار آنچہ گوئی ہوش دار — تا نباشد در پس دیوار گوش

۷۔ حکمت۔ تا کار بزر برمی آید جاں در خطر افگندن نشاید۔ شعر

چو دست از ہمہ حیلتے درگسست — حلال ست بردن بہ شمشیر دست

۸۔ حکمت۔ نصیحت از دشمن پذیرفتن خطاست۔ و لیکن شنیدن
رواست۔ کہ بخلاف آں کار کنی۔ کہ عین صواب است۔ مثنوی

حذر کن زانچہ دشمن گوید آں کن — کہ بر زانو زنی دست تغابن
گرت راہے نماید راست چوں تیر — ازاں بگرد و راہ دست چپ گیر

۹- پند - خشم بیش از حد گرفتن وحشت آرد - و لطف بے وقت هیبت ببرد - نہ چنداں درشتی کن کہ از تو سیر گردند - و نہ چنداں نرمی کہ بر تو دلیر -

ابیات

درشتی و نرمی بہم در بہ است — چو رگ زن کہ جرّاح و مرہم نہ است

درشتی نگیرد خردمند پیش — نہ سستی کہ نازل کند قدر خویش

نہ مر خویشتن را فزونی نہد — نہ یکبارہ تن در مذلّت دہد

نظم

جوانے با پدر گفت اے خردمند — مرا تعلیم دہ پیرانہ یک پند

بگفتا نیک مردی کن نہ چنداں — کہ گردد خیرہ گرگ تیز دنداں

۱۰- حکمت - چوں بینی کہ در سپاہ دشمن تفرقہ افتاد - تو جمع باش - و اگر جمع شوند از پریشانی اندیشہ کن - قطعہ

برو با دوستاں آہستہ بنشیں — چو بینی درمیان دشمناں جنگ

وگر بینی کہ باہم یک زبانند — کماں را زہ کن و بر بارہ بر سنگ

۱۱- پند - سر مار بدست دشمن بکوب کہ از احدی الحسنیین خالی نباشد - اگر این غالب آمد مار کشتی - و اگر آں از دشمن رستی - فرد

بروز معرکہ ایمن مشو ز خصم ضعیف — کہ مغز شیر برآرد چو دل ز جاں برداشت

۱۲- نکتہ - بادشاہ را بر خیانت کسے واقف مگرداں - مگر آنگہ کہ بر قبول کلّی واثق باشی - و اگر نہ در ہلاک خود سعی می کنی - مثنوی

بسیچ سخن گفتن آنگاہ کن — کہ بینی کہ در کار گیرد سخن

کمالست در نفس انساں سخن تو خود را بگفتار ناقص مکن

۱۳- حکمت- دو آدمی بحسرت بمردند- و دو سگ بر مرداری بهم بسر نبردند- حریص بجهانے گرسنہ است- و قانع بنانے سیر حکما گفتہ اند- درویشی بقناعت بہ از توانگری ببضاعت- شعر

رودۂ تنگ بیک نان تہی پُر گردد نعمتِ روی زمیں پُر نکند دیدۂ تنگ

قطعہ

پدر چوں دورِ عمرش منقضی گشت مرا ایں یک نصیحت کرد و بگذشت
کہ شہوت آتش ست از وے بپرہیز بخود بر آتش دوزخ مکن تیز
در آں آتش نداری طاقتِ سوز بصبر آبے بریں آتش زن امروز

۱۴- پند- نادان را بہ از خاموشی نیست- و اگر ایں مصلحت بدانستے نادان نبودے-

قطعہ

چوں نداری کمال فضل آں بہ کہ زباں در دہاں نگہداری
آدمی را زباں فضیحت کرد جوزِ بے مغز را سبکساری

ابیات

خرے را ابلہے تعلیم میداد برو بر صرف کردے سعی دائم
حکیمے گفتش اے ناداں چہ کوشی دریں سودا بترس از لوم لائم
نیاموزد بہائم از تو گفتار تو خاموشی بیاموز از بہائم

ابیات

ہر کہ تأمل نہ کند در جواب بیشتر آید سخنش ناصواب

یا سخن آرای چو مردم بهوش — یا بنشین همچو بهائم خموش

۱۵- پند- هر که علم خواند و عمل نکرد بدان ماند که گاو راند و تخم نیفشاند- از تن بیدل طاعت نیاید- و پوست بی مغز بضاعت را نشاید- نه هر که در مجادلت چُست در معاملت درست-

۱۶- حکمت- بی هنران هنرمندان را نتوانند دید- همچنان که سگ بازاری سگ صیدی را مشغله بر آرند- و پیش آمدن نیارند یعنی سفله چون به هنر با کسی بر نیاید- به خبثش در پوستین افتد-

بیت

کند هر آینه غیبت حسود کوته دست — که در مقابله گنگش بود زبان مقال

۱۷- حکمت- حکیمی که با جهال در افتد باید که توقع عزت ندارد و اگر جاهلی بزبان آوری بر حکیمی غالب آید عجب نیست که سنگیست که گوهر را می شکند-

بیت

نه عجب گر فرو رود نفسش — عندلیبی غراب هم قفسش

قطعه

گر هنرمند از اوباش جفائی بیند — تا دل خویش نیازارد و درهم نشود

سنگ بدگوهر اگر کاسهٔ زرین شکند — قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

۱۸- حکمت- خردمندی را که در زمرهٔ اوباش سخن به بندد شگفت مدار که آواز بربط با غلبهٔ دهل بر نیاید- و بوی عبیر از گند سیر فرو ماند-

مثنوی

بلند آواز نادان گردن افراخت | کہ دانا را بہ بے شرمی بینداخت
نمی داند کہ آہنگ حجازی | فرو ماند ز بانگ طبل غازی

۱۹۔ حکمت۔ جوہر اگر در خلاب افتد ہماں نفیس ست۔ و غبار اگر بر فلک رود ہماں خسیس۔ استعداد بے تربیت دریغ ست و تربیت نامستعد ضائع۔ خاکستر نسبتے عالی دارد۔ کہ آتش جوہر علویست ولیکن چوں بنفس خود ہنرے ندارد با خاک برابرست قیمت شکر نہ از نے ست۔ کہ آں خود خاصیت وے ست۔ مثنوی

چو کنعاں را طبیعت بے ہنر بود | پیمبر زادگی قدرش نیفزود
ہنر بنمائے اگر داری نہ گوہر | گل از خار است و ابراہیم از آزر

۲۰۔ حکمت۔ جاں در حمایت یک دم است و دنیا وجودے میان دو عدم۔ دین بدنیا فروشاں خراند۔ یوسف را فروشند۔ تا چہ خرند۔

بیت

بقول دشمن پیمان دوست بشکستی | ببیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

۲۱۔ حکمت۔ ہر کہ بزندگی نانش نخورند چوں بمیرد نامش نبرند۔ لذت انگور بیوہ داند نہ خداوند میوہ۔ یوسف صدیق علیہ السلام در خشک سال سیر نخوردے۔ تا گرسنگاں را فراموش نکند۔ مثنوی

آنکہ در راحت و تنعم زیست | او چہ داند کہ حال گرسنہ چیست
حال درماندگاں کسے داند | کہ باحوال خویش در ماند

قطعه

ابله بر مرکبِ تازنده سواری هشدار — که خر خارکش سوخته در آب و گل ست
آتش از خانهٔ همسایهٔ درویش مخواه — کانچه از روزن او میگذرد دود دل ست

۲۲- پند- درویش ضعیف حال را در خشکی تنگ سال مپرس که چونی- الا بشرط آنکه مرهمی بر ریشش نهی و معلومی پیش- قطعه

خری که بینی و باری بگل در افتاده — بدل برو شفقت کن ولی مرو بسرش
کنونکه رفتی و پرسیدیش که چون افتاد — میان ببند و چو مردان بگیر دنب خرش

۲۳- حکمت- توانگر فاسق کلوخ زراندود ست- و درویش صالح شاهد خاک آلود- این دلق موسیٰ است مرقع- و آن ریش فرعون مرصع- ولیکن شدتِ نیکاں روی در فرح دارد- و دولت بداں سر در نشیب- قطعه

هر کرا جاه و دولت ست بداں — خاطر خسته در نخواهد یافت
خبرش ده که هیچ دولت و جاه — بسرای دگر نخواهد یافت

۲۴- حکمت- تلمیذ بی ارادت عاشق بی زر ست- و روندهٔ بی معرفت مرغ بی پر- عالم بی عمل درخت بی بر- و زاهد بی علم خانهٔ بی در- مراد از نزول قرآن تحصیل صورتِ خوب است نه ترتیل سورهٔ مکتوب- عامی متعبد پیاده رفته است- و عالم متهاون سوار خفته- عاصی که دست بردارد به از عابد که عُجب در سر دارد- بیت

سرهنگ لطیف خوی دلدار — بهتر ز فقیه مردم آزار

۲۵ حکمت - خلعت سلطان اگرچه عزیز است جامهٔ خلقان خود ازاں بعزت تر و خوان بزرگاں اگرچه لذیذ است خوردهٔ انبان خویش ازاں بلذت تر - بیت

سرکه از دسترنج خویش و تره
بهتر از نان ده خدای و بره

۲۶ حکمت - خلاف راه صواب است و عکس رای اولی الالباب داروی بگمان خوردن - و راه نادیده بے کاروان رفتن - امام مرشد محمد غزالی را رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند - که چگونه رسیدی - بدین منزلت در علوم - گفت بدانکه هرچه ندانستم از پرسیدن آن ننگ نداشتم - قطعه

امید عافیت آنگه بود موافق عقل
که نبض را بطبیعت شناس بنمائی
بپرس هرچه ندانی که ذل پرسیدن
دلیل راه تو باشد بعز و دانائی

۲۷ حکمت - حلم شتر چنانکه معلوم است اگر طفلے مهارش گیرد وصد فرسنگ برد - گردن از متابعتش بر نه پیچد - اما اگر درهٔ هولناک پیش آید که موجب هلاک باشد و طفل آنجا بنادانی خواهد رفتن زمام از کفش درگسلاند - و دیگر مطاوعت نکند - که هنگام درشتی ملاطفت مذموم است - و گویند دشمن بملاطفت دوست نگردد بلکه طمع دشمنی زیادت کند - قطعه

کسیکه لطف کند با تو خاک پایش باش
وگر خلاف کند در دو چشمش آگن خاک
سخن بلطف و کرم با درشت خوی مگوی
که زنگ خورده نگردد بنرم سوهان پاک

۲۸ حکمت - اجل کائنات از روے ظاهر آدمی ست - و اذل

موجودات سگ - و باتفاق خردمنداں سگ حق شناس بہ از آدمی ناسپاس - قطعہ

سگے را لقمۂ ہرگز فراموش نگردد ور زنی صد نوبتش سنگ
وگر عمرے نوازی سفلۂ را بکمتر چیزے آید با تو در جنگ

۲۹ - حکمت - در انجیل آمدہ است کہ اے فرزند آدم اگر توانگری دہمت مشتغل شوی بمال از من - و اگر درویش کنمت تنگدل نشینی پس حلاوت ذکر من کجا دریابی - و بعبادت من کے شتابی - قطعہ

گہ اندر نعمتی مغرور و غافل گہ اندر تنگدستی خستۂ و ریش
چو در سرّا و ضرا حالت اینست ندانم کے بحق پردازی از خویش

۳۰ - حکمت - ارادت بیچوں یکے را از تخت شاہی فرود آرد - و یکے را در شکم ماہی نیکو دارد - بیت

وقتست خوش آنراکہ بود ذکر تو مونس ور خود بود اندر شکم حوت چو یونس

۳۱ - پند - نیک بختاں بحکایت و امثال پیشینگاں پند گیرند ازاں پیش کہ پسیناں بروا قعۂ او مثل زنند - و دزداں دست کوتہ نکنند تا دست شاں کوتہ نکنند - قطعہ

نرود مرغ سوے دانہ فراز چوں دگر مرغ بیند اندر بند
پند گیر از مصائب دگراں تا نگیرند دیگراں بتو پند

۳۲ - حکمت - آں را کہ گوش ارادت آفریدہ اند - چوں کند کہ بشنود - و آں را کہ کمند سعادت می برد - چہ کند کہ نرود

قطعه

شب تاریک دوستان خدای — می بتابد چو روز رخشنده
وین سعادت بزور بازو نیست — تا نه بخشد خدای بخشنده

رباعی

از تو بکه نالم که دگر داور نیست — وز دست تو هیچ دست بالاتر نیست
آں راکه تو رہ دہی کسے گم نکند — وانرا که تو گم کنی کسے رہبر نیست

۴۳۔ حکمت نصیحت پادشاہاں مسلم کسے راست که بیم سر ندارد یا امید زر۔

مثنوی

موحد چه دریاے ریزی زرش — چه شمشیر ہندی نہی برسرش
امید و ہراسش نباشد زکس — بر نیست بنیاد توحید و بس

۴۴۔ حکمت۔ حکیمے نامور را پرسیدند۔ درختاں راکه خدای عزوجل آفریده است۔ و برومند ہیچ یک را آزاد نخوانده اند۔ مگر سرو راکه ثمرهٔ ندارد۔ گوئی دریں چه حکمت ست۔ گفت ہریکے را دخلے معین ہست۔ بوقتے معلوم۔ گہے بوجود آں تازه اند۔ وگاہے بعدم آں پژمرده۔ و سرو را ہیچ ازیں نیست۔ و ہمه وقت خوش است و اینست صفت آزادگاں۔ قطعه

برانچه میگذرد دل منه که دجله بسے — پس از خلیفه بخواہد گذشت در بغداد
گرت ز دست برآید چو نخل باش کریم — ورت ز دست نیاید چو سرو باش آزاد

مُلّا حسین واعظ کاشفی

مُلّا حسین ابن علی واعظ کاشفی - ایک مشہور عالموں میں سے ہیں۔ ان کی مختلف علوم میں بہت سی تصنیفیں ہیں - بیہق سبزوار کے اطراف میں ایک موضع ہے وہاں پیدا ہوئے اور اپنی زندگی کے اکثر زمانہ کو ہرات میں صرف کیا۔

سلطان حسین مرزا کے زمانہ میں ان کی بڑی عزت تھی، چونکہ حسین مرزا خود بھی بڑا ادیب اور صاحب تصنیف تھا اس کے دربار میں علما اور فضلا کا مجمع رہتا تھا کاشفی اپنے کمالات کی وجہ سے اس کے بڑے مقرب ہوگئے تھے - سلطان نے ہرات میں نقیب المومنین کا عہدہ دیا تھا - آخر عمر تک اسی عہدہ سے سرفراز رہے -

ملّا حسین تفسیر - حدیث - نجوم - ادب میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ اور بہت بڑے واعظ تھے - ۵۰۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی -

ملا حسین نے اخلاق محسنی ۲۹۴ھ میں سلطان حسین مرزا کی فرمایش سے لکھی - اور اُن کے لڑکے ابوالحسن کے نام سے اس کو معنون کیا - اس کتاب کی عبارت اُس زمانہ کی رنگین عبارت کا نمونہ ہے - اخلاق کی تمام ضروری باتوں کا بہترین اور مختصر اور دلاویز مجموعہ ہے -

انتخاب از اخلاق محسنی

بسم

سخاوت و احسان

سخاوت سبب نیکنامی و احسان موجب دوستکامی و خجسته فرجامی است و هیچ صفت آدمیان را و خصوصاً اشراف و انجاد ایشان را به از جود و سخا نیست۔ بیت

شرف مرد بجود است و کرامت بسجود　　هرکه این هر دو ندارد عدمش به ز وجود

در خبر آمده است که سخا درختیست در بهشت۔ و بحقیقت نهالیست بر کنار جویبار خوشنودی حق سبحانہ تعالیٰ رُسته و شاخ او در سر افرازی با علیٰ علیین پیوسته۔ شگوفهٔ او نیکنامی دُنیاست و میوهٔ او کرامت و فضیلت عقبیٰ۔ بیت

این سخا شاخیست از باغ بهشت　　وای او کین شاخ را از کف بهشت

از حکیمے پرسیدند کہ عیبے کہ مجموع هنرها بدو مخفی ماند چیست۔ جواب داد۔ کہ بخل۔ باز سوال کردند کہ هنرے کہ همه عیبها را بپوشد کدام است۔ گفتا سخا۔ فرد

هنر سخاست وگر جمله دست افزار ند　　اگر ترا بهر انگشت خویش صد هنر است

بیقین بباید دانست کہ تا مال را از قید امساک مطلق نگردانند

توسن مفاخر و معالی بقید در نیاید - مثنوی

تجربہ کردم زہر اندیشۂ
نیست نکوتر ز سخا پیشۂ

خاص ز بہر کرم آمد درم
برگذر قافیہ اینک کرم

اسکندر از ارسطو پرسید کہ سعادت دین و دنیا در چہ چیز است گفت
در جود و کرم - اما سعادت دین آنست کہ حق سبحانہ می فرماید -
ہر کہ یک حسنہ بیارد - او را دہ حسنہ کرامت کنیم - مثنوی

آنکہ ترا توشۂ رہ می دہد
از تو یکے خواہد و دہ می دہد

بہتر ازیں مایہ ستائیت نیست
سود کن آخر کہ زیانیت نیست

اما سعادت دنیا آنست کہ مرغ دل خلق را بکرم صید تواں کرد
چوں دل کہ سلطان است در قید کسے افتاد - قالب بہ تبعیت قلب
در دام می افتد - و چوں کریم مالک الرقاب گشت شد ابواب سعادات
برو کشادہ - و اسباب مرادات او آمادہ شود - و از فضیلت جود
یکے آنست کہ دلہائے خلایق جوانمرداں را در دست دارد - ہرچند
کہ از احسان ایشاں بہرۂ بدیشاں نرسیدہ باشد - مثلاً اگر مردم
خراساں بشنوند کہ در عراق مردے کریم و جوانمرد است ہمہ او را
دوست خواہند داشت - و برو آفریں خواہند گفت بلکہ اگر
کریمے را کہ در قید حیات نباشد یاد کنند - ہمہ کس ثنائے او
گویند چنانچہ حاتم طائی را کہ از وفات او قریب نہ صد و چہل و
پنج سال گذشتہ - ہنوز بہار ذکرش بریاحین آفریں آراستہ است

وچمن نیکنامیش به پیرایهٔ شاد تحسین پیراسته - فرد
نماند حاتم طائی ولیک تا ابد | نماند نام بلندش به نیکوئی مشهور

دارا از حکیمی پرسید که پیرایهٔ سلطنت چیست گفت در عزّت زیستن - گفت عزّت را چگونه نگاه تواں داشت - گفت بخوار داشتن زر - هرکه زر در نظر او خوار است همه کس او را عزیز و مکرم دارند -

قطعه
مال از بهر آں بکار آید | تا نه بهر تنت سپر گردد
هرکه تن را فدائے مال کند | مال و تن عرضهٔ خطر گردد
هرکسیکه خوار دارد زر | هر زمانے عزیز تر گردد

تواضع و احترام

تواضع سبب رفعت است - چنانچه در حدیث آمده است که مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ - یعنی هرکه فروتنی نماید برائے خدائے خدائے او را بردارد و درجهٔ او را بلند گرداند - بیت
تواضع ترا ارجمندی دهد | ز روئے شرف سربلندی دهد

نصیر الدین احمد از ملوک ساسانیه پسر خود را وصیت کرد که اے فرزند دلبند اگر میخواهی که ملکے که بمشقت بدست آورده ایم - وسلطنتے که عمر عزیز در تمهید قواعد آں صرف کرده سالها بر تو بماند - و بر اشتهٔ اعتماد مکن که مال در معرض زوال است - و بر لشکر

دل منہ کہ مرد سپاہی منقلب الاحوال است۔ تکیہ در دوام ملک و
قیام حکم برکرم شمائے و در تواضع افزائے کہ تواضع و کرم دو دام
اند بردلہائے مرداں۔ و ہر کہ صید ازیں دو دام شد ہرگز روئے
رہائی ندارد۔ و گوئیا اشارت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دریں
عبارت کہ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ۔ بریں معنی است کہ ہرگاہ
کسے را بخدمت تواضع نمودی۔ دل او صید تو گشت۔ و در دام
محبت تو مقید شد۔ پس او محکوم تو و تو مخدوم او باشی۔ و او صید
تو و تو صیادِ او شوی۔

نظم

تواضع میدہد از روشنائی ایسے بیگانگاں را آشنائی
تواضع ہر کہ دارد سرفراز است بروئے او در اقبال باز است

تواضع آنست کہ کسے مقدار خود از مقدار دیگر کمتر بیند۔
پس عزت و حرمت خود برطرف نہادہ۔ دیگراں را عزیز و محترم
سازد۔ و ازیں معنی کسے اجتناب می نماید کہ شرف ذات و
علو قدر او در معرض اشتباہ ماندہ باشد۔ فاما آنکہ فی نفس الامر
بزرگ قدر و عالی مرتبہ است او از تواضع نترسد۔ زیرا کہ از
بزرگی و جلالت او ہیچ کم نکند۔ بلکہ نباہت و شوکت او نزدیک
خالق و خلائق می افزاید۔ بیت

تواضع ز گردن فرازاں نکوست گدا گر تواضع کند خوئے اوست

وازینجا معلوم می شود کہ کبر از خصائص ناقصاں و ساقطاں

وغرض ایشاں پوشیدن نقصان خویش - امّا بحقیقت قبائح خودرا ظاہر می گردانند - چو کبر آدمی را خوار و بیمقدار سازد - نظم

تا توانی بگرد کبر مگرد　　متکبّر برے زکبر نخورد
گر توبے کبر و بے ریا باشی　　خاص درگاہِ کبریا باشی

و تواضع از ہمہ کس زیبا می نماید - از دوست زیبا تر - زیرا که پیرایۂ بزرگی تواضع است - آوردہ اند که ابن سماک بمجلس ہاروں رشید آمد - خلیفہ از برائے او برخاست و تعظیم کرد - ابن سماک گفت - اے خلیفہ تواضع تو در پادشاہی بزرگتر است از پادشاہی تو - خلیفہ گفت - سخنے نیکو گفتی زیادت کن - گفت ہر که حق تعالی اورا مال و جمال و بزرگی دہد - و او در مال با بندگان خدا مواسا و احساں کند - و در جمال خود پارسائی ورزد - و در بزرگی تواضع نماید - حق تعالی اورا از مخلصان خود گرداند - ہاروں رشید دوات و قلم طلبید و بدست خود ایں سخنان را بنوشت - و ایں نوشتن نیز علامت تواضع خلیفہ بود - مثنوی

زیرکاں آزمودہ اند بسے　　بر تواضع زیاں نکرد کسے
از تواضع بلند گردد نام　　وز تواضع رسیدہ اند بکام
متواضع بزرگوار بود　　مظہر لطف کردگار بود

و تواضع و احترام درباره اشراف انام چوں سادات عظام و علمائے اعلام و مشائخ کرام اعتبارے تمام دارد - و موجب

ارتفاع لواے دولت متواضع باشد - امام محمد حسن شیبانی رحمہ اللہ
نزدیک رشید آمد رشید اورا تعظیم بسیار کرد - چنانچہ برپاے خاست
داورا بجاے خود بنشاند - و چوں برخاست چند قدم برسم
مشایعت باوے برفت - یکے از جملہ خواص او گفت کہ چنیں تواضع
کہ خلیفہ نمود - مہابت خلافت نمی ماند - رشید جواب داد - کہ آں
مہابتے کہ بتواضع زائل شود - نابودن آں اولے تر - و قدرے
کہ باحترام بزرگاں بکاہد کاستہ و محو شدہ بہتر - بیت
قدرے کہ بتعظیم کساں کاستہ گردد مردے بجہاں قدر کے آراستہ گردد
یکے از علامت تواضع میل کردن است بصحبت صلحا و علماے
دین و درویشان صاحب یقیں نہ جماعتے کہ خود را بصورت علماے
ربانی و مشایخ حقانی تخلق نمایند - و بطمع حطام فانی سخنان حق
را بزیور خوشامد بیارایند بلکہ بصحبت کسے باید رفت - کہ کارہ
صحبت مردم باشد - و باکسے اعتقاد باید کرد - کہ نخواہد کہ کسے
اورا اعتقاد کند -

راستی و راستکاری

راستی و راستکاری سبب ایمنی و رستگاری است - قطعہ
راستاں رستہ اند روز شمار جہد کن تا ازاں شمار شوی
اندریں رستہ راستکاری کن تا دراں رستہ رستگار شوی

بزرگاں گفتہ اند در عرصۂ سخن ازاں فراخ تر است کہ گویندہ را
پاے بیان در سنگ خلاف آید - تا گل صدق در چمن سخن بوے
برخورداری میدہد - نفس ناطقہ را دست نہار دروغ بربستن نشاید -

قطعہ

زبانِ پاک را حیف است بسیار | کہ از لوث دروغ آلودہ سازی
اگر پا برنداری از رہِ صدق | سر از گردون گرداں برفرازی

یکے از بزرگاں فرمودہ کہ بر تقدیرے کہ در دروغ گفتن خوف
عقاب و در راستی امید ثواب نبودے بایستے کہ عاقل از دروغ
احتراز نمودے و بجانب راستی میل کردے - ازاں کہ دروغ مرد را
خوار و بےمقدار گرداند -

بیت

از کجی افتی بہ کم و کاستی | از ہمہ غم رستی اگر راستی

آوردہ اند کہ مستنصر باللہ خلیفہ در وصیت نامۂ پسر خود نوشتہ
بود کہ اگر خواہی کہ مردم از تو ترسند دروغ مگوے کہ مردم
دروغ گوے بے مہابت بوند - اگرچہ ہزار شمشیر براے محافظت او
در گرد او باشد - یعنی اگر ہزار تیغ برہنہ در کوکبۂ دولت کسے می برند
و شمشیر زبانش جوہر صدق ندارد در نظر مردم ہیچ شکوہ نیارد -

مثنوی

تو در کار خود راستی پیشہ دار | کہ ہم رستہ گردی و ہم رستگار
بود گرچہ مردم بسے کج خرام | با خر شود راستاں را غلام

اگر چند باشد کمان سخت گیر بآخر تواضع کند پیش تیر

و چنانکه کذب آبرو را می برد ـ مزاح و هزل و طیبت و لهو و لعب نیز مسقط عرض است ـ خصوصاً از ارباب اختیار که به مزاح کردن ملازمان ایشان دلیر می شوند ـ و اورا وقعے در دل ایشان نمی ماند ـ و ممکن که چون پائے که مزاح کنند کینه در دل گیرد و بمرور زمان در صدد انتقام او آید ـ و ازاں صورت فتنها زاید و در روشنائی نامه مذکور است ـ نظم

مکن فحش و دروغ و هزل پیشه مزن بر پاے خود زنهار تیشه

که گر شاهی برد هزل آبرویت وگر ماهی کند چون خاک کویت

دیگر غیبت کردن از ذوی الاقتدار مناسب نمی نماید چه ایشان را قدرت آنست که بمواجهه هرچه خواهند باهرکه خواهند بگویند ـ پس خود را در حساب اهل غیبت نباید داشت ـ و ملازمان را هم از غیبت دیگراں منع باید کردن ـ که شامت غیبت بسیار و مضرت آں در دنیا و آخرت بیشمار ـ نظم

غیبت کس تا بتوانی مگوے زانکه از غیبت برود آبروے

گوشت خورد هر لب غیبت گراں تا تو هم انباز نباشی دراں

انجاح حاجات

هرکه خواهد حاجتهاے او نزد خداے تعالی روا شود باید که

بدانچه تواند حاجاتِ خلق برآرد۔ و در حدیث آمده کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ یاری میدہد بندۂ خود را مادام کہ یاری میدہد بندگان اورا۔

بیت

اگر توقع بخشایش خدا داری ز روے لطف وکرم بر شکستگاں بخشاے

در اخبار وارد است کہ ہر انعام ربّانی روے بوے آورد و افضالِ سبحانی در حق او بسیار شود کثرت احتمالِ مؤنات محتاجاں واداے حقوق فرو ماندگاں بردے لازم بود۔ زیرا کہ وجوب سدّ فاقۂ اہلِ احتیاج بر قدرِ نعمت است۔ ہر چند نعمت اہل اختیار و اقتدار بیشتر باشد۔ انجاح مراداتِ فقرا و روا کردن حاجات ضعفا بیشتر باید۔ پس سعادتے کہ دولت سلطنت بدو ارزانی داشتہ باشد دلواے عظمت اورا در عرصۂ جہانداری و کامگاری برافراشتہ باید کہ مؤنتِ خلق را تحمّل نماید۔ و در حالت قدرت قضائے حاجت محتاجاں را غنیمت شمرد۔ و صورتِ مطلوب و چہرۂ مقصود ہیچ مستحق را در نقابِ تعویق و حجابِ توقف روا ندارد۔ و چوں گل اقبال در باغ دولت شگفتہ می باید و شکوفۂ مراد در چمن مملکت بر شاخسارِ آبہت جلوہ گر می بیند۔ برآوردن مراداتِ درماندگاں را غنیمت بزرگ شمرد۔ و روا کردن حاجاتِ محروماں و بیچارگاں را دست آویز شگرف شناسند۔ قطعہ

امید خلق روا کن بمکرمت کہ تو نیز مقرر است کہ باخود امیدہا داری

بده مراد فقیراں بلطف تا بدهد　　مرادها که تو از حضرت خدا داری

اسکندر ذوالقرنین - روزے تا شب در مجلس حکومت نشسته
بود و هیچکس بدو رفع حاجتے نکرد - چوں وقت برخاستن شد
ندمائے خود را گفته که امروز حساب عمر نمی شمارم - یکے از ندما گفت
روزے که در صحت و فراغت گذرد و در سلامت و کرامت بشب
رسد امور بر نہج مرام و مہمات بمراد و کام فراغت خاطر الیسر و
محصل باشد و خزانه معمور و سپاه مکمل - اگر ملک امروز را از
عمر حساب نکند پس کدام روز در شمار عمر تواں آورد - گفت
روزے که از پادشاه راحتے بمظلومے نرسد و حاجت محرومے روا
نگردد چگونه از عمر تواں شمرد - قطعه

زعمر آں قدر بیش ناید بکار　　که در نفع خلق خدا بگذرد
وزاں زندگانی چه حاصل بود　　که درکار نفس و هوا بگذرد

آورده اند که پادشاه چیں از اسکندر پرسید که لذت سلطنت
در چه چیز یافتی؟ - گفت در سه چیز - اول دشمناں را مغلوب و
منکوب ساختن - دوم دوستاں و هوا داراں را سر برافراختن -
سوم حاجت محتاجاں را روا کردن و نواختن ایشاں را؛ و غیر ازیں
هر لذتے که باشد هیچ اعتبارے ندارد - نظم

همیں بس ز شاهی و فرماندهی　　که از دشمناں ملک سازد تهی
دوم دوستاں را بود دل نواز　　رعایائے خود را شود کارساز

سوم حاجت مرد امیدوار برآرد نگرداندش شرمسار
از ایشاں کسے گوئے دولت ربود کہ در بندِ آسایش خلق بود

رعایت حقوق

ادائے حقوق بر ذمت و ہمت کافۂ بریت عموماً و اربابِ دولت و اصحابِ قدرت خصوصاً لازم است چہ ایں معنی بر طہارت ذات و لطافت صفات و علو نسب و سمو حسب دلیلی ظاہر و حجتے باہر است و بعد از ادائے حق نعمت ادائے حقوق شفقت والدین باید نمود کہ حق سبحانہ تعالیٰ رضائے خود را برضائے ایشاں باز بستہ چنانچہ در حدیث قدسی ہست کہ ہرکہ پدر و مادر از و خوشنود باشند۔ من از و خوشنود باشم و احساں کردن بایشاں بعبادتِ خود قرین ساختہ است۔ و مقرر است کہ خوشنودی پدر ہم در دنیا موجب دولت است وہم در آخرت سبب نجات و سعادت۔ مثنوی

چو ہر مرزبرورتر خوشنود بود بسے دولت و حشمتش رو نمود
چو شیرویہ تعظیم خسرو نکرد از و بادِ نکبت برآورد گرد

در حدیث آمدہ کہ بہشت زیر قدمہائے مادراں است یعنی ہرکہ ایشاں را خدمت کند و حق گذاری شفقتہائے ایشاں بجائے آرد بہ بہشت رسد۔ بیت

جنت کہ رضائے مادراں است اندر تہ پائے مادراں است

ودیگر حقوق ذوی القربیٰ رعایت باید کرد۔ و صلۂ رحم بجاے باید آورد۔ و آں از جملۂ واجبات است۔ و صلۂ رحم در عمر بیفزاید و روزی را فراخ گرداند۔ آوردہ اند کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ وحی کرد بموسیٰ علیٰ نبیّنا و علیہ السلام کہ باقرباے خود نکوئی کن۔ موسیٰ علیہ السلام دگفت الٰہی چہ کنم کہ موافق رضاے تو باشد۔ خطاب رسید کہ احساں نماے بایشاں اگر غائب اند۔ بسلام و دعا۔ و اگر حاضر اند بافقرا بصلۂ رحم و عطا۔ و با توانگراں بزیارت و ثنا۔

بیت

برخویش کشادہ کن رہ وصلت خویش　　تا از ہمہ بیش باشی و از ہمہ پیش

دیگر حق استاد و معلّم است۔ ہر کہ حق استاد و معلم بداند و حرمت ایشاں بجاے آرد در دنیا و عقبیٰ برخوردار گردد۔ گفتہ اند حرمت استاد سیرت اوتاد است۔ و اوتاد جمعے از اولیا باشند کہ قوام عالم ببرکت وجود ایشاں بازبستہ است۔

نظم

فرامش مکن حق استاد علم　　کہ برہمت اوست بنیاد علم
اگر دولت سر استاد نیست　　بدست امید تو جز باد نیست
مر استاد را ہر کہ محکوم شد　　بسے بر نیاید کہ مخدوم شد

دیگر حق آنہا کہ قرب و جوار ثابت دارند۔ یعنی منازل ایشاں در حوالیٔ قصر و باغ و درگاہ و بارہ واقع شد۔ در حدیث آمدہ کہ ہر کہ بخداے و روز قیامت ایماں دارد گو ہمسایہ خود را گرامی دار

وگرامی داشتن آنست کہ بداں مقدار کہ مقدور باشد نفع بدو رسانند و ضرر خود و ضرر دیگراں ازو باز دارند۔ و اگر درویش و بے نوا بود۔ پیوستہ از احوال وے استفسار نماید۔

و نیز رعایت حقوق مہمانان لازم است۔ چہ مہمان ہدیہ باشد از نزدیک خدائے و در حدیث آمدہ کہ ہرکہ بخدائے ایماں دارد و روز قیامت نیز گو مہمان را گرامی دارد۔ و اکرام مہمان آنست کہ اورا عزیز دارند۔ و با او نوع سلوک نمایند کہ سبب آبروے وے شود۔ و ہرچہ توانند از تکلفات بہ نسبت وے بجائے آرند۔

قطعہ

چوں مشرف شوی بمہمانے ہرچہ داری فدائے مہماں کن
در رہ مردمی و دلدارے ہرچہ دلخواہ او بود آں کن

حکما گفتہ اند در مہماں منگر کہ کیست۔ در کرم خود نگر کہ مقتضی چیست۔

صحبت اخیار

مصاحبت نیکاں و مجالست داناياں کیمیائے سعادت ابدیست و راہ نمائے دولت سرمدی۔ مثنوی

مہر پاکاں درمیانِ جاں نشاں دل مدہ اِلّا بمہرِ سرخوشاں
نارِ خنداں باغ را خنداں کند صحبت مرداں‌ات از مرداں کند
سنگ گر خارا وگر مرمر بود چوں بصاحبدل رسد گوہر بود

ملوک فارس را قاعده آں بود کہ ہرگز صحبت ایشاں از حکما و فضلا خالی نبودے و ہیچ حکم بے مشورت ایشاں نکردندے۔ وازیں جہت کہ بنائے سلطنت بر عدالت و راستی نہادہ بودند۔ مملکت ایشاں چہار ہزار سال و کسرے درکشید۔ و سلطان سنجر ماضی (رحمۃ اللہ علیہ) حکیم عمر خیام را باخود برتخت نشاندے و خلفائے عباسی باآنکہ خود دانشمند بودندے ہمہ حل و عقدکار ایشاں منتہی برکلام اہل علم و ورع بودے و در خلافت نامۂ الٰہی مذکور است کہ پادشاہ کسے را تواں گفت کہ صاحب شوکت باشد و حکم او بروفق حکمت بود۔ پس لازم است خداوند قدرت کاملہ را متصف شدن بحکمت بالغہ۔ و ایں اتصاف بریں وجہ دست دہد کہ چگونگی تدبیر و تصرف دریں جہاں بیاموزد و بدوچہ آموختہ بکار برد و بریں تقدیر اورا بمصاحبت و مخالطت علما و فضلا و حکما و عرفا میل باید نمود و از جاہلاں و غافلاں و بدخویاں احتراز باید فرمود۔

نظم

همنشینے کو لطیف و کامل است ... راحت روح است و آرام دل است

وانکہ نادانی و غفلت وصف اوست ... صحبتش مانند زہر قاتل است

در خبر آمدہ کہ ہمنشیں نیک مثل عطار است کہ اگرچہ از عطر خود چیزے نہ دہد۔ بارے از رائحہ او بہرہ مند گردی۔ و مثل قرین بد مانند کورۂ آہنگر است کہ اگرچہ باتش آں نسوزی اما از دود

و بخاراں متاذی شوی۔ مثنوی

درگذرد از کورهٔ آهنگران　　کاتش و دود رسد از هر کران
رو بر عطار که پهلوی او　　جامه معطر شود از بوی او

و بهترین جلیسی و خوشترین انیسی کتب اکابر و رسائل بزرگان است نه ضمیر خواننده را ازو ملالی است و نه خاطر شنونده را کلالی که بی مرسوم وظیفه مصاحبت می کنند و بی ناز و کرشمه مجالست می نمایند۔ مثنوی

همنشینی به از کتاب مخواه　　که مصاحب بود گه و بیگاه
بهجت افزای جان و راحت دل　　هرچه دلخواه تست ازو حاصل
اینچنین همدم لطیف که دید　　که نرنجید و هم نرنجانید

بزرگان گفته اند که جمیع خلایق بعقل محتاج اند و عقل بتجربه احتیاج دارد۔ چه گفته اند که تجربه آئینهٔ عقل است که در وصول مصالح مشاهده می کند۔ و تجارب را روزگاری ممتد و عمری دراز و فراغت تمام باید۔ و چون حکما دیدند که مدت بقای عمر مستعار بادراک این معنی وفا نمی کند۔ چاره انگیختند۔ و از روی مهربانی تدبیری ساختند که جز این نقصان بکنند۔ و بی مرور زمان تجربهای کلی بدست آید پس اخبار ملوک و سلاطین و احوال امرا و وزرا و کلمات علما و حکما را در کتب ثبت کردند۔ و قصص و تواریخ گذشتگان را جهت تفحص و حظوظ آیندگان در قید تعلق

گفته‌اند۔ تا اصحاب دولت و ارباب مکنت آنرا دستور العمل خود سازند و هر یک بقدر استعداد و بمقدار همت خود از مطالعهٔ آن حکایات استفاده و استفاضه نمایند۔ تا از تجربهٔ دیگران فائده گرفته باشند و بموعظت دیگران پند پذیر گشته۔ نظم

حکایات و احوال شاهنشهان　　روایات و اخبار کار آگهان
دل و دیده را روشنائی دهد　　بعلم و خرد آشنائی دهد
ز هر گونه بابے سخن گفته اند　　بالماس تحقیق دُر سُفته اند
بدوران بسے تجربه کرده اند　　بهر کار بس رنجها برده اند
همان به که بر قول ایشان رویم　　سخنهاے پیشینگان بشنویم
درختے که کِشتند در روزگار　　بسے آورد میوهٔ نغز بار
بیا تا بدان باغها پے بریم　　دمادم ازاں میوہا برخوریم

اجتناب از صحبت اشرار

چنانچه میل بصحبت اخیار و ابرار واجب است اجتناب و احتراز از مجالست اشرار و فجار هم لازم است۔ چه صحبت بحسب خاصیت موثر می باشد۔ پس چنانچه همنشینی نیکان سبب مزید دولت و مسرت است۔ مخالطت بدان موجب ملال و ندامت۔

نظم

بادولتیان نشین که خارے　　از صحبت گل شود بہارے

با هر که نه مقبل است منشین   کز سر که نه گشت کام شیرین

بزرجمهر حکیم گفته است که بد در میانِ مردمِ نیک چون گوسفند
گرگین است درمیان گوسفنداں - صحیح صحبتِ ایشاں وروے بدشواری
اثر کند و علّتِ وے در ایشاں بآسانی موثر باشد - قطعه

در طائفهٔ بدی یک تن   تاثیر کند بجمله اصحاب
یک ذرّه نجاست از ره شرع   ناپاک کند هزار من آب

بزرگے گفته است که حریف بد با نیک ناپخته آب و روغن است -
اگر چراغدانے را پر روغن کنند بآسانی بسوزد و روشنائی دهد و اگر
قطرهٔ آب چکانی تیره سازد و فریاد کند - قطعه

صحبتِ بد میانهٔ نیکاں   شورش و فتنه و فغاں دارد
سگِ دیوانه گرچه می نگزد   بوے او مرد را زیاں دارد

در کتمانِ اسرار

سه چیز خود را پوشیده باید داشت - اوّل سفر را یعنی از
مقصد راهِ خویشے را خبر نباید کرد - که دشمنان در کار اند -
دوم دین و معتقدِ خود را باکس درمیاں نباید آورد - که غمازاں و
حسوداں بسیار اند - سوم مال خود را مستور باید داشت - که
اہل طمع بیشمار اند - بلکه هر سرّے که داری مخفی بهتر است -
زیرا که محرم اسرار در عالم کمتر است -

مثنوی

منہ سر خود با کسے درمیان ‌ ‌ ‌ کہ محرم نہ بینی ز اہل جہان
بگشتیم در اطراف عالم بسے ‌ ‌ ‌ ندیدیم زیاران محرم کسے

حکما فرمودہ اند کہ ما فی الضمیر آدمی از دو بیرون نیست - یا نشانِ نعمت است یا بیانِ محنت - و ایں ہر دو پنہان داشتنی است اگر مواہبِ نعمت است نہان باید - تا چشم حسودان بران کار نکند و از آفتِ اہلِ طمع ایمن ماند - و اگر ایں نوائب محنت است ہم مخفی باید داشت تا دوستان را سبب ملال نشود - و دشمنان را موجب شماتت نگردد - و دریں باب گفتہ اند - قطعہ

تا توانی سر خود باکس مگوے ‌ ‌ ‌ زان کہ آن سر شادی آرد یا ملال
گر غمے باشد شود دلہا ملول ‌ ‌ ‌ ور بود شادی رسد عین الکمال
پس درونِ خلوت اسرار خویش ‌ ‌ ‌ ہیچ کس را رہ مدہ در ہیچ حال

یکے از حکیمے پرسید کہ اگر مرا سرّے در خاطر خلجان کند با کہ گویم کہ آن را نگاہ دارد و فاش نکند؟ جواب داد کہ نگاہ سرّے کہ ترا باآن کار است خود نگاہ توانی داشت و نگاہ سرّ کسے را کہ آن درکار نیست چرا نگاہ دارد و نگوید - بیت

چون توانی کشیدن بار خود ‌ ‌ ‌ بار اگر نہ کشند مرنج از بار خود

الف لیلہ فارسی

حکما کا یہ دستور ہے کہ حکایات کے ذریعہ سے کبھی نصیحتیں کرتے ہیں
کبھی عقل کی باتیں سکھاتے ہیں۔ یہ قصے کبھی جانوروں کی زبان سے
بیان ہوتے ہیں اور کبھی انسانوں کے حالات سے اخذ کئے جاتے ہیں۔
یہ طریقہ صرف اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ قصے سے لوگوں کو رغبت
ہوتی ہے۔ آسانی سے یاد رہتے ہیں۔ اور اس کے ذریعے سے تجربے
بڑھتے ہیں۔

الف لیلہ کے مصنف نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا ہے کہ کچھ اگلوں
کے عجیب و غریب حالات اور کچھ جانوروں کے قصے لکھے ہیں
اور اشعار کی چاشنی دیکر اس لطف کو دوبالا کر دیا ہے۔ تاکہ قابل
لوگ بھی اس سے لطف اٹھائیں۔

یہ کتاب عربی زبان میں تھی۔ ناصرالدین شاہ قاچار کے بھتیجے
بہمن مرزا کے حکم سے مولانا عبداللطیف طسوجی طبریزی نے اس کو
فارسی زبان میں لکھا اور مرزا سروش نے اس کے عربی اشعار کو
فارسی میں نظم کیا۔ اس کی زبان سادہ اور دل آویز ہے۔ اور
ناصرالدین شاہ اور ان کے بعد کی جدید فارسی کا نمونہ ہے۔

انتخاب از الف لیلہ

حکایت سندباد

چنیں گویند کہ در عہد خلافت ہارون الرشید در شہر بغداد مردے بودے چیز و پریشاں حال کہ سندباد حمالش می گفتند۔ و پیوستہ بارہائے گراں می برد۔ و از مزد حمالی روزی می خورد۔ اتفاقاً روزے از روزہا کہ از اثر آفتاب آہن می گداخت و از گرمی ہوا جگر حربا می سوخت۔ سندباد پشتہ گراں برداشتہ می رفت۔ تا اینکہ بدر خانۂ بازرگانے رسید۔ کہ آب زدہ و رفتہ بودند۔ ہوائے داشت چوں ہوائے بہشت۔ و در پہلوے درخانۂ مصطبۂ بود بزرگ بار براں مصطبۂ گذاشت۔ کہ لختے برآساید۔ نسیمے معطر بروے بیامد۔ ازاں نسیم خوش وقت شدہ درکنار مصطبہ نشست۔ و دراں خانہ نغمہ و آوازہائے خوش نشاط انگیز و الحان گلرخان نغمہ سنج بگوش آمد۔ بہ نشاط اندر شد۔ در حال برخاستہ بخانہ دروں رفت۔ درمیان خانہ باغے دید بزرگ۔ و دراں باغ غلاماں و خادماں در ہمہ گونہ اسباب عیش و بزرگی آمادہ یافت۔ وراںچہ طعام خوشبو بمشامش ہمد آنگاہ سر بآسماں کردہ گفت اے

پروردگار و آفریدگار را واسے روزی دهندگان جانوران! از همه گناهان
طلب آمرزش می کنم - و از شامت عیوب بسوے تو باز می گردم - که کسے
را در حکم تو اعتراض نیست - و از کردهٔ تو سوال نکرد - توئی آن ذات
پاک که هر کس را خواهی بے نیاز کنی - و هر کرا خواهی محتاج کنی - یکے را
عزت دهی - و بر یکے قید مذلت نهی ترا سلطنت قوی و تدبیر نیکوست
هر که خواهی روزی بسیار و نعمت بے شمار دهی - چنانکه خداوند
این خانه را راحت بے پایان و نعمت فراوان دادهٔ - که از انواع
خوب مطعوم و مشروب گوارا لذت برد تمام است - و عیش او
در غایت انتظام و بندگان خود را هر که هرچه سزا دیدهٔ آن دادهٔ -
یکے در عیش و طرب است و یکے در رنج و تعب - یکے را بخت
پیروز است - و یکے چون من تیره روز - پس ازان این ابیات
بر خواند -

ابیات

چه گویم ازین گنبد تیز گرد — که هرگز نیاساید از کار کرد
یکے را نهی تاج شاهی دهد — یکے را بدریا بماهی دهد
یکے را دهد توشه از شهد و شیر — بپوشد بدیبا و خز و حریر
چنین است کردار گردنده دهر — نگه کن نه نوش و چند یابی تو زهر

چون حمال ابیات بانجام رسانید - خواست بار برداشته روان شود
ناگاه پسر خورد سال - و نیکو رو - و زیبا قد - و پرنیان پوش
ازان خانه بدر آمد - و آستین حمال گرفت - باو گفت - بخانه اندر آئے

که خواجه ام ترا می خواهد - حمّال دید که زگفتهٔ پسر نتوان پیچید -
جز رفتن نسزد خواجه گزیرے نیست - در حال بار در دهلیز خانه
بدربان سپرده - خود با همان پسر بخانه اندر آمد - خانهٔ دید که بنائے
او از نشاط ریخته - و با هوائے او با طرب آمیخته است - درانجا بزمے
یافت خرّم و مجلسے خوشتر از باغ ارم - که برادران صفا و خداوندان
وفادران مجلس نشسته - و بحدیث در پیوسته اند - و از همه گونه نقل و
میوه و گل و ریحان و خوردنیهائے لذیذ و بادهٔ صاف انگوری فرو چیده اند
و آلات سماع و طرب از چنگ و عود و نائے و دف کنیزان خوبرو را
در کف است - و هر کدام در مقام خویشتن بترتیب نیکو و آئین خوش
صف کشیده اند - و در مجلس مردے بود محترم که آثار بزرگی درو
پدید - و موئے سیاهش سپید گشته بود - و لیکن خوش صورت و
نیکو منظر - و خداوند هیبت و وقار و عزّت و افتخار بود - سندباد
حمّال از مشاهدهٔ آن حالت مبهوت شد - و با خود گفت - این بقعهٔ
خوش از بقعه‌هائے جنان ست و یا خانهٔ یکے از پادشاهان است
آنگاه در غایت ادب پیش رفته - مجلسیان را سلام داد - ایشان
را دعا گفته زمین ببوسید و سر بزیر انداخته بایستاد - خداوند مجلس
اورا به نشستن دستور داد و بنزدیک خود خواند - و اورا خوش آمد
گفته - از بهر دلجوئی او با او سخن آغاز کرد - و همی پرسید تا این
که سفرهٔ خوردنیها حاضر آوردند - سندباد حمّال پیش آمده - نام

خود را بر زبان برد - و بقدر کفایت خوردنی بخورده دست بشسته شکر نعمت بجا آورد - آنگاه خداوندِ منزل گفت - نام تو چیست و چه صنعت داری؟ سندباد حمّال گفت - اے خواجہ! نامِ من سندباد حمّال ہست - کہ بار مردم بدوش کشتم و مزد گرفته صرف زندگانی کنم خداوندِ خانہ تبسّمے کردہ - بدو گفت - اے حمّال بداں کہ تو با من ہمنامی - و مرا سندباد بحری نام است - و لیکن اے حمّال! قصد من اینست کہ ابیاتے را کہ بردرِ خانہ می خواندی باز می خوانی تا من بشنوم - حمّال شرم کرد - با سندباد بحری گفت - بخدا سوگندت می دہم کہ برمن مگیر - ازانکہ رنج و مشقت و بے خبری آدمی را بے خرد و بے ادب گرداند - سندباد بحری گفت - کہ شرم مدار - کہ تو برادر منی - و ابیات فرو خواں - کہ مرا ازاں ابیات بسے خوش آمد - چوں سندباد حمّال بشنیدن ابیات رغبتش دانستہ ابیات بخواند - و سندباد بحری از شنیدن آنہا در طرب شد - و بحمّال گفت مرا قصّہ ایست عجب می خواہم کہ ترا ازاں باخبر کنم و تمامت ماجرا را کہ پیش ازیں نیکبختی و کامرانی بامن رفتہ با تو باز گویم - بداں کہ من ایں سعادت نیافتہ ام - مگر پس از رنجہاے سخت و من بسے رنجہا بردہ ام - و ہفت سفر کردہ ام - و در ہر سفر مرا حکایتے غریب روے دادہ کہ از شنیدن آنہا عقول حیراں شود - و لیکن بدانکہ از قضا و قدر گریز نباشد -

سفر دوم

ای برادران بدانید که من بدانسان که روز گذشته بحضرت شما
حدیث کردم - در عیش و نشاط بی اندازه بسر می بردم و در غایت
خوش وقتی بودم - تا اینکه روزی از روزها بخاطرم گذشت - که
بشهرهای دیگر سفر کنم - و شهرها و جزیره‌ها را تفرج نمایم - و کسب
معیشت کنم آنگاه سفر را آماده گشته - مالی بسیار بیرون آورده -
بضاعت نیکو و شایسته خریده بار بستم و بساحل آمده - کشتی بزرگ
که بادبانهای حریر و مردان دلیر و اسلحهٔ شایان داشت - هدیه
کردم - و درانجا مکانی کرایه کرده - بارها برو بنهادیم و با جمعی از بازرگانان
بکشتی نشسته و همان روز سفر کردیم - باد مراد وزیدن گرفت - از
دریا بدریائی و از جزیره بجزیرهٔ می رفتیم - و در هر مکانی که کشتی
نگاه می داشتند بازرگانان و توانگران بیع و شرا کنندگان پیش
آمدند - می خریدیم و می فروختیم - تا اینکه قضا و قدر مارا بجزیرهٔ
بزرگ رسانید - که درختان بسیار و میوه‌های آبدار و شگوفه‌های الوان
و مرغان خوشخوان و چشمه‌های روان داشت ولیکن درانجا قبیله‌ای
نبود - پس ناخدا درانجا کشتی بداشت - بازرگانان و اهل کشتی بجزیره
در آمدند و بتفرج مشغول شدند - من نیز با کسانیکه از کشتی بیرون آمده
بودند - بجزیرهٔ در آمده - در کنار چشمهٔ صاف روان نشستم - خوردنی

که با خود داشتم . بخوردم - و نسیم معطر بمن بوزید - آنگاه خواب مرا در
ربود و من راحت یافتم و ازاں نسیم خوشبو و رائحهٔ نیکو لذت بردم -
وقتیکه برخاستم - دراں مکاں کسی از ایشاں نیافتم - و از کشتی و
از اہل کشتی اثرے برجائے نبود - پس حیران شدم و نزدیک شد که
زہره ام از غایت اندوه بشگافد - و با من چیزے از مال دنیا و
خوردنی نبود - تنہا دراں جزیره ماندم - و از زندگی نومید شدم -
با خود گفتم - اگر در سفر نخستین کسے یافتم که مرا بآبادی رساند -
ہیہات که این بار کسے پیدا شود - پس ازاں گریاں شدم - و بخویشتن
توجه می کردم و خود را ملامت می گفتم - و از سفر کردن خود پشیماں
بودم که چرا چناں راحت و شادی را که داشتم بگذاشتم - و دوباره محنت
و غربت برگزیدم - و حال آنکه مرا بچیزے حاجت نبود - الغرض آں
رنجہا که در سفر نخستین دیده بودم - بخاطر آورده از بیروں آمدن از
بغداد و سفر کردن در دریا به ندامت اندر بودم - از غایت ملال
بساں دیوانگاں شدم - آنگاه برخاسته بچپ و راست می رفتم و
در یکجا نشستن نمی توانستم - ناچار بدرختے بلند بر شدم - و
از آنجا بچپ و راست نظر می کردم - جز آب و آسماں و درختاں
چیزے نمی دیدم - چوں خوب نظر کردم در جزیره چیز سفید بزرگے
دیدم - از درخت بزیر آمده بداں شتافتم - چوں بدو رسیده دیدم
که قبه ایست گرد بزرگ مدور - بگشتم دروازه از برائے وے نیافتم

پس نرم و لغزنده بود - بفراز او رفتن نتوانستم - دور او را پیمودم -
پنجاه گام بود - در فکر حیلتی بودم - که بر او داخل شوم - حیلتی نیافتم
تا اینکه آفتاب از چشم من ناپدید شد - و هوا تاریک شد - گمان
کردم - که ابر پیش آفتاب گرفت - سر بلند نمودم بسوی آن نظر کردم -
پرندهٔ بزرگ جثه عریض الجثه دیدم - که در هوا می پرید و آفتاب
بسبب او ناپدید شده - از آن پرنده بسی در عجب شدم - آنگاه مرا
بخاطر رسید که در زمان گذشته از سیاحان و مسافران شنیده بودم
که در پارهٔ از جزائر پرندهٔ بزرگ هست - که آن را رخ گویند - که
کودکان خود را بگوشت فیل طعمه دهد - پس دانستم که آن قبه سفید
تخمی از تخمهای رخ است - من از آن پرنده و تخم در عجب بودم -
و در آفریدهٔ پروردگار بحیرت مانده - خدای تعالی را تسبیح و ثنا
می کردم - و چشم بر آن پرنده داشتم - که بسوی آن قبه فرود آمد -
و او را بزیر بگرفت و بخفت - و در آن هنگام من برخاستم و دستار
از سر بگشودم و او را مانند طناب بتابیدم سری از او بمیان بستم -
سر دیگر بپای آن پرنده محکم بستم - و با خود گفتم - که شاید این
مرا بشهری برساند - و بهر جا که برد - از نشستن در این مکان بهتر
خواهد بود - پس آن شب را بیدار ماندم - از ترس آنکه مبادا
بخوابم - و آن مرغ مرا غافل بردارد - چون فجر برسید مرغ از
روی تخم برخاست - و بانگی بلند برآورد - بهوا بلند شد و مرا نیز

بلند کرده - چنداں بالا رفت که من گماں کردم که بر ہائے او به آسماں می آید - پس ازاں فرود آمد - و مرا فرود آورد تا اینکه مرا بمکانے بلند برسانید - من چوں خویشتن را بر روئے زمیں دیدم بسرعت بیش رفته - خود را بکشودم - و ازو بسیار خوف داشتم - لیکن مرا ندید و احساس نکرد - چوں دستار از پائے او کشوده خلاص یافتم بکنارے ایستاده بودم - که آں مرغ چیزے بچنگال گرفته پرید - چوں خوب دیدم - مارے بود بزرگ - از تہدگی آں مار در شگفت ماندم - و بجہت دراں مکاں برفتم - خود را برجائے بلند یافتم - که دریائے او بادیه کوہے بود کس قدرت بالا رفتن آں نداشت من ازاں پشیماں گشته - خود را ملامت کردم چرا از جزیره بدر آمدم - کاش در ہماں جزیره بودم که خوردنی یافت میشد - و آنجا بسے بہتر بود - سبحان الله از مصیبتے خلاص به محنتے بزرگتر بیفتادم پس ازاں برخاسته - دل قوی داشته - و دراں بادیه قدم می زدم زمیں آں بادیه را سنگ الماس یافتم - و دراں بیاباں مارہا بودند که نخیل ہم مانستند - و آں مارہا از بیم رُخ در شبہا آشکار می شدند - و روزہا پنہاں می شدند - و رُخ را عادت ایں بود که آنہا را می ربود و پاره پاره می کرد - سبب ایں کار معلوم نبود - من دراں بیاباں ماندم و از کردۀ خویش پشیماں بودم - و دراں بیاباں می رفتم و جائیکه دراں شب بسر برم نمی یافتم -

پس بیم ازاں مارہا داشتم کہ بخویشتن نبودم۔ غارے دراں نزدیکی پدید شد۔
بآں سوے رفتہ دریچۂ یافتم۔ از دریچہ بغار اندر شدم۔ درانجا سنگے
بود بزرگ آں سنگ را بجنبانیدہ۔ درِ غار را بسنگ بگرفتم۔ و خود
درون غار بودم۔ و باخود گفتم۔ حمد خداے را کہ بدیں مکان آمدہ
ایمن شدم چوں روز برآید منتظرِ لطفِ الٰہی شوم۔ پس ازاں بغار نگاہ
کردہ۔ مارے بزرگ دیدم کہ در صدرِ غار برروے تخم خود خوابیدہ
تنِ من بلرزہ در آمد۔ کارِ خود بقضا و قدر سپردم۔ چوں فجر بدمید۔
سنگ از درِ غار بیک سو کردم و بیروں آمدم۔ و لے از غایت بیم
مانندِ مست و مدہوش بودم۔ و دراں بادیہ حیراں ہمی رفتم۔ ناگاہ
لاشۂ بزرگے افتادہ دیدم۔ و درانجا کسے نیافتم۔ بفکرت اندر شدم
و حکایتے کہ از بازرگاناں و سیاحاں شنیدہ بودم۔ بخاطر آوردم۔ کہ
درکوہ الماس خطرہاے بزرگ ست۔ لیکن کسے بدانجا نتواند رفت۔
ولیکن بازرگاناں چوں خواہند۔ سنگ الماس پدید آورند۔ حیلتے سازند۔
و گوسفندے را کشتہ پوست ازوے بردارند۔ و گوشت اورا شرحہ شرحہ
کنند۔ و ازاں کوہ بہ بادیہ براندازند۔ پس گوشتہ گوسفند بسنگہاے الماس
بیفتد۔ سنگہاے بدو بچسپند۔ آنگاہ پرندگاں از رخ و کرگس باآں
لاشہ بنشینند۔ آنرا بچنگال گرفتہ بفرازِ کوہ برشوند۔ درحال بازرگاناں
بسوے پرندگاں آمدہ بانگ برآنہا زنند و پرندگاں ازاں لاشہ
دور شوند آنگاہ سنگہاے الماس را کہ براں لاشہ چسپیدہ برچینند۔

و بشهرهای خویشتن برند - و هیچکس بسنگ الماس نتواند رسید - مگر
باین حیلت - چون لاشه بدیدم و حکایت بخاطر آوردم برخاسته
بنزد لاشه بیامدم و از سنگهای الماس آنچه می توانستم - جمع آوردم -
در میانهٔ جامه و جیب و آستین و بغل خود بگذاشتم - تا اینکه سنگی بسیار گرد
آوردم - آنگاه دیدم که یکی لاشهٔ بزرگ از بالای کوه بزیر افتاده -
من پیش لاشه رفته خود را بدستار بران لاشه بستم و بر پشت خوابیده
او را بسینه گرفتم - در آن اثنا کرگسی بران لاشه فرود آمد - او را
بچنگال گرفته - بهوا بلند کرد - من نیز از او آویخته بودم - و آن
کرگس همی پرید و مرا با لاشه همی برد - تا اینکه بفراز کوه برآمد - و
لاشه را بزمین نهاد - و قصد کرد که لاشه را از هم بدرد و بخورد -
ناگاه آوازی بلند از پشت کوه برآمد - کرگس بترسید - و بهوا بپرید
من خویشتن را از لاشه بگشودم - و جامهٔ من بخون او آلوده بود -
من در پهلوی لاشه بایستادم - در حال بازرگانی که بانگ بر کرگس
زده بود - بسوی لاشه آمده - چون مرا در آنجا ایستاده دید بترسید - و
بمن هیچ نگفت - بنزد لاشه آمده - او را باین سو و آن سو کرده - از سنگها
نشانی نیافت - فریاد برآورده گفت - وا حسرتاه! این چه حالتست؟
آنگاه من پیش رفتم - بمن گفت - تو کیستی؟ و بدین مکان از بهر چه
آمده - من باو گفتم - بیم مدار - و هراس مکن - که من از بهترین انسانهم
و بازرگان بودم - مرا حکایتیست عجیب و قصه ایست غریب -

وسبب آمدن من بدین مکاں حدیثے طرفه دارد۔ تو محزون مباش
که با من بسے سنگ الماس هست۔ چیزے که ترا کافی باشد بتو
خواهم داد۔ وسنگهائے که با من است۔ هریک بهتر از تمامت آں
سنگهاست۔ که بایں لاشه چسپیده باشد۔ پس دراں هنگام آں
بازرگاں آرام گرفته۔ مرا دعا گفت۔ بازرگانے که هریک از ایشاں لاشه
انداخته بند۔ بسوے ما بیامدند۔ مارا سلام دادند۔ و سلامت مارا
تهنیت گفتند۔ من نیز تمامت قصهٔ خود را بایشاں گفتم۔ و رنجے را
در سفر برده بودم بدیشاں شرح دادم۔ و سبب رسیدن خود را
بداں مکاں بیاں کردم۔ پس ازاں بخداوند لاشه که براو آویخته
بودم۔ چیزے ازاں سنگهائے که با خود داشتم بدادم۔ فرح ناک
شد۔ و مرا دعا گفت۔ و بازرگانان بمن گفتند۔ بخدا سوگند که ترا
عمرے تازه داده اند۔ وگرنه هیچ کس پیش از تو بدیں مکاں نرسیده
که نجات یابد۔ پس آں شب را در مکانے خوب و امن بخفتند۔
من نیز بایشاں بخفتم۔ و ازاں که از بادیه مارها خلاصی یافته بآبادی
رسیده بودم۔ شاداں و فرح ناک شدم۔ غنودم۔ چوں روز شد۔
برخاسته دراں کوه بزرگ همی رفتیم و مارے بسیار دراںجا می دیدیم۔
تااینکه بجزیرهٔ در آمدیم۔ و دراںجا درختان کافور بود۔ و بزرگی هر درخت
چنداں بود که صد تن آدمی در سایهٔ او می نشستند۔ و اگر کسے
می خواست۔ از کافور آں جمع آورد۔ از بالائے درخت

با تیغ بلند سوراخ می کرد - و آنگاه کافور از آن روان می شد - و
مانند صمغ سخت می گشت - پس از آن آن درخت خشک گشته هیزم
می شد و دران جزیره نوعے از وحشیان بود که آنها را کرگدن می گفتند -
در جزیره بسان گاومیش می چریدند - و آن جانور از شتر بزرگتر بود -
و یک شاخ بلند درمیان سر داشت که طول آن ده ذراع بود
بسا بارها از سیاحان و مسافران شنیده بودم - که همان کرگدن پیل
بزرگ را بردارد - و در جزیره و سواحل می گردد - و پیل در شاخ او
مرده - روغن پیل از گرمی آفتاب بچشمان او می ریزد - در حال نابینا
شود - و آنگاه مرغ رخ آمده - او را بچنگال گیرد - و او را با الشه پیل
که در شاخ دارد - از بهر اولاد طعمه برد - و دران جزیره یک نوع
گاومیش بود - که در نظر ما نظیر آنها بهم نمی رسد - و من پارهٔ از آن
سنگها که برچیده بودم - با بازرگانان مصالحت کردم - از ایشان دینار
و درهم و بضاعت تجارت گرفتم - و با ایشان سفر کردم - و در همه جا
بیع و شرا می کردم - تا اینکه بشهر بصره رسیدیم - و روزے چند درانجا
ماندم - پس از آن بشهر بغداد آمدم - بخانهٔ خود در آمدم - سنگ
الماس و متاعهائے گران قیمت و چیزهائے نفیس با خود آوردم -
عیال و پیوندان بر من گرد آمدند - بمسکینان تصدق کرده - بیاران
بخشیدم و بزرگان هدیه فرستادم پس از آن خوردنیهائے لذیذ
می خوردم و نوشیدنیهائے لذیذ می نوشیدم - و هرچه که از سفر باز گشتن مرا

می شنید بنزد من آمده - اورا از عجائب و غرائبے که دیده بودم -
بیان می کردم - و رنجهاے که دیده بودم - باز می نمودم - مردم از
خبرهاے من تعجب می کردند - پس ازاں سندباد گفت - انشاءالله فردا
حکایتهاے سفر سوم از براے شما حدیث خواهم کرد - پس چوں
سندباد حکایت سفر دوم بیاراں فرو خواند - شام گردید - و سندباد
بحری یک صد مثقال زر سرخ بسندباد حمّال داده - سندباد زرها را
گرفته اورا دعا و شکر احسان بجا آورده - راه خود در پیش گرفته
برفت - و آں شب را به فرح و شادی بروز آورد -

سفر سوئم

اے یاران! حکایت سفر سیوم بشنوید که از حکایت سفر گذشته
خوشتر و طرفه تر است - و آں این ست که چوں من از سفر دوم
باز گشتم - در غایت طرب و نشاط بسر می بردم - پس ازآں سوداے
سفر با خاطر آوردم - مشتاق سفر شدم - و بتفرج شهرها و دریاها
و اندوختن زر و سیم مائل گشتم - بضاعتے بسیار و متاعهاے مناسب
سفر دریا بخریدم - و از شهر بغداد تا بصره سفر کردم - و ازانجا بساحل
دریا آمده - کشتی بزرگ دیدیم که درو بازرگانان معروف و اهل خیر
و صلاح بودند - با ایشاں بکشتی نشسته بیاری خداے تعالی سفر کردیم
و از دریا بدریا و از جزیره بجزیره رواں بودیم و از هر مکان که گذشتیم

سیح و شری می کردیم - و در غایت فرح و سرور بودیم - تا اینکه روزے از روزها در میدانِ امواج دریا همیر اندیم - و ناخدا در کنار کشتی ایستاده باطراف دریا نظاره می کرد که ناخدا طپانچه برخود بزد - و بادبانِ کشتی فرو پیچیده و ریش خود برکند - و جامه برتن بدرید - و فریادے بلند برکشید - ما گفتیم - اَی ناخدا ! چه خبر داری؟ واین کارها از بهر چیست ؟ - ناخدا گفت - اَی ساکنان کشتی ! بدانید که بادِ مخالف بما وزیده و مارا از راه عافیت دور کرده - و قضا رهنمون مارا بکوه بوزینگان بکشانید - و هیچکس بدین مکان نرسیده که سالم تواند رفت چنان می دانم - همگی هلاک خواهیم شد - پس هنوز سخن ناخدا بانجام نرسیده بود که بوزینگان حاضر آمدند - و دورِ کشتی بگرفتند - و آنرا مانندِ ملخ در کشتی و اطراف کشتی پراگنده شدند - ما از زدن و راندن آنها هراس کردیم که مبادا بسبب انبوهے که داشتند - مارا بکشند - زانکه کثرت بشجاعت غالب ست - و ما بهمیم اندر بمانیم و آنها قبیح ترین وحشیان بودند - چشمانِ زرد و رُوهای سیاه وپاے مانند پال شتران داشتند - هریکے از ایشانرا قامت چهار وجب بود بطناب های کشتی بالا رفتند و بادندان طناب هارا ببریدند - چون از هرسو طناب های کشتی بریده شد - کشتی را باد بسوی بوزینگان برد - بوزینگان همه بازرگان را بگرفتند - و بسوی جزیره بردند - آنگاه کشتی با بضاعتهاے او برداشته در جزیره بگزاشتند و خود برفتند -

تا اینکه کشتی ناپدید شد۔ و ندانستیم که بکجا رفتند و کشتی به کجا گردند۔ پس در آں جزیره مانده از میوه های آنجا می خوردیم۔ و از چشمه های او مینوشیدیم۔ که ناگاه درمیان جزیره قصرے پدید شد۔ ولے در آں قصر کسے نبود۔ ما در آں قصر بخفتیم۔ تا هنگام غروب درخواب بودیم که ناگاه زمین بلرزید۔ و آوازے از هوا بشنیدیم۔ در آں ساعت شخصے بزرگ جثه و سیاه رو بلند قامت بصورت انسان پدید شد۔ که دو چشم چوں دو شعلهٔ آتش و دنداں بساں دندان خنزیر و دهان چوں چاه و گوش هاے پهن درازش تا کمر آویخته بود و دندان و ناخن بسان درندگان چوں اورا بداں حالت بدیدیم۔ آں شخص بزمین فرود آمد اندکے در مصطبه بنشست۔ پس از آں برخاست۔ نزد ما بیامد و دست مرا بگرفت و از زمین برداشت۔ و ایں سو و آں سو ملاحظه می کرد۔ بدانساں که گوسفند را امتحان کند قصاب۔ مرا از بسیاری اندوه و محنت که برده بودم۔ نزار یافت۔ و درمن اثرے از گوشت ندید۔ جز من دیگرے را از یاران من بگرفت۔ پس از امتحاں که فربه نبود۔ اورا نیز رها کرد۔ پس یکے امتحاں می کرد تا اینکه بنا خدای کشتی برسید۔ بپسندید۔ مانند قصاب اورا بزمیں انداخت و گردنش را بشکست انگاه سیخے بلند حاضر آورد و بر حلقش او فرو برد۔ چندانکه از نشیمن او بیروں رفت۔ پس از آں آتش سخت بیفروخت و سیخ براں بداشت۔ تا بریاں شد۔ انگاه سیخ از آتش بگرفت و در پیش خود بگذاشت

و با ناخن های خویشتن گوشتش اورا همی کند و همی خورد تا تمام شد و
استخوان ها بمکید و در پهلوی قصر بینداخت و ساعتی نشست پس از
آن در مصطبه بخفت و مانندِ گوسفند کشته نفیر میزد و تا بامداد بدینسان
خفته بود علی الصباح بجای خود رفت - چون از ما دور شد - ما با یکدیگر سخن
گفتیم - کاش بدریا غرق می شدیم و یا بوزینگان ما را می خوردند بهتر ازین
می بود که بر آتش بریان می بودیم که اینگونه مرگ بدترین مرگهاست
پس از آن برخاسته از قصر بجزیره شدیم که مکانی از بهر پنهان
شدن یا راهی از برای گریختن دریابیم - پس بگشتیم و مکانی نیافتیم -
هنگام شام در رسید از غایتِ بیم بسوی قصر باز گشتیم - و اندکی
نشسته بودیم که زمین بلرزید و همان شخص بیامد و ما را یکی یکی چون
بارِ نخستین امتحان کرد و ملاحظه نمود - تا اینکه یکی از ما به پسندید و
چنان کرد که با ناخدای کشتی کرده پس از آن بر مصطبه بخفت - چون
بامداد بیامد و بعادت معهود برخاسته بجای خود رفت و ما بیکجا جمع شدیم
آنگاه یکی از ما گفت - باید از برای او حیلتی کرده اورا بکشیم - من گفتم -
ای یاران از کشتن او ناگزیر هستید - این تخته ها بگیریم و پاره هیزم جمع
آورده چیزی مانند کشتی بسازیم - پس آنگاه حیلت کرده - اورا بکشیم
بر روی آن نشسته - و در دریا بهر جائیکه خدا خواسته باشد - برویم
و اینکه در این مکان نشستیم - تا کشتی بما بگذرد - ما بر آن کشتی نشسته
برویم - همگی گفتند - بخدا سوگند - این رای زیبا و کار ستوده است -

پس همگی برخاسته تختها بخارج قصر بیاوردیم - و آنها را چوب بصورت
کشتی بساختیم - و در کنار دریا گذاشته پارهٔ توشه در او جمع آوردیم -
و بقصر باز گشتیم - چون هنگام شام شد - زمین بلرزید و سیاه درآمد -
یکی یکی ما را امتحان کرده یکی را بگرفت و چنان کرد - که نخست کرده
بود - چون در مصطبه بخفت ما برخاستیم - و دو سیخ آهنین بآتش
بگذاشتیم - چندانکه افروخته شد - آنگاه دو سیخ را گرفته بسوی آن سیاه
بیامدیم - پس سیخها را برچشم او بگذاشتیم - و با قوت تمام بچشمان او
فرو بردیم - آنگاه صیحهٔ بلند زد که نزدیک شد زهرهٔ ما بشگافد و از
روی مصطبه برخاسته - جستجو می کرد - چون نابینا شده ما را نمی دید
ولی هراس داشتیم - پس در آن هنگام قصد در قصر کرده چون در
پدید آورد بیرون رفته - صیحهٔ همی زد ما نیز از قصر بیرون رفتیم - دیدیم
که آن سیاه با جفت خود که بزرگتر و کریه منظر تر بود از وی باز گشته
همی آیند - چون ما اورا با جفت خود بدیدیم - هراس بر ما غلبه کرده -
از خوف هلاکت نزدیک شدیم - در حال بسرعت بسوی آن صورت
کشتی بیامدیم و بر او نشسته اورا بدریا افگندیم و آن سیاه با جفت خود
سنگها بر ما می انداختند - تا اینکه جز سه تن همه ما ها را با سنگ بکشتند -
و بر روی آن صورت جز من و دو تن دیگر کسے نماند و آن کشتی
ما را بجزیرهٔ رسانید و در آن جزیره تا آخر روز بگشتیم - چون شب
بر آمد - و در همان جزیره اندکے بخفتیم - چون بیدار شدیم اژدهاے

بزرگ جثّہ دیدیم کہ بر ما احاطہ کردہ قصدِ فرو بُردن ما دارد۔ پس یکے از مارا فرو بُرد از پے کار خود برفت ما بر رفیق خود محزون شدیم و بخویشتن بترسیدیم و گفتیم بخدا سوگند ایں مرگ بدتر از مرگِ نخستین ست و فرحناک شدہ کہ از دست سیاہ خلاص شدہ و از غرق نجات یافتہ ایم۔ ولے چہ سود؟ کہ ازیں اژدہاے شوم۔ خلاص نخواہیم شد۔ پس ازاں برخاستہ بجزیرہ رفتیم و از آب و میوہ آں بنوشیدیم و بخوردیم۔ چوں ہنگامِ شام شد و بار درختے بلند فراز برفتیم و شاخہاے بلندتر او برشدیم و درانجا بخفتیم۔ چوں شب تاریک شد اژدہا درآمد و بچپ و راست نگاہ کردہ و مارا براں درخت احساس نمود بسوے ما بیامد و بدرخت برشد۔ چوں برفیق من برسید۔ اورا فرو بُرد۔ و من بچشم می دیدم۔ پس ازآں درخت بزیر رفت و راہِ خویش پیش گرفت و من باقی آں شب را بمحنت و ملالت در فرازِ درخت بسر بُردم چوں روز برآمد۔ از درخت بزیر آمدم و از غایتِ بیم و ہراس مردۂ بیجاں بودم و ہمی خواستم کہ خود بدریا افگندہ۔ از محنت ہاے روزگار آسودہ شوم۔ ولے از جان گزشتن دشوار بود۔ ناچار چوبے پہن و بلندی را بپاے خود بستہ۔ چوبے را بہ پہلوے چپ و یکے دیگر بہ پہلوے راست و دیگرے را برابر شکم و یکے دیگر برسر۔ بداں ساں کہ پاے پاے خود را بستہ بودم نشستم و درمیانِ آں چوب ہا بخفتم۔ چوں شب تیرہ گشت۔ ہماں اژدہا

بعادتِ معهوده بیامد و بسوے من بنگریست و قصد کرد که مرا فرو برد۔
چوبها از هر طرف حاجب اژدها بودند۔ و اژدها بدورِ من می گشت۔
ولے بمن نمی توانست رسید و تا دمیدنِ صبح اژدها را کار با من
همی بُود۔ چوں روز برآمد۔ اژدها در غایت خسته شده از من باز
گشت و بر راهِ خود برفت۔ من دست دراز کرده آں چوب ها را خود
بکشودم و از بس رنج و مشقت که بُرده بُودم۔ بمردگاں مانستم۔ پس
ازاں برخاسته در جزیره رفتم۔ تا بپایانِ جزیره برسیدم۔ مرا درمیانِ
دریا کشتی نظر اُفتاد انگاه شاخے بزرگ از درخت برچیدم از آں
شاخ بسوے اهلِ کشتی اشارت کرده بانگ پریشاں بودم۔ چوں مرا
دیدند کشتی بسوے من براندند۔ و بمن نزدیک شدند و آوازِ من
بشنیدند۔ پس از آں پیش آمده مرا بگرفتند و بکشتی اندر بنهادند و
از من جویا شدند۔ من بتمامت ماجرا باز گفتم۔ و رنجها که بُرده بُودم۔
حدیث کردم۔ بسے در عجب شدند و خیره ماندند۔ انگاه جامهٔ بمن
پوشانیدند و خوردنی پیش آوردند۔ من بقدرِ کفایت بخوردم۔ روان
من راحت یافت۔ و ازینکه خدا مرا پس از مرگ زنده کرده بود شادی
بزرگ بمن رو بداد و حمدِ خدا را بجا آوردم و نعمت هاے اُورا سپاس گزاردم
با یارانِ کشتی همی رفتیم و بادِ مراد همیوزید تا اینکه بجزیره که آں را
جزیره سلاهطه گویند۔ برسیدیم۔ کشتی را برابرِ آں جزیره بداشتند
همه بازرگانان و ساکنانِ کشتی بجزیره در آمدند و بقماشهاے

خویش از بہر بیع و شرای بیرون آوردند۔ آنگاہ خداوندِ کشتی روی
بمن کرد و گفت تو مرد ہستی غریب۔ بسی رنجہا بردہ۔ قصد من این ست
کہ سودی بتو رسانم کہ بسبب آن بشہر خویشتن برسی و مرا دعا گوئی
من گفتم آری۔ بپاس احسان ترا دعا خواہم گفت۔ پس خداوند
کشتی گفت کسی با ما در کشتی مسافر بود۔ ز ما ناپدید شد۔ اکنون
نمی دانم زندہ است یا مردہ۔ قصد من این ست کہ یکبار از بضاعتہا
او بتو بدہم کہ در این جزیرہ بفروشی و من ترا در عوض رنج و تعب مزد
دہم و مابقی را گرفتہ دارم۔ چون بہ بغداد برسم از پیوندان او جویا شدہ
مال بوارثان او دہم۔ آیا تو می توانی کہ این کار بکنی بضاعت اورا
مانند بازرگان بفروشی یا نہ۔ گفتم۔ یا سیدی! فرمان ترا اطاعت کنم۔
و منت برم۔ پس دران ہنگام ملاحان را امر کرد کہ ازان بضاعت
بجزیرہ بیرون آوردہ بمن تسلیم کنند۔ آنگاہ نویسندۂ کشتی گفت
ایہا الرئیس! این بضاعت ہا کہ بیرون آوردند از کیست۔ و بنام
کہ بنویسم؟۔ رئیس گفت۔ بنام سندباد بحری بنویس کہ با ما بود و در
جزیرہ غرق شد و ازو خبری باز نیامد۔ اکنون ہمی خواہم کہ این غریب
بضاعتہای اورا بفروشد تا چیزی باو مزد دہیم۔ و مابقی ثمن را
برداشتہ بہ بغداد بریم۔ اگر سندباد را یافتیم۔ بخودش رد کنیم و اگر
نیافتیم۔ بوارثان او برسانیم۔ چون من از رئیس شنیدہ بودم کہ
نویسندہ گفت۔ بضاعت ہا بنام سندباد بحری بنویس۔ با خود گفتم

بخدا سوگند سندباد بحری منم و من در جزیره غرق شده بودم. پس
من صبر کردم تا اینکه بازرگانان از کشتی بدر شدند و یکجا جمع شده
حدیث می کردند. و در امور بیع و شرے بگفتگو اندر بودند. من
در حال پیش رفته بخداوند کشتی گفتم یا سیدی! یا صاحب بضاعت
را می شناسی یا نه. گفت لا والله حال او را ندانم جز اینکه مردے
بود از بغداد که سندباد بحری نام داشت. پس در آن هنگام فریادے
برآورده گفتم. ایها الرئیس! بدانکه من سندباد بحریم. غرق نشده
بودم. ولیکن وقتیکه کشتی برآن جزیره بداشتید و بازرگانان بجزیره
در آمدند. من نیز باگروه مردم بیرون آمدم و در جزیره تفرج
می کردم. خواب مرا در ربود. وقتیکه بیدار گشتم. از کشتی و ساکنان
کشتی اثرے نیافتم و این بضاعت از آن من است. پس چون
بازرگانان سخن من بشنیدند. برمن گرد آمدند. پاره ایشان مرا
تصدیق کردند و پارهٔ تکذیب نمودند. و دران حالت بازرگانے
از بازرگانان شنید که من نام کوه الماس بردم و حکایت آنجا را
کردم. برخاسته. پیش آمد و بازرگانان را گفت. اے جماعت
بخاطر دارید که من وقتے عجائب سفر خود را باشما بیان می کردم گفتم
که من چون بعادت معهود لاشهٔ گوسفند بهادیهٔ الماس انداختم
مردے بلاشهٔ من آویخته بفراز کوه بیامد. شما سخن من باور
نکردید بازرگانان گفتند آرے تو این حکایت با ما فرو خواندے ولے

ما ترا تصدیق نکردیم پس از آن بازرگان گفت این همان مرد ست
که بالشهٔ گوسفند من آویخته بود و سنگهائے الماس گران قیمت بمن
عطا کرد که چنان یافت نمی شود - ما باهمین مرد تا بشهر بصره در کشتی
رفیق بودیم - و از بصره این مرد مارا وداع کرده بسوے شهر خود رفت
و ما نیز بشهر خود رفتیم و این را نام سندباد بحری ست و مارا خبر داده
از اینکه او در جزیره خفته و یاران او اورا فراموش کردند و رفته بودند
اے یاران! بدانید که این مرد اینجا نیامد مگر اینکه راستی سخنانی که
بشما گفته بودم آشکار شود و این بضاعت ها مال اوست که او
در وقتیکه با ما جمع آمده بود - این ماجرا را بما باز گفته بود - کنون
راستی سخنش ظاهر شد پس چون خداوند کشتی گفته بازرگان بشنید
برخاست - بنزد من آمد و در ساعتے بمن نظر کرد - آنگاه گفت نشانهاے
بضاعت تو چیست؟ من علامت بضاعت خود باز نمودم - و کارهائیکه
در کشتی میانهٔ من داوری داده بود یک یک بشمردم - آنگاه چون
یقین دانست که من سندباد بحری هستم مرا در آغوش گرفت و بسلامت
من تهنیت گفت و بمن گفت - اے برادر! بخدا سوگند کار تو
شگفت و حکایت تو غریب ست ولیکن حمد خدارا که میان ما و تو
جمع آورد و بضاعت را بتو رد کرد - پس در آن ساعت من بضاعت
خود را تصرف کردم و دران سفر بضاعت من سود بسیار کرد و مرا
فرحے بزرگ پدیدار آمد و بسلامت خویشتن شاکر بودم و همواره در جزیره ها

بیع و شرائے می کردیم - تا ببلادِ سند برسیدیم و در دریا از عجائب و
غرائب چنداں دیدم کہ در شمار نیاید - و از جملہ چیزہائے کہ عجیب
دیدم - ماہی بود - در صورتِ گاؤ و ماہی دیگر دیدم بصورت خر -
و پرندہ دیدم کہ از جوف آب بدر می آمد و در روئے آب تخم گذاشتہ
جوجہ می آورد و ہرگز از آب بر روئے زمیں نمی رفت پس از آں باذن
خدا تعالیٰ سفر کردم و باد بمانیکو شد و سفر ما بمبارکی گزشت -
تا اینکہ ببصرہ رسیدیم - روزے چند دراںجا بماندیم - پس ازاں بشہر
بغداد بیامدیم - چوں بہ بغداد رسیدیم بخانۂ خود درآمدم و بہ یاراں سلام
دادم و بسلامتِ خود و باز گشتن بوطن فرحناک شدم - آنگاہ تصدق
دادم و یتیماں و بیوہ زناں بپوشانیدم و باقارب و پیونداں مال
بخشودم و ہدیہا فرستادم و بخوردن و نوشیدن و لہو و لعب مشغول
شدم - و نشاط و طرب رنجہائے سخت را از یادِ من ببرد و دریں سفر
سودے زیادہ کردہ بودم کہ بصرف کردن تمام نمی شد و ایں حکایت
کہ گفتم از عجائب ایں سفر بود - فردا ان شاء اللہ بروے من آئید -

رقعات عالمگیری

اس کا لقب کلماتِ طیبات ہے۔ یہ اُن رقعات اور فرامین کا مجموعہ ہے جو ابوالمظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ ہندوستان نے اپنے لڑکوں، وزیروں امیروں کے نام لکھے ہیں۔

یہ کتاب فارسی زبان کی عمدہ انشاؤں میں سے ہے۔ اس کی عبارت باوجود سادگی کے نہایت دلکش ہے۔ بیان میں لطافت اور زبان میں شیرینی بہت زیادہ ہے۔ عبارت میں ایسی روانی ہے کہ کسی قسم کا تکلف نہیں معلوم ہوتا۔ بعض جگہ مکاتبہ کی صورت بالکل مکالمہ کی ہوگئی ہے جو انشاپردازی کے محاسن میں داخل ہے۔

انتخاب از رقعات عالمگیری

بنام بادشاہزادہ کلاں سلطان محمد معظم شاہ عالم بہادر

رقعہ ۱

فرزند سعادت توام محمد معظم حفظہ اللہ و سلّمہ! حین پور خلافت مثل حضرت فردوس منزلت بگرفتن ولایت بلخ و بدخشاں و خراساں

و بولایت ملک قدیم و موروثی توجه مفرط داشتند - و مکرراً افواجِ بادشاهی
بسرکردگی مراد بخش بآں صوب فرستادند - چنانچه اکثر آں ولایت فتح
هم شد لیکن به سبب کم حوصلگی آں نامراد که بے طلب حضور برخاسته آمد
و باستمالت اهالی و اکابر آں دیار نپرداخت - ملک مقبوضه و مفتوحه از دست
رفت و محنت و زر ضایع گشت - ازینجا است که گفته اند از پسر
ناخلف دختر بهتر - نظر بایں توجه که - ع - اگر پدر نتواند پسر تمام کند
ایں فانی را آرزو باقی است - تدبیرش غیر ازیں که نبیرهٔ آنحضرت را
بافوجے شایسته و سامانِ بایسته بآں سمت بفرستیم دیگر از ما چه می آید
باوجود تاکیداتِ حضور شما قندهار را نگرفته اید - تا ایں مهم چه رسد - ظاهر
کارِ ما از شما نیست - عارف بخود چه عارف است - ایں نمودِ بے بود خود
آفتاب سرکوه است - بدست آمد چه دنیا هر چه - شما فکر خود کنید که درینجا
به همچشاں چه رو خواهید نمود - و درانجا بحضرت حق سبحانهٔ تعالے و حضرت اعلے -

رقعه ۳

مهین پور سلطنت! برائے اضافهٔ پسر چارمین که ظاهرا بسیار
دوست می دارند - عرضداشتیکه نوشته بودند بمطالعه درآمد - پیشی مراتب
خرد بر بزرگ امکان ندارد - و طرفه تر اینکه آں فرزند خبر خانهٔ خود
ندارند - خبر پرداخت پسر از کجا یافتند بهر حال - ع -
عمرت دراز باد که ایں هم غنیمت است - بپاس خاطر آں فرزند بطور
دیگر رعایت کرده خواهد شد -

رقعه ۳

مهین پور خلافت! باوجود سلامت نفس فتح الله خان را چرا
ناخوش کرده‌اید۔ ما در ایام شاهزادگی با امرا اینچنین سلوک می‌کردیم که
همه راضی بودند۔ در حضور و غیبت بخوشدلی تعریف و توصیف ما
می‌کردند۔ بل باوصف اقتدار برادر نامهربان بعضی‌ها ترک رفاقت او
کرده ملازمت ما اختیار کردند۔ جمعی که باشارهٔ برادر نامهربان حرکات
ناملایم کرده حرفهای بی‌ادبانه برزبان آوردند۔ بتازیانهٔ اغماض و
تحمل متنبه شده از سر انصاف اقرار بصاحب حوصلگی ما کردند۔ تا نقش
سرداری و بهادری ما برلوح خاطر اشرف اقدس اعلی حضرت مرتسم
گشت و کارهای دست بسته بازور بازوی این مور ضعیف صورت
گرفت شما مثل فتح الله خانی را رنجیده خاطر کرده‌اید همچو سپاهی جگردار
همه کاره را که بکار عمده شما می‌آمد شکسته دل نموده‌اید۔ فرد

گر صد هزار لعل و گهر می‌دهی چه سود　　دل را شکسته‌ئی نه که گوهر شکسته

مضیٰ ما مضیٰ حالا هم اگر دلجوئی کنید۔ بهتر و برای اصلاح کار مفید
تر است۔

بیت

نصیحتی کنمت بشنو و بهانه مگیر　　که هرچه ناصح مشفق بگویدت بپذیر

بیشتر هرچه رضا۔ وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدیٰ۔

رقعه ۴

مهین پور خلافت! منعم خان از حضور رخصت یافت۔ تا چلد

رسیده آنچه بزبان او حواله شده - ابلاغ نماید - از خود خبرم نیست که کیستم؟ و کجا می روم؟ و برسر ایں عاصی پُر معاصی چه خواهد گذشت حالا از ہمه مرخص می شوم و ہمه را بخدا می سپارم - فرزندان نامدار کامگار را باید که تخالف نکنند و مجوز کُشت و خون خلق که بندہاے خدایند نشوند - آنچه بنظر می آید طرفه هنگامه برپا شدنی است - ایزد مُقلب القلوب توفیق حفاظت خلق الله که ودائع بدائع خالقند - چراغ راهِ سالکانِ طریقِ ریاست و مُلک داری کناد -

بنام بادشاہزاده محمد اعظم شاه بہادر

رقعه ۱

فرزند عالیجاه! اسپ راهوار که ایں مرتبه براے ما فرستاده اند از سواری آں خیلے خوشیم - و یاد از غمخواری ہاے پدر پیراں فرزند جواں بخت میدہد - از کمال تحفظ بچوشخراہم موسوم کرده شد - چوں آں فرزند در تجویز نام مطابق ہر چیز مہارت تام دارند براے ہر یکے از اسپانِ خاصۂ ما که فہرستِ آں بقید رنگ و نسل مرسلۂ آخته بیگی خواهد رسید تجویز کرده بنویسند -

رقعه ۲

فرزند عالیجاه! مزۂ کھچڑی بریانی شما در زمستاں بیاد می آید - الحق که قبولی اسلام خاں بآں نمی رسد - می خواستم که سلیمان بریانی

پدر را از شما بگیرم آما شفقت پدری اقتضا نکرد - اگر از شاگردان او کسے مہارت این فن داشته باشند طلبیده آید و الّا خوشا روزے که بیائید و بخورند و بخورانند - بیت

خوشا وقتے و خرّم روزگارے
که یارے برخورد از وصل یارے

بیت

هوس از سرم یک سر مو نرفت
سیاهی ز مو رفت و از رو نرفت

رقعه

فرزند عالیجاه محمد اعظم حفظه الله تعالی و سلّم! حسن بیگ دیوان کار جیکله کوڑا به رعایت خاطر افضل اجل معزول نشده - رعایائے آنجا واویلا دارند - و سر بسنگ میزنند - و می گویند - ع -
اگر تو می ندهی داد روز دادے هست - محاسبان حقیقی ظلم عمّال بنام ما و شما می نویسند جزاے اعمال حق دانسته - باحوال سکنهٔ آنجا وارسند - و الّا جاگیر تغیّر خواهد شد - و عوض تنخواه نمیدیافت -

رقعه

فرزند عالیجاه! آنچه معلوم میشود مصطفٰی قلی بیگ دیوان خاص آن فرزند کار را بعجز و رستی سر انجام میدهد - غنیمت است اضافهٔ منصب و خطاب خانی اگر بنویسند داده آید - آدم خوب مثل طلاے بے غش است -

بیت

آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری — (?)

آنچه به تجربه دیدیم کم بسیار است و نیست
نیست جز انسان درین عالم که بسیار است و نیست

روزے سعداللہ خاں مرحوم بعد فراغ از اوراد و وظائف تادیرے دست بدعا برداشتہ بود۔ یکے از ندمائے گستاخ پرسید "کدام آرزو باقی است"؟ گفت آدم خوب" الحق حرف خوبے گفتہ۔ ہرچند دیانت و امانت در خلقت انسانی جبلّی است بہرکہ حق تعالی کرامت کردہ باشد۔ امّا ہمّت و انصاف آقا را نیز دخلے ہست کہ نوکر را مُرفّہ الحال و از وجہ معاش معتاد احوال فارغ البال دارد۔ تا ضروریات عالم تعلق خلل انداز اعتقاد او نشود۔ ع کہ مزدور خوشدل کند کار بیش۔

رقعہ ۵

فرزند عالیجاہ! باظہار جاسوساں معلوم شد کہ شاہ راہ از بہادر پور تا خجستہ بنیاد خالی از مخاطرہ نیست۔ قطاع الطریقاں مال بیوپاریاں و مسافران بغارت می برند۔ و مترددین بامنیت نمی توانند آمد و رفت نمود۔ ہرگاہ در قرب لشکر بادشاہ ایں حال بودہ باشد واے برحال طرق دور دست۔ معلوم می شود کہ منہیاں اخبار صحیح بآں فرزند نمی رسانند۔ ازانجا کہ غفلت و بے پروائی خلاف طریق ریاست و جہانبانی است کاشتانِ جدید بتہدید تعین نمایند۔ و سکنہ و فوجدار بیتقیس را بسزا رسانند۔ و فوجے مستعد مقرر سازند۔ کہ استیصال مفسداں از بیخ و بن کردہ شاہ راہ از شر جماعت حرامیان پاک سازند ننگ بدعملی تا کے گوارا تواں کرد۔ بیت

من نمی گویم زیاں کن یا بفکر سود باش ای ز فرصت بے خبر درہرچہ باشی زود باش

والدعا فقط

رقعہ

فرزندِ عالیجاہ! یاد داریم کہ روزے بخدمت میاں عبداللطیف قدس سرہ الشریف رفتیم۔ و در اثنائے کلام گفتیم کہ اگر اجازت باشد چندہ از مضافاتِ کمترون برائے مصارفِ خانقاہ مقرر کردہ شود۔ ایں دو مصرع برزبان صدق ترجمان راندند۔ بیت

"شاہ مارا دہ دہد منت نہد — رازق ما رزق بے منت دہد"

گفتیم "ہمچنیں است امّا تقدیم خدمتِ فقرا و اہل اللہ برائے خیر و برکت دنیوی و عافیت خود و حصول دعائے مزید نعمت و دولت است نہ برائے آز و منت"۔ گفتند "اگر فی الحقیقت از تصمیم ارادۂ باطن نیت خیر است۔ نصف غلات از حصۂ رعایا بگیرند بلکہ مظلومانِ محنت کش زیادہ ازاں بگذارند۔ و ادرار و وظیفہ برائے گوشہ نشینان متوکل کہ زبان سوال بستہ در بیابانہا و زوایائے ویران مسکن دارند مقرر سازند و بداد مظلوماں نوعے برسند کہ حق کسے تلف نشود۔ و دست اقویا از حال ضعفا کوتاہ باشد۔ افزونی دولت و نعمت مشاہدہ نمایند۔ بتقریب نالش سکنۂ چکلۂ کوڑا ایں نقل بیاد آمد کہ بے اختیار باں فرزند قلمی شد۔ والدعا۔

رقعہ

فرزندِ عالیجاہ! داروغۂ توپ خانہ و دیوانخانہ را فوجدار نواحِ احمد آباد کردہ اند۔ و او تہانجات بخویشاں و اقربائے مردار خوار سپردہ

مستغیثاں بحمایت داروغۂ مذکور بعدالت آں فرزند بار نمی یابند۔ و جمعے مال مردم خوار اوباش رفیق داماد ش شده تعلق الله را ایذا می دہند حیرانم که در وقت جزاے اعمال چه جواب خواهیم داد حق سبحانہ تعالیٰ عادل است اگر ظالم را کارفرما کنیم هر عذابے که از ظالم مامور ما برما آید عدل است و بآں سزاواریم۔ که ظالم را زور دادن و بداد داد خواه نرسیدن در معنی خود مجوز ظلم بودن است۔ بیت

گندم از گندم بروید جو ز جو　　از مکافات عمل غافل مشو

رقعه

فرزند عالیجاه! مثل زاهده بانو ضعیفه بیچاره تا کے بحال تباه و محروم خواهد بود برما و شما حقی دارد تو اسهالیش انچه کردند۔ نتیجهٔ آں دیدند۔ متلعت حق بهیچ حال نباید بود یاد داشته باشند که روزے که فیل فتح جنگ خاں برآں فرزند حمله آورد۔ میر نیدصو چه کار رستمانه کرد۔ فیل را از شوخی باز داشت و خلعت عنایت نگرفت۔ که حق خانه زادی بجا آوردم مزد چرا بگیرم۔ برائے خدا و خاطر ما سینه را از کینهٔ دیرینه پرواز ند۔ و آں ضعیفه را که غیر شما دیگرے ندارد مشمول عواطف سازند۔ بیت

قدر یاں خود را بیفزاے قدر　　که هرگز نباید ز پرورده غدر

رقعه ۹

فرزند عالیجاه! روزے سعدالله خاں درحضور بدیر آمد۔ اعلیٰ حضرت

سبب پرسیدند۔ عرض کرد کہ فقرهٔ چند در بیاضے بہ نظر آمده بود نقل
برای داشتم۔ تا بعرض رسانم۔ قیام بنیان سلطنت از عدالت افزایش
ملک و مال از شجاعت و سخاوت۔ صحبت داشتن با علما و فضلا و محترز
بودن از قرب جہلا نشان عقل است۔ عاقل بودن برقضا یہ قد
مستقل ماندن در حین شدائد۔ مقصّر نہ بودن در امور دنیوی از
تدبیر۔ راضی و شاکر ماندن بر تقدیر۔ دیرپائی خاندان از ترحم نمودن
بر یتیمان و محتاج نشدن خود از کامروائی محتاجان۔ انصرام امور
ملکی بصلاح و صوابدید وزرا۔ مظفر و منصور بودن باستمداد ہمت فقرا
تندرست ماندن از نیت ازالۂ درد دردمندان۔ امید رحمت داشتن از
جناب حق بعفو جرائم مجرمان۔ آنحضرت خیلے محظوظ شده بوسہ بر پیشانی
خان مبرور دادند و آخر روز چند تھان محمودی زردوزی یکرنگ
بخان مذکور مرحمت فرمودند۔ خواستم کہ تنہا متلذذ نہ باشم بآں فرزند
دلبند ہم نوشتم توفیق عمل بہ ہمگنان رفیق باد۔

رقعہ ۱

فرزند عالیجاه! جانا عزیزا!! چند فقره از بیاض اعلیٰ حضرت
خوش آمد۔ باقتضائے شفقت قلبی بے اختیار بآں فرزند ارجمند
نوشتم کہ تنہا متلذذ نباشم۔ چند ایں چیز بہترین اکال است آرزو نداردن
بکردنیہا نرنجیدن بعدم حصول مقصد۔ نرنجانیدن مردم تہذیب الفراج
نشو استکشن بکمال احتیاج۔ صحبت داشتن با اہل معاد۔ جستجو کردن

قابلانِ با استعداد ـ بار ندادن پیش خود بمردم جہال ـ دادن بار بارباب
استحقاق بقدر توفیق پیش از سوال ـ مکرم داشتن اہل فضل ـ مصروف
نمودن مزاج بعدل ـ میل نکردن باقوال غیر عقائد ـ بے خبر نبودن از
احوال متوکلانِ بے مکائد ـ غنیمت دانستن وجود یگانگان کہ بیگانہ
از خلق باشند ـ پیش داشتن ہمیشہ کہ مصالح امور دنیا و عقبیٰ بوند
دریں عصر ہم مردم خوب بسیارند ـ امّا دل متفحص و توفیق پیش
آوردن آنہا کو ـ ظاہرا بعد چندے بدتر ازیں خواہد شد ـ فرد

من ز وضع زمانہ در فکرم ... کہ مبادا ازیں بتر گردد

شما کہ داعیہ جہانبانی دارید بجوئید و بخواہید و بنگرید و نگاہدارید ـ

رقعہ ۱۱

فرزند عالیجاہ! در احمدآباد میر عرب درویش را دیدہ اند البتہ
باز بروند ـ و سلام ایں شرمندۂ عقبیٰ و طالب دنیا را ابلاغ نمایند
و خیر عواقب امور و سلامت ایمان از دل و جان مسئلت کنند ـ
و بگویند کہ نزدیکی باجل و دوری از حسن عمل عمر ایں غافل بجہل
گذشت ـ قدرے کہ ماندہ نیز لا حاصل میرود ـ قدم حیات پیش رود
و فکر نجات پس سر ـ

فرد

انچہ ما کردیم بر خود ہیچ نابینا نکرد ... درمیان خانہ گم کردیم صاحب خانہ را

رقعہ ۱۲

فرزند عالیجاہ! روزے اعلیٰ حضرت در خلوت بدارا شکوہ ارشاد

نمودند کہ در حق اُمراے بادشاہی کج خلق و بدگمان نباشد وہمہ را مشمول عواطف و الطاف دارد۔ و عرض غرض آمیز سخن سازان درحق ایں جماعت نشنود۔ کہ ایں حرف وقتے بکار خواہد آمد۔ از بسکہ دل می سوزد۔ حرف ناگفتنی می گویم۔ نفاق با مردم کار ضایع کاری است۔

رقعہ ۱۳۱

فرزند عالیجاہ! واقعہ نگار پرگنہ لونی بہ برادر خود می نویسد کہ تا پانزدہ شانزدہ ہزار روپیہ ہر سال از راہداری می آید۔ و ایں فوجدار زیادہ از ہزار دو ہزار داخل جمع نمی نمایند۔ فی الحقیقت ایں راہداری نیست راہزنی است۔ مال عوام محض حرام است اگر از صد پنج و چہل یک می گرفتند مضائقہ نداشت۔ چوں بریں تقدیر خیانت امین ظاہر می شود اوّل بہ تحقیقات ایں فرمان بنام ناظم صوبہ و دیوان صادر می شود بعد اثبات فہمیدہ خواہد شد آنچہ از زراعت پیدا می شود نصف بجاگیردار گوارا ست و سوائے آں مال خالصہ شریفہ است۔ در عصر اعلیٰ حضرت شخصے ہنگام عبور سواری خاص بہ بانگ بلند برخواند کہ ایں عصر میمنت اثر جامع جمیع حسنات است خدیو عادل۔ وزیر اعظم جز رس۔ دبیران متدین خلق اللہ مرفہ الحال شکرانۂ ایں عطیات از جناب ایزدی بذات اقدس از جملہ مفروضیات است۔ آنحضرت بعد استماع ایں حروف در سواری راندن اندکے

ملکت فرموده بندہاے خاص را از دور طلبیده دست بفاتحہ برداشتند - و اورا بعنایت خلعت نواختند - سعداللہ خاں دراں وقت بسمع والا رسانید - کہ مصالح بقدر خواہش و خواہش بقدر جوہر پاک بہم می رسد -

رقعہ ۱۴

فرزند عالیجاه! موسوی خاں را بہ تجویز آں فرزند بخشی اوّل کردیم آدمی اگر از عہده یک کار ہم خوب برآید غنیمت است - صورتش بدنیست سیرتش نمی دانم ع - کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم - کلیہ اینست ہرکرا خدمتے باید فرمود مخفی متفحّص حالش باید بود - کہ ابناے دنیا در ابتدا بتقدیم حُسن خدمت فریفتہ می نمایند - و باز اغراض نفسانی را کار می فرمایند - اینجا بعد افتخار خاں و محمد علی خاں خانسامانی را فاضل خاں و فضایل خاں خوب کردند - کہ آثار خیر از ناصیۂ آنہا دیده میشد - امراض بدنی را اطبّا علاج توانند کرد - امّا مریضاں غرض را مقلّب القلوب دوا کند -

رقعہ ۱۵

فرزند عالیجاه! پسران شمشیر خاں چرا جدا شدند - استعفاے آنہا بے سبب نخواہد بود - قدما را بانگک حرف برانداختن و از جدیداں توقع کارداشتن محض بے معنی - ما آفتاب مشرق بدیوار و ایشاں را چنیں خیال - بہر حال اگر در حضور اقدس بیایند و منصب بادشاہی

اختیار شاهجهان مضائقه ندارهیم

رقعه ۱۶

فرزند سعادت توام عالی جاه من! اعلی حضرت می فرمودند که
شب کار کار بیکارانست انسان اگر بامور عقبی نتواند پرداخت بساختگی
کارهای دنیا چه پرواست که الدنیا مزرعة الآخرة واقع شده - خود
بدولت بنفس نفیس چهار گهڑی آخر شب از خوابگاه برآمده بآبشار
توفیق وضو کرده بجهروکه درشن تشریف می آوردند و درشنیان را بسعادت
دیدار فیض آثار نواخته - بعد برآمدن چهار گهڑی روز دیوان عام
می فرمودند - و دران مجلس جمیع منصبداران جزو و کل بار مجرا
یافته - دیوان اعلی و میر بخشی بتجویز اهل خدمات و حقایق حسن
ترددات و جانفشانی و ناظمان و فوجداران و امینان و کروریان
صوبجات بعرض رسانیده - دامن امید هر کدام بانجاح مرام بر ساخته
دل گرمی دیگران می نمودند و بعد ملاحظه معتاد اسپان و فیلان خاصه
یک پاس و دو گهڑی روز برآمده از دیوان عام بدیوان خاص
رونق می بخشیدند دران مقام بخشیان عظام احوال نو سرفرازان منصب
معروض نموده حکم عرض مکرر و نظر ثانی حاصل می کردند و انتخاب
وقایع و سوانح هر صوبه عرض کرده فراخور هر مقدمه صدور احکام
و فرامین را حکم ناطق می گرفتند - تا قریب دو پهر این معاملات
در پیش می بود - پس ازان بعد برنشست ملاحظه خاصه که تا کیسها از وجه حلال شده

می شدند - متوجه شده - برای تقویت تن و قوت عبادت و دادگستری
بقدر سدّ رمق نوش جان فرموده و جز اکل و شرب وظیفه خواران
و راتبه داران که اکثرے ازاں علما و فضلا و طلبهٔ علم مساکین و غربا
و یتیمان و بیکسان و بیماران بودند - و بسیارے را از آنها در نظر
کیمیا اثر روشناس می داشتند - استفسار نموده - در خوابگاه خاص
تشریف برده - ساعتے باول بیدار قیلوله کرده - بعد انقضاے دو پاس
و چار گهڑی روز از خوابگاه بر آمده - وضو کرده در نمازخانه بتلاوت
قرآن مجید مشغول می شدند - پس از ادائے نماز ظهر اوراد بر لب و
تسبیح در دست در آسد برج آمده می نشستند - دیوان اعلی در اینجا
حاضر شده بعرض و معروض مطالب مالی و ملکی پرداخته اکثر کاغذها
بدستخط انور میرسانید - و چهار گهڑی روز مانده باز دیوان عام
می فرمودند - دریں وقت بخشی و دیوان خاص نو سرفرازان منصب
و طلبیداران جاگیر را از نظر انور می گذرانیدند - و آنحضرت بغور تمام
تفتیش احوال حسب و نسب و جوهر ذاتی و کاروانی هر کدام فرموده
برائے تشخیص منصب و تنخواه جاگیر حکم می فرمودند - و بعد شام از
دیوان عام برخاسته - نماز مغرب خوانده - در خلوتکدهٔ خاص تشریف
می بردند در آنجا مؤرخان شیرین زبان و قصه خوانان فصیح بیان
و قوالان خوش الحان و ستار نوازان عرصهٔ جمال حاضر می شدند -
اندرون پرده نسوان و بیرون آن نوکران هر یک موافق رغبت طبع اشرف

و اعلیٰ احوالِ اسلاف از بزرگان و بادشاہاں و عجائب و غرائب دیار و امصار بعرض می رسانیدند۔ خلاصہ آنحضرت تا نصف اللیل اوقات شبا روزی خود را بایں طور تقسیم فرمودہ داد زندگانی و فرماندہی میدادند۔ چوں شفقت پدری درحق آں فرزند قلبی است۔ نہ قلبی لہذا در نوشتن و اطلاع دادن ہر آنچہ خوب باشد و براں فرزند ارجمند زیبندہ بود بے اختیاریم دریں وقت انچہ بیاد آمد برزبان قلم دادیم معاف دارند۔

رقعہ ۱۷

فرزند عالیجاہ ؟۔ ما شما را خوش بتجویز و خوش تمیز درہمہ چیز میدانیم ع۔ زچشمِ بد رُخِ خوب ترا خدا حافظ۔

محمد بیگ را تغیر کردن و شیر انداز را فوجداری سوروٹھ دادن عجب عجب۔ خواتم امور از شخصیت و شعور آدمی سمت ظہور دارد۔ ع۔ سیمائے آدم آئینہ حال باطن است۔ اینجا پنجہزاراں سپاہی نفش مثل قطب الدین خاں بودہ اند۔ اگر شما سید کمال و سید مراد را کہ دراں صوبہ فی الجملہ موقر و معتبر اند۔ تعین می کردید۔ مضائقہ نبود۔ بہرتقدیر فوجداری سرکار مذکور معہ محالات معمولۂ آں بجاگیر ایشاں مرحمت شدہ۔ از نوکراں فدویت نشاں خود ہر کرا لائق دانند۔ برگمارند۔ امان اللہ بیگ و بہادر بیگ شروانی اگر دوری ازاں نورالابصار اختیار کنند ظاہرا متحمل ہیں کار توانند شد۔ دیانت داری و واقف حالی جزو اعظم نظم معاملات ملکی و مالی است۔

ضایع کاران مطلب جو۔ موجود۔ و خوش کرداران راست گو مفقود۔ حضرت عرش آشیاں کہ نوکران خوب داشتند۔ از ہمیں ہمت فتوحات متواترہ و مہمات متکاثرہ می فرمودند۔ امّا در عصر اعلیٰ حضرت بندہاے نامدار جاں سپار و عاملان آباداں کار و دفترداران ہوشیار بسیار پیش می آمدند و باآنہمہ بذات قدسی صفات در رتق و فتق معاملات تعلق خاطر و توجہ باطن و ظاہر می فرمودند بسیار یاد داریم در ہنگامیکہ اعلیٰ حضرت مراد بخش را بجہت تسخیر ولایت قدیم بلخ مرخص فرمودند۔ دیوانی فوج مطلب بود۔ در حالت تجویز بیست کس از اہل کار و بیکار بہم رسیدند۔ حالا یک کس براے دیوانی بنگالہ کہ بحلیہ راستی و کاردانی آراستہ باشد۔ می خواہم و یافتہ نمی شود۔ از نایابی آدم کار آہ آہ۔

رقعہ ۱۸

فرزند عالیجاہ!۔ ایشاں کہ نیت بخیر دارند۔ با وصف ایں از عمل ظلمہ و مکافات نمودن فرقۂ ضالہ چرا غافل می باشند۔ دربارۂ حاجی پور و پٹن پور و دیگر تہانجات فوجداری کہ ہر روز دارو گیر و جور خطیر می شود و از پٹپڑگنج و قریب لشکر کولیان راہ میزنند۔ و سکنۂ شہر و مسافران غریب را بستہ می برند امان اللہ بیگ داروغۂ توپخانہ و دیوانخانہ را فوجدار نواح کردہ اند و او تہانجات بخویشان خائن و مُردار خوار سپردہ مظلوماں بحمایت او پیش آں فرزند نمی توانند سر ابھر یاد زد حیف صد حیف۔ وقت چوں سیف می گذرد و طعن

ابنای دنیا و خوفِ ایزد جلّ و علاّ از خاطر میرود - فوجداری به یکی
از گجراتیان مثل صفدر خانِ ثانی و پسران بهلول شروانی باید داد -
که در عملِ شجاعت شان نیکنام بوده اند - و بامکان شهر شان راست
دارند - و اشکافت می گویم که در دارالجزا برعایت و غفلت از احوال
عمّال ماخوذ خواهیم شد - واقعه نگار و هرکاره های معتبر و محتاط
در محال بگذارند - و روزمره اعمال حکام بخوانند و بروقت به تلافی
پردازند - فرد

چو پرسش ستم روز حشر خواهد شد   تمسکات گناهان خلق پاره کنند

رقعه ۱۹

فرزند عالیجاه - اعلی حضرت از سعدالله خان پرسیدند که اسباب
خوشنودی خالق و خیریت عاقبت چیست؟ عرض کرد - که عدالت
و سخاوت - که حضرت آفریدگار در ذاتِ اقدس آفریده - شخصی از راه
کنایه بخوان موصوف گفت که مرد متدین وفادار در عرصهٔ روزگار
کمتر اند - شاید بنظر شما در آمده باشد - و گوش برحرف اهلِ غرض در
حق او نگذارد - اعلی حضرت می فرمودند - که مردم متدین و آبرو
طلب و متصدی خوب هرکرا خدای تعالی بحیثیت اعلی قائم گردانند -
باید که تفحص آنها نماید و جوهر قابل رائگان نسازد - اگرچه بیگانه
باشند و از جاهل بی جوهر بیگانه شود - هرچند او خود را یگانه داند
متصدی آشنا پرست قرابت و دست افتادنی است -

رقعه ۳۰

فرزند عالیجاه - ! - روزے اعلیٰ حضرت متالم بہ غسلخانہ تشریف آوردند
سعداللہ خاں و علی مرداں خاں موجب ملال خاطر اشرف استفسار
نمودند - آنحضرت فرمودند - کہ چند کس از ناظمان ملک و مال طعمۂ اجل
شدہ اند - و مردم دیگر باوجود شکوہ بالفعل بنظر نمی آیند - کہ زود تحمل
چناں امور خطیر توانند شد - باندیشہ ایں کہ مبادا انتظام ابتر شود -
خاطر متردد است - قلیچ خاں عرض کرد - کہ رونق مہمات خلافت
ازل بنیاد منحصر بہ میمنت قدسی است - بالفعل پنج کس از نوکران
خانہ زاد غلام چناں تربیت شدہ اند - کہ بمنصب والاے بادشاہی و
خدمات صوبجات و رتق و فتق معاملات سزاوار اند - بمجرد استماع ایں
حرف در مزاج اشرف فرحتے پدید آمد و حکم شد - کہ آخر روز بملازمت
بیارد - تا سیر صورت و سیرت آنہا کردہ شود - چہ خوش باشد - اگر
کارہاے خاطر خواہ متمشی گردد - چنانچہ بروقت بہ حضور پرنور آمدہ
بعد تحصیل دولت ملازمت اقدس عرض جوہر انسانی و کاردانی
دادہ ہریک بعنایات و قدردانی خدیو آفاق بمنصب لائق از
ذات تابنیاں عز اختصاص یافت - و آں حضرت خاں مذکور را
نیز مشمول عواطف خاص فرمودہ - یکہزاری ذات و دو صد سوار اضافہ
دادہ فرمودند - مصرعہ - اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی -
خان موصوف در جنب شکرانۂ پذیرائی عرض خود و تفضلات خداوند

نعمت یک هزار مهر به اہل استحقاق بخش کرد۔

رقعه ۲۱

فرزند عالیجاه - ایں نقل زبانی شخصے معتبر بگوش رسیده بود - در رشتهٔ تحریر کشیده شد - که بهوش آں فرزند هم برسد - روزے اعلیٰ حضرت علی مردان خان و سعدالله خان را در خلوت خاص عز اختصاص بخشیده از زبان گوهر فشاں فرمودند - که رتق و فتق ملک و مال منحصر در فهم و انصاف است - نعوذ بالله اگر پادشاه بے جوهر بر تبه خلافت فائز آید - و وزرا و امراے بے حسن و تدبیر را بر روے کار آورد - اختلال کلی در نظم و نسق بلاد رو دهد - پریشانی رعایا و بے سامانی برایا و بیقه کم حاصلی و ویرانی شود - شما حسبةً لله با فقرا و صلحا صحبت داشته بعد نماز پنجگانه براے مادعا می خواسته باشید - که رونق نکاهد و هیچ کدام بد بر زباں نیارد و بعدهٔ هر که از پسراں فرماں روا شد بتوفیقات خیر موفق باشد بعضے اوقات اندیشه بخاطر راه می یابد که همیں پور خلافت اگرچه اسباب شان و شوکت و سامانِ تجمل و صولت هم دارد لیکن عدو نیکواں و دوست بداں واقع شده - ع - بابداں نیک و بد به نیکاں است - شجاع جز از سیر چشمی وصفے ندارد - و مراد بخش مجهول الکیفیت باکل و شرب ساخته دائم الخمر است - مگر فلانی یعنی ایں عاجز فانی ذی عزم و مآل اندیش بنظر می آید - اغلب که متحمل امر خطیر ریاست تواند شد۔

سعداللہ خاں ایں مصراع - مولوی برزبان خواند - ع -
مردِ آخر بیں مبارک بندہ ایست - آں حضرت فرمودند - ع -
تا دوست کرا خواہد و میلش بکہ باشد -

رقعہ ۲۳

فرزند دلبند من - می گویند - علی مردان خاں و ابوسعید میرزا و قلیچ خاں روز چوکی سپاہیاں را اوّل تواضع قہوہ می کردند - و وقت حاضری حاضری - و ہنگام طعام طعام و وقت رخصت خوشبو و پان می دادند - و بمردم خانۂ آں جماعت طعامِ اقسام می فرستادند - و می گفتند کہ نسواں و طفلانِ اینہا برتنہا خوری ایں فرقہ و کم ہمتی ماطعن نکنند - و حسرت نخورند - شخصے درزمان سلف پیش بزرگے شکایت زمانہ آغاز کرد - فرمود - کہ ہنوز موقع سپاس و موضع حمد بے قیاس است کہ انسان را نہ خوفِ نان و نہ غمِ مال و جاں است و نہ اندیشہ سستی دین و ایماں - در زمان مستقبل نیات ابنائے دنیا مبدل خواہد گشت - و جورہائے متنوعہ ظہور خواہد یافت عدل و احساں قطعاً خواہد رفت - ناظمان و محافظاں بلاد برملا بغارتگری خواہند گرائید - خلیفہ عصر چشم از دادخواہاں خواہد پوشید امیراں بمصلحت ہمدیگر بمعاونتِ ستمگراں خواہند کوشید حق زائل و باطل خواہد گردید - نسواں بدلیری پیش خواہند آمد - و خراں بوزارت اختصاص خواہند یافت - مردم ذوی القدر ازبس بیدلی

عمداً باصلاح کارہا نخواہند پرداخت۔ و مستحقان امور باوجود گوشہ نشینی ایمن نخواہند بود و بے شعوراں و ناکردہ کاراں کارفرمائی خواہند نمود۔ و پسراں پدراں را خواہند رنجانید۔ و پدراں بے شفقتی خواہند گزید۔ زنانِ صالحہ از فسق و بیمہری شوہران طالع خواہند نالید باراں بروقت نخواہد بارید۔ حکّام غلّات را بغرض شوم طبعی گراں تر خواہند فروشانید ممالک از تنظیم کارفرمایاں ویراں خواہد گردید فواحش در مساکن خوانین و خواقین علانیہ ساکن خواہند بود۔ و مرداں بپوشیدن لباسِ زناں رغبت خواہند نمود۔

۲ فرمان بخطِّ انور درحالت نزع صادرشد

سلامٌ علیکم و علی من لدیکم۔ پیری رسید و ضعف قوی شد۔ قوّت از اعضا رفت یگانہ آمدم و بیگانہ می روم خبر از خود ندارم۔ کہ کیستم و چہ کارہ ام ہر نفسے کہ بے ریاضت رفت۔ افسوس آں باقی ماند۔ ملکداری و رعیّت پروری، ہیچ از من نیامد۔ عمرعزیز مفت رفت۔ خداوند درخانہ دارم و روشنائی آں در چشم تاریک خود نمی بینم۔ حیات پائدار نیست۔ و از نفس رفتہ نشانے پدیدار نے۔ و از استقبال توقع مفقود۔ تپ مفارقت کرد و چرم و پوست تنہا گذاشت۔ فرزندِ کام بخش اگرچہ بیجاپور رفت امّا نزدیک است و آں عالیجاہ ازاں ہم نزدیک تر۔ عزیزالقدر شاہ عالم از ہمہ

دورتر۔ فرزند زادۂ محمد عظیم بحکم اللہ العظیم نزدیک ہندوستان رسیدہ لشکریان ہمہ بے دست وپا و سراسیمہ ہمچوں من مضطرب کہ از خداوند تنہائی گزیدہ۔ در حالت اضطراب است۔ و چوں سیماب بیقرار۔ نمی فہمند کہ صاحب نعمتی داریم۔ ہیچ باخود نیاوردم۔ ثمرۂ گناہاں ہمراہ می برم۔ نمی دانم کہ درچہ عقوبت گرفتار خواہم شد۔ ہرچند نظر بر الطاف و رحمت امید قوی ست۔ امّا نظر بر اعمال و افعال تفکر نمی گزارد۔ چوں از خود گذشتم دیگرے کجا ماند۔ ع۔ ہرچہ بادا باد ماکشتی در آب انداختیم۔ صیانتِ بندگاں اگرچہ پروردگار خواہد کرد۔ لیکن نظر بر عالم ظاہر بر فرزنداں ہم ضرور است کہ خلق اللہ و مسلمین ناحق کشتہ نشوند۔ فرزند زادۂ بہادر را دعائے آخریں بگوئید وقت رخصت ندیدم۔ اشتیاق باقی ماند۔ بیگم بظاہر اگرچہ ملول است لیکن دلہا کوتہ اندیشی مؤنث جز ناکامی ثمرہ ندارد۔ الوداع الوداع الوداع۔

فرمان بنام پادشاہزادۂ سوم سلطان محمد کام بخش که در وقت آخریں صادر فرمودند

فرزندِ جگر بند من۔ اِ۔ در عالم اختیار ہرچند برضائے الٰہی نصیحت کردم۔ و زیادہ از امکان وصایا نمودم۔ چوں خواست الٰہی نبود۔ بگوش رضا کسے نشنیدند۔ حالا کہ از ہمہ بیگانہ میروم۔ بر بے بضاعتی شما ترحم دارم۔ امّا چہ فائدہ؟ عذاب و گناہ ہرچہ کردم ثمرۂ آں

باخود می برم - عجب قدرت است - که آمدم تنها - و میروم بایں قافلہ-
نلپ اگرچہ از دوازدہ روز مرافقت داشت لیکن تاب نیاوردہ گذاشت
ہرجا نظر می کنم جز خدا بنظر نمی آید - اندیشۂ لشکریاں و لشکر نظر
بہ وبال آخرت موجب ملالت خاطر شد - از خود خبرم نیست - گناہ
بسیار کردم - نمی دانم بچہ عذاب گرفتار خواہم شد - حراست بندگاں
اگرچہ رب العالمین خواہد کرد - امّا بر مسلمانان و فرزندان ہم اہم است
حفظ و احتیاط بندہا بحسب ظاہر ضرور - عالیجاہ ہم نزدیک
است - انچہ لازم بود درحقّ شما گفتہ ام - او ہم بجان و دل
قبول داشتہ - نشود کہ مسلمانان کشتہ شوند - و وبال برگردن ایں
ناکارہ بماند - شما را و فرزندان شما را بخدا می سپارم و خود رخصت
می خواہم - حالت اضطراب است - بہادر شاہ در جائیکہ بود ہست
و فرزند زادۂ عظیم الشان نزدیک تا ہندوستان آمدہ - فرزند زادۂ
بہادر در نواحی گجرات - حیات النسا چیزے از روزگار ندیدہ ملول ست
و حال بیگم ہم داند - اودیپوری والدۂ شما در بیماری بامن بودہ ارادۂ
رفاقت دارد - خانہ زادان و مردمان حضور ہرچند گندم نما جو فروش
اند باید برفق و مدارا و باپروائی کار گرفت - پا باندازہ ردا دراز
کشید - والسّلام -

رقعہ - فرزند عالیجاہ - ا - بہیت

ہمنشین تو از توبہ باید تا ترا عقل و دیں بیفزاید

از دیر باز مسموع می شود که در محالات پتول شما ظلم صریح بعمل می آید مظلومے بیچاره که تا به والی نمی رسد۔ واو رفع ظلمه از سر او نکند۔ در قضا بنام والی عامل بنویسند۔ بخشی دوم را ایں قدر اختیار دادن و اعتبار افزودن که دیگرے را درکار او مجال عرض نباشد چه معنی دارد؟ اگرچه استقلال آدم کار هر قدر باید افزود۔ بجاست فاما فاعل مختار ساختن و بجزویات ساختهٔ او نپرداختن محض بیجا۔

رباعی

پابند نشیں و باش بیگانهٔ او | در دام اُفتی اگر خوری دانهٔ او
تیر از رخ راستی کمان را کج دید | بنگر که چه گونه جست از خانهٔ او

فرد

بترس از آهِ مظلوماں که هنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بهرِ استقبال می آید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثنوی

مثنوی کے معنی ہیں دو دو کیا گیا۔ چونکہ مثنوی کے دو مصرعوں کا قافیہ ایک ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو مثنوی کہتے ہیں۔

استادوں کے نزدیک مثنوی عام اقسام شعر سے مشکل ہے۔ اس فن میں فردوسی اور نظامی کو کمال حاصل ہے۔ دوسرے مثنوی کہنے والے انھیں کے پیرو ہیں۔

مثنوی کے ہر قصہ کے لئے تمہید لازم ہے۔ سلسلۂ کلام میں ربط ضروری ہے۔ اور مثنوی کے دیباچہ کے لئے چند چیزیں ضروری ہیں توحید۔ مناجات۔ نعت۔ مدح سلطان زماں۔ کلام اور شعرا کی تعریف۔ تصنیف اور تالیف کا سبب۔ ان تمام باتوں کے موجد نظامی گنجوی ہیں۔ ان سے پہلے مثنوی کو صرف قصہ سے شروع کر دیتے تھے۔ بوستاں میں بھی اس کا التزام کیا گیا ہے۔

انتخاب از بوستان سعدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد باری عزّ اسمہٗ

بنام جہاندار جاں آفریں — حکیمے سخن برزباں آفریں
خداوند بخشندۂ و دستگیر — کریم خطا بخش و پوزش پذیر
عزیزے کہ ہر کہ از درش سر بتافت — بہر در کہ شد ہیچ عزّت نیافت
سر پادشاہان گردن فراز — بدرگاہ او بر زمینِ نیاز
نہ گردن کشاں را بگیرد بفور — نہ عذر آوراں را براند بجور
وگر خشم گیرد بکردار زشت — چو باز آمدی ماجرا در نوشت
دو کونش یکے قطرہ در بحر علم — گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم
اگر با پدر جنگ جوید کسے — پدر بیگماں خشم گیرد بسے
وگر خویش راضی نباشد ز خویش — چو بیگانگانش براند ز پیش
وگر بر رفیقاں نباشد شفیق — بفرسنگ بگریزد از وے رفیق
وگر بندہ چابک نیاید بکار — عزیزش ندارد خداوندگار
وگر ترک خدمت کند لشکری — شود شاہ لشکرکش از وے بری

ولیکن خداوند بالا و پست بعصیاں در رزق برکس نہ بست
ادیم زمیں سفرۂ عام اوست چہ دشمن بریں خوانِ یغما چہ دوست
اگر بر جفا پیشہ بشتافتے کہ از دست قہرش اماں یافتے
بری ذاتش از تہمت ضد و جنس غنی ملکش از طاعت جن و انس
پرستارِ امرش ہمہ چیز و کس بنی آدم و مرغ و مور و مگس
چناں پہن خوانِ کرم گسترد کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد
لطیف و کرم گستر و کارساز کہ دارائے خلق ست و دانای راز
مر اورا رسد کبریا و منی کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی
یکے را بسر برنہد تاج بخت یکے را بخاک اندر آرد ز تخت
کلاہِ سعادت یکے برسرش گلیمِ شقاوت یکے در برش
گلستاں کند آتشے بر خلیل گروہے بہ آتش برد ز آب نیل
گر آں ست منشورِ احسانِ اوست در ایں ست توقیع فرمان اوست
پس پردہ بیند عملہائے بد ہمو پردہ پوشد بآلائے خود
بتہدید گر برکشد تیغ حکم بمانند کروبیاں صُمٌّ و بُکم
وگر در دہد یک صلائے کرم عزازیل گوید نصیبے برم
بدرگاہ لطف و بزرگیش بر بزرگاں نہادہ بزرگی ز سر
فروماندگاں را برحمت قریب تضرع کناں را بدعوت مجیب
براحوالِ نابودہ علمش بصیر باسرارِ ناگفتہ لطفش خبیر
بقدرت نگہدارِ بالا و شیب خداوند دیوانِ روزِ حسیب

نه مستغنی از طاعتش پشت کس   نه بر حرف او جای انگشت کس

بر و علم یک ذره پوشیده نیست   که پیدا و پنهان بنزدش یکیست

مهیّا کن روزی مار و مور   وگر چند بیدست و پایند و زور

بامرش وجود از عدم نقش بست   که داند جز او کردن از نیست هست

دگر ره بکتم عدم در برد   وزان جا بصحرای محشر برد

جهان متفق بر الهیتش   فرو مانده در کنه ماهیتش

بشر ماورای جلالش نیافت   بصر منتهای جمالش نیافت

نه بر اوج ذاتش پرد مرغ وهم   نه در ذیل وصفش رسد دست فهم

درین ورطه کشتی فرو شد هزار   که پیدا نشد تخته بر کنار

چه شبها نشستم درین سیر گم   که حیرت گرفت آستینم که قم

محیط است علم ملک بر بسیط   قیاس تو بر وی نگردد محیط

نه ادراک در کنه ذاتش رسد   نه فکرت بغور صفاتش رسد

توان در بلاغت بسحبان رسید   نه در کنه بیچون سبحان رسید

که خاصان درین ره فرس رانده اند   بلا احصی از تگ فرو مانده اند

نه هر جای مرکب توان تاختن   که جاها سپر باید انداختن

وگر سالکی محرم راز گشت   ببندند بر وی در باز گشت

کسی را درین بزم ساغر دهند   که داروی بیهوشیش در دهند

یکی باز را دیده بر دوخته است   یکی دیده ها باز و پر سوخته است

کسی ره سوی گنج قارون نبرد   وگر برد ره باز بیرون نبرد

بگردم درین موج دریای خون — کزو کس نبرده است کشتی برون

اگر طالبی کین زمین طی کنی — نخست اسپ باز آمدن پی کنی

تأمل در آیینهٔ دل کنی — صفائی بتدریج حاصل کنی

مگر بوی از عشق مستت کند — طلبگار عهد الستت کند

بپای طلب ره بدانجا بری — وزانجا ببال محبت پری

بدرد یقین پردهای خیال — نماند سرا پرده الا جلال

دگر مرکب عقل را پویه نیست — عنانش بگیرد تحیّر که ایست

درین بحر جز مرد داعی نرفت — گم آن شد که دنبال راعی نرفت

کسانیکه زین راه برگشته اند — برفتند بسیار و سرگشته اند

خلاف پیمبر کسی ره گزید — که هرگز بمنزل نخواهد رسید

مپندار سعدی که راه صفا — توان رفت جز بر پی مصطفا

باب اوّل در عدل و رای و تدبیر جهانداری

نگنجد کرمهای حق در قیاس — چه خدمت گزارد زبان سپاس

خدایا تو این شاه درویش دوست — که آسایش خلق در ظلّ اوست

بسی بر سر خلق پاینده دار — بتوفیق طاعت دلش زنده دار

برومند دار از درخت امید — سرش سبز و رویش برحمت سپید

براه تکلّف مرو سعدیا — اگر صدق داری بیار و بیا

تو منزل شناسی و شه راه رو — تو حق گوی و خسرو حقایق شنو

چه حاجت که نه کرسی آسمان　　نهی زیر پای قزل ارسلان
مگو پای عزت بر افلاک نه　　بگو روی اخلاص بر خاک نه
بطاعت بنه چهره بر آستان　　که این ست سر جادهٔ راستان
اگر بندهٔ سر برین در بنه　　کلاه خداوندی از سر بنه
چو طاعت کنی لبس شاهی مپوش　　چو درویش مخلص برآور خروش
که پروردگارا توانگر توئی　　توانا و درویش پرور توئی
نه کشور خدایم نه فرماندهم　　یکی از گدایان این درگهم
چه برخیزد از دست و کردار من　　مگر دست لطفت شود یار من
تو بر خیر و نیکی دهم دسترس　　وگرنه چه خیر آید از من بکس
دعا کن بشب چون گدایان بسوز　　اگر میکنی پادشاهی بروز
کمربسته گردنکشان بر درت　　تو بر آستان عبادت سرت
زهی بندگان را خداوندگار　　خداوند را بندهٔ حق گزار

۱- حکایت

چه خوش گفت بازارگانی اسیر　　چو گردش گرفتند دزدان به تیر
چه مردانگی آید از رهزنان　　چه مردان لشکر چه خیل زنان
شهنشه که بازارگان را بخست　　در خیر بر شهر و لشکر ببست
کی آن جا دگر هوشمندان روند　　چو آوازهٔ رسم بد بشنوند
اگر بایدت نام و نیکی قبول　　نکودار بازارگان و رسول
بزرگان مسافر بجان پرورند　　که نام نکوشان بعالم برند

تبه گردد آن مملکت عنقریب   کزو خاطر آزرده آید غریب

غریب آشنا باش و سیاح دوست   که سیاح جلاب نام نکوست

نکو دار ضیف و مسافر عزیز   وز آسیب شان بر حذر باش نیز

ز بیگانه پرهیز کردن نکوست   که دشمن توان بود در زی دوست

قدیمان خود را بیفزای قدر   که هرگز نیاید ز پرورده غدر

چو خدمت گذاریت گردد کهن   حق سالیانش فراموش مکن

۱۰۹ گر او را هرم دست قدرت ببست   ترا بر کرم همچنان دست هست

۲- حکایت

شنیدم که شاپور دم در کشید   چو خسرو باسمش قلم در کشید

چو شد حالش از بینوائی تباه   نبشت این حکایت بنزدیک شاه

که ای شاه آفاق گستر بعدل   اگر من نمانم تو مانی بفضل

چو بذل تو کردم جوانی خویش   بهنگام پیری مرانم ز پیش

غریبی که پر فتنه باشد سرش   میازار و بیرون کن از کشورش

تو گر خشم بروی نگیری رواست   که خود خوی بد دشمنش در قفاست

دگر پارسی باشدش زاد و بوم   بصنعاش مفرست و سقلاب و روم

هم آنجا امانش مده تا بچاشت   نشاید بلا بر دگر کس گماشت

که گویند برگشته باد آن زمین   کزو مردم آیند بیرون چنین

عمل گر دهی مرد منعم شناس   که مفلس ندارد ز سلطان هراس

چو مفلس فرو برد گردن بدوش   ازو بر نیاید دگر جز خروش

چو مشرف دو دست از امانت بداشت — بباید برو ناظرے برگماشت

ور او نیز در ساخت با خاطرش — ز مشرف عمل برکن و ناظرش

خدا ترس باید امانت گزار — امین کز تو ترسد امینش مدار

بیفشان و بشمار و فارغ نشین — که از صد یکی را نه بینی امین

دو همجنس دیرینه را هم قلم — نباید فرستاد یک جا بهم

چه دانی که همدست گردند یار — یکی دزد باشد یکی پرده دار

چو دزدان ز هم باک دارند و بیم — رود در میان کاروانے سلیم

یکے را که معزول کردی ز جاه — چو چندے برآید ببخشش گناه

برآوردن کام امیدوار — به از قید بندی شکستن هزار

نویسنده را گر ستون عمل — بیفتد نبرد طناب امل

بفرمان بران بر شه دادگر — پدروار خشم آورد بر پسر

گهش میزند تا شود دردناک — گهے می کند آبش از دیده پاک

چو نرمی کنی خصم گردد دلیر — وگر خشم گیری شوند از تو سیر

درشتی و نرمی بهم در به است — چو رگ زن که جراح و مرهم نه است

جوانمرد و خوش خلق و بخشنده باش — چو حق بر تو پاشد تو بر خلق پاش

چو یاد آیدت عهد شاهان پیش — همین نقش برخوان پس از عهد خویش

نیامد کس اندر جهان کو بماند — مگر آن کزو نام نیکو بماند

نمرد آن که ماند پس از وے بجاے — پل و مسجد و چاه و مهمان سراے

هر آن کو نماند از پسش یادگار — درخت وجودش نیاورد بار

وگر رفت و آثار و خیرش نماند　　نشاید پس مرگش الحمد خواند
چو خواهی که نامت بود در جهان　　مکن نام نیک بزرگان نهان
همی کام و ناز و طرب داشتند　　بآخر برفتند و بگذاشتند
یکے نام نیکو ببرد از جهان　　یکے رسم بد ماند ازو جاودان
بسمع رضا مشنو ایذاے کس　　وگر گفته آید بغورش برس
گنهگار را عذر نسیان بنه　　چو زنهار خواهند زنهار ده
گر آید گنهگارے اندر پناه　　نه شرط ست کشتن باوّل گناه
چو بارے بگفتی و نشنید پند　　بده گوشمالش بزندان و بند
وگر پند و بندش نیاید بکار　　درخت خبیث ست بیخش برآر
چو خشم آیدت بر گناه کسے　　تأمّل کنش در عقوبت بسے
که سهل ست لعل بدخشان شکست　　شکسته نشاید دگرباره بست

۳- گفتار در تدبیر پادشاهان و تاخیر کردن در سیاست

اگر حکم شرع آب خوردن خطاست　　وگر خوں بفتواے بریزی رواست
اگر شرع فتواے دهد بر هلاک　　الا تا نداری ز کشتنش باک
دگر دانی اندر تبارش کسان　　برایشان ببخشاے و راحت رسان
گنه بود مرد ستمگاره را　　چه تاوان زن و طفل بیچاره را
تنت زورمند ست و لشکر گران　　ولیکن در اقلیم دشمن مران

کروے بہ حصارے گریزد بلند — رسد کشور بے گنہ را گزند
نظر کن در احوال زندانیاں — کہ ممکن بود بے گنہ درمیاں
چو بازارگاں در دیارت بمرد — بمالش خساست بود دست برد
کزاں پس کہ بروے بگریند زار — بہم باز گویند خویش و تبار
کہ مسکیں در اقلیم غربت بمرد — متاعے کزو ماند ظالم ببرد
بیندیش ازاں طفلک بے پدر — وز آہ دل دردمندش حذر
بسا نام نیکوے پنجاہ سال — کہ یک نام زشتش کند پائمال
پسندیدہ کاران جاوید نام — تطاول نکردند بر مال عام
بہ آفاق گر سربسر پادشاست — چو مال از توانگر ستاند گداست
بمرد از تہیدستی آزاد مرد — ز پہلوے مسکیں شکم پر نکرد

۴- حکایت

خداودست نامے در اقصاے شام — گرفت از جہاں کنج غارے مقام
بصبرش دراں کنج تاریک جاے — بگنج قناعت فرو رفتہ پاے
بزرگاں نہادند سر بر درش — کہ در می نیامد بدر ہا سرش
تمنا کند عارف پاکباز — بدریوزہ از خویشتن ترک آز
چو ہر ساعتش نفس گوید بدہ — بخواری بگرداندش دہ بدہ
دراں مرزکیں پیر ہشیار بود — یکے مرزبان ستمگار بود
کہ ہر ناتواں را کہ دریافتے — بسر پنجگی پنجہ برتافتے
جہاں سوز بے رحمت و خیرہ کش — ز تلخیش روے جہانے ترش

گروهی برفتند وزان ظلم و عار ‌ ‌ ‌ ببردند نام بدش در دیار

گروهی بماندند مسکین و ریش ‌ ‌ ‌ پس چرخه نفرین گرفتند پیش

بد ظلم جائیکه گردد دراز ‌ ‌ ‌ نه بینی لب مردم از خنده باز

بدیدار شیخ آمدی گاه گاه ‌ ‌ ‌ خدا دوست در روی نکردی نگاه

ملک نوبتی گفتنش ای نیک بخت ‌ ‌ ‌ بنفرت ز ما در مکش روی سخت

مرا با تو دانی سر دوستی است ‌ ‌ ‌ ترا دشمنی با من از بهر چیست

گرفتم که سالار کشور نیم ‌ ‌ ‌ بعزت ز درویش کمتر نیم

نگویم فضیلت نهم بر کسی ‌ ‌ ‌ چنان باش با من که با هر کسی

شنید این سخن عابد هوشیار ‌ ‌ ‌ برآشفت و گفت ای ملک هوشدار

وجودت پریشانی خلق از دست ‌ ‌ ‌ ندارم پریشانی خلق دوست

تو با دوستداران من دشمنی ‌ ‌ ‌ نه پندارمت دوستدار منی

گر افتد همی دوستی با منت ‌ ‌ ‌ نگه آنکه دارد خدا دشمنت

خدا دوست را گر بدرند پوست ‌ ‌ ‌ نخواهد شدن دشمن دوست دوست

عجب دارم از خواب آن سنگدل ‌ ‌ ‌ که شهری بخسپند ازو تنگدل

الا گر هنرداری و عقل و هوش ‌ ‌ ‌ بفضل و ترحم میان بند و کوش

گفتار ۵

رها زورمندی مکن بر کهان ‌ ‌ ‌ که بر یک نمط می نماند جهان

سر پنجهٔ ناتوان بر مپیچ ‌ ‌ ‌ که گر دست یابد برآید بهیچ

مبر گفتمت پای مردم ز جای ‌ ‌ ‌ که عاجز شوی گر درآئی ز پای

دل دوستان جمع بهتر که گنج — خزینه تهی به که مردم به رنج

مینداز در پای کار کسی — که افتد که در پایش افتی بسی

تحمل کن ای ناتوان از قوی — که روزی تواناتر از وی شوی

چو بینی که جاهل بکین اندر است — سلامت به تسلیم و لین اندر است

بهمت برآر از ستیهنده شور — که بازوی همت به از دست زور

لب خشک مظلوم را گو بخند — که دندان ظالم بخواهند کند

به بانگ دهل خواجه بیدار گشت — چه داند شب پاسبان چون گذشت

خورد کاروانی غم بار خویش — نسوزد دلش بر خر پشت ریش

گرفتم کز افتادگان نیستی — چو افتاده بینی چرا بایستی

برینم بگویم یکی سرگذشت — که سستی بود زین سخن درگذشت

۱۱ - حکایت

چنان قحط سالی شد اندر دمشق — که یاران فراموش کردند عشق

چنان آسمان بر زمین شد بخیل — که لب تر نکردند زرع و نخیل

بخوشید سرچشمه‌های قدیم — نماند آب جز آب چشم یتیم

نبودی بجز آه بیوه زنی — اگر برشدی دودی از روزنی

چو درویش بی برگ دیدم درخت — قوی بازوان سست و درمانده سخت

نه در کوه سبزی نه در باغ شخ — ملخ بوستان خورده و مردم ملخ

در آن حال پیش آمدم دوستی — کزو مانده بر استخوان پوستی

شگفت آمدم کو قوی حال بود — خداوند جاه و زر و مال بود

بدو گفتم ای یار پاکیزه روی ‫—‬ چه در ماندگی پیشت آمد بگوی

بغرید بر من که عقلت کجاست ‫—‬ چو دانی و پرسی سوالت خطاست

نه بینی که سختی بغایت رسید ‫—‬ مشقت بحد نهایت رسید

نه باران همی آید از آسمان ‫—‬ نه بر میرود دود فریاد خوان

بدو گفتم آخر ترا باک نیست ‫—‬ کشد زهر جائیکه تریاک نیست

گر از نیستی دیگرے شد ہلاک ‫—‬ ترا ہست و بط را ز طوفان چه باک

نگه کرد رنجیده در من فقیه ‫—‬ نگه کردن عالم اندر سفیه

که مرد ار چه بر ساحل ست اے رفیق ‫—‬ نیاساید و دوستانش غریق

من از بینوائی نیم روے زرد ‫—‬ غم بینوایان دلم خسته کرد

نخواہد که بیند خردمند ریش ‫—‬ نه بر عضو مردم نه بر عضو خویش

بحمد الله ار چه ز ریش ایمنم ‫—‬ چو ریشے ببینم بلرزد تنم

منغص بود عیش آن تندرست ‫—‬ که باشد به پہلوے بیمار سست

چو بینم که درویش مسکین نخورد ‫—‬ بکام اندرم لقمه زہرست و درد

یکے را بزندان برے دوستان ‫—‬ کجا ماندش عیش در بوستان

حکایت

شنیدم که در مرزے از باختر ‫—‬ برادر دو بودند از یک پدر

سپہدار و گردنکش و پیلتن ‫—‬ نکوروے و دانا و شمشیر زن

پدر ہر دو را سہمگین مرد یافت ‫—‬ طلبگار جولان و ناورد یافت

برفت آن زمین را دو قسمت نہاد ‫—‬ بہر یک پسر زان نصیبے بداد

مبادا که بر یک دگر سر کشند ‏ ‏ ‏ ‏ به پیکار شمشیر کین برکشند

پدر بعد ازاں روزگارے شمرد ‏ ‏ ‏ ‏ بجاں آفریں جان شیریں سپرد

اجل بگسلانیدش طناب امل ‏ ‏ ‏ ‏ وفاتش فرو بست دست عمل

مقرر شد آں مملکت بر دو شاه ‏ ‏ ‏ ‏ که بیحد و مر بود گنج و سپاه

بحکم نظر در به افتاد خویش ‏ ‏ ‏ ‏ گرفتند هر یک یکے راه پیش

یکے عدل تا نام نیکو برد ‏ ‏ ‏ ‏ یکے ظلم تا مال گرد آورد

عاطفت سیرت خویش کرد ‏ ‏ ‏ ‏ درم داد و تیمار درویش کرد

بنا کرد و ناں داد و لشکر نواخت ‏ ‏ ‏ ‏ شب از بهر درویش بخانه ساخت

خزائن تهی کرد و پر کرد جیش ‏ ‏ ‏ ‏ چناں که خلائق بهنگام عیش

بگردوں شدے بانگ شادی چو رعد ‏ ‏ ‏ ‏ چو شیراز در عهد بوبکر سعد

خدیو خردمند فرخ نهاد ‏ ‏ ‏ ‏ که شاخ امیدش برومند باد

حکایت شنو کودک نامجوے ‏ ‏ ‏ ‏ پسندیده پے بود فرخنده خوے

ملازم بدلداری خاص و عام ‏ ‏ ‏ ‏ ثنا گوئے حق بامداداں و شام

دراں ملک قاروں برفتے دلیر ‏ ‏ ‏ ‏ که شه دادگر بود و درویش سیر

نیامد بر ایام او بر دلے ‏ ‏ ‏ ‏ نگویم که خارے که برگ گلے

سر آمد بتائید ملک از سراں ‏ ‏ ‏ ‏ نهادند سر بر خطش سروراں

دگر خواست کافزوں کند تخت و تاج ‏ ‏ ‏ ‏ بیفزود بر مرد دهقاں خراج

طمع کرد در مال بازارگاں ‏ ‏ ‏ ‏ بلا ریخت بر جان بیچارگاں

نگویم که بدخواه درویش بود ‏ ‏ ‏ ‏ حقیقت که او دشمن خویش بود

بامید بیشی نداد و نخورد / خردمند داند که ناخوب کرد
که تا جمع کرد آن زر از گربزی / پراگنده شد لشکر از عاجزی
شنیدند بازارگانان خبر / که ظلم است در بوم آن بے هنر
بریدند از آنجا خرید و فروخت / زراعت نیامد رعیت بسوخت
چو اقبالش از دوستی سر بتافت / بناکام دشمن برو دست یافت
ستیز فلک بیخ و بارش بکند / سم اسپ دشمن دیارش بکند
وفا در که جوید چو پیمان گسیخت / خراج از که خواهد چو دهقان گریخت
چه نیکی طمع دارد آن بے صفا / که باشد دعاے بدش در قفا
چو بختش نگون بود در کاف کن / نکرد آنچه نیکانش گفتند کن
چه گفتند نیکان بران نیک مرد / تو بر خور که بیدادگر بر نخورد
گمانش خطا بود و تدبیر سست / که در عدل بود آنچه در ظلم جست

۱۹   ۸ ـ حکایت

یکے را حکایت کنند از ملوک / که بیماری رشته کردش چو دوک
چنانش در انداخت ضعف جسد / که می برد بر زیردستان حسد
که شاه ار چه بر عرصه نام آور است / چو ضعف آمد از بیدقے کمتر است
ندیمے زمین ملک بوسه داد / که عمر خداوند جاوید باد
درین شهر مردے مبارک دم است / که از پارسایان چنوئے کم است
نبردند پیشش مهمات کس / که مقصود حاصل نشد در نفس
بخوان تا بخواند دعاے برین / که رحمت رسد ز آسمان بر زمین

بفرمود تا مهتران خدم — بخوانند پیر مبارک قدم

بگفتا دعائے کن اے هوشمند — که در رشته چون سوزنم پاے بند

شنید این سخن پیر خم بوده پشت — بتندی برآورد بانگ درشت

که حق مهربان ست بر داد گر — ببخشاے و بخشائش حق نگر

دعائے منت کے شود سود مند — اسیران مظلوم در چاه و بند

تو ناکرده بر خلق بخشایشے — کجا بینی از دولت آسایشے

ببایدت عذر خطا خواستن — پس از شیخ صالح دعا خواستن

کجا دست گیرد دعائے ویت — دعائے ستمدیدگان در پیت

شنید این سخن شهریار عجم — ز خشم و خجالت برآمد بهم

برنجید و پس با دل خویش گفت — چه رنجم حق ست اینکه درویش گفت

بفرمود تا هر که در بند بود — بفرمانش آزاد کردند زود

جهاندیده بعد از دو رکعت نماز — بداور برآورد دست نیاز

که اے بر فرازنده آسمان — بجنگش گرفتی بصلحش بمان

ولی همچنان بر دعا داشت دست — که رنجور افتاده برپاے جست

تو گفتی ز شادی بخواهد پرید — چو طاؤس چون رشته در پا ندید

بفرمود گنجینه و گوهرش — فشاندند در پاے و از سر سرش

حق از بهر باطل نشاید نهفت — ازان جمله دامن بیفشاند و گفت

مرو با سر رشته بار دگر — مبادا که دیگر کند رشته سر

چو بارے فتادی نگهدار پاے — که تا بار دیگر نلغزد ز جاے

ز سعدی شنو کین سخن راست است — نه هر بار افتاده برخاست است

۹- حکایت

بزرگی جفاپیشه در حد غور — گرفتی خر روستایی بجور
خران زیر بار گران بی علف — بروزی دو مسکین شدندی تلف
چو منعم کند سفله را روزگار — نهد بر دل تنگ درویش بار
چو بام بلندش بود خود پرست — کند بول و خاشاک بر بام پست
شنیدم که باری بعزم شکار — برون رفت بیدادگر شهریار
چپایی بدنبال صیدی براند — شبش در گرفت از حشم دور ماند
بتنها ندانست رایی و رهی — بینداخت ناکام شب در دهی
خری دید پوینده کاره گر — توانا و زور آور و بار بر
یکی مرد کرد استخوانی پرست — چنان میزدش کاستخوان می شکست
شهنشه برآشفت و گفت ای جوان — زحد رفت جورت برین بی زبان
چو زور آوری خودنمایی مکن — بر افتاده زور آزمایی مکن
پسندش نیاید فرومایه قول — یکی بانگ بر پادشه زد بهول
که بیهوده نگرفتم این کار پیش — برو چون ندانی پس کار خویش
بساکس که بینی تو معذور نیست — چو وا بینی از مصلحت دور نیست
ملک را درشت آمد از وی خطاب — بگفتا بیا تا چه بینی صواب
که پندارم از عقل بیگانه — نه مستی همانا که دیوانه
بخندید کانه ترک نادان خموش — مگر حال حضرت نیاید بگوش

نه دیوانه خواند کس او را نه مست | چرا گفتی ناتوانان شکست

جهاں جوے گفت اے ستمگاره مرد | چه دانی که خضر آں براے چه کرد

دراں بحر مردے جفا پیشه بود | که دلها ازو بحر اندیشه بود

جزائر ز کردار او پر خروش | جهانے ز دستش چو دریا بجوش

پس آں راز بهر مصالح شکست | که سالار ظالم نگیرد بدست

شکسته متاعے که در حرز تست | ازاں به که در دست دشمن درست

بخندید دهقان روشن ضمیر | که پس حق بدست من است اے امیر

نه از جهل می بشکنم پاے خر | که از جور سلطان بیدادگر

خراں جانگه لنگ و تیمار کش | ازاں به که پیش ملک بارکش

تو آں را نگوئی که کشتی گرفت | که چوں تا ابد نام زشتی گرفت

تفو بر چناں ملک و دولت که راند | که شنعت برو تا قیامت بماند

ستمگر جفا بر تن خویش کرد | نه بر زیر دستان درویش کرد

که فردا دراں محفل نام و ننگ | بگیرد گریباں و ریشش بجنگ

نهد بار او زار بر گردنش | نیارد سر از عار بر کردنش

گر امروز خر بارش اکنوں کشید | دراں روز بار خراں چوں کشید

گر انصاف پرسی بد اختر کس است | که دروا حقش رنج دیگر کس است

همیں پنج روزش تنعم بود | که شادیش در رنج مردم بود

اگر بر نخیزد به آں مرده دل | که خیزند ازو مردم آزرده دل

شه ایں جمله بشنید و چیزے نگفت | به پشت اسپ و سر بر نهاد و بخفت

همه شب ز بیداری آشفته مرد　　ز سودا و اندیشه خوابش نبرد
چو آواز مرغ سحر گوش کرد　　پریشانی شب فراموش کرد
سواران همه شب بیرک تاختند　　سحرگه پی اسپ بشناختند
بران عرصه بر اسپ دیدند شاه　　پیاده دویدند یکسر سپاه
بخدمت نهادند سر بر زمین　　چو دریا شد از موج لشکر زمین
بزرگان نشستند و خوان خواستند　　بخوردند و مجلس بیاراستند
چو شور طرب در نهاد آمدش　　ز دهقان دوشینه یاد آمدش
بفرمود جستند و بستند سخت　　بخواری فگندند در پای تخت
سیه دل برآهیخت شمشیر تیز　　ندانست بیچاره راه گریز
شمرد آن دم از زندگی آخرش　　بگفت آنچه گردید در خاطرش
نه بینی که چون کارد بر سر بود　　قلم را زبانش روان تر بود
چو دانست کز خصم نتوان گریخت　　بنا باکی او تیر ترکش بریخت
سر ناامیدی برآورد و گفت　　شب گور در ده محال ست خفت
ز نامهربانی که در دور تست　　همه عالم آوازهٔ جور تست
نه من کردم از دست جورت نفیر　　که خلقی ز خلقی یکی گشته گیر
عجب گر منت بر دل آمد درشت　　بکشتن گر توانی همه خلق کشت
وگر سخت آمد نکوهش ز من　　بانصاف پیچ نکوهش بکن
ترا چاره از ظلم برگشتن است　　نه بیچاره بیگنه کشتن است
چو بیداد کردی توقع مدار　　که نامت به نیکی رود در دیار

ندانم که چون خسپدت دیدگان
نخفته ز دستت ستمدیدگان

بدان کے ستوده شود بادشاه
که خلقش ستایند در بارگاه

چه سود آفرین بر سر انجمن
پس چرخه نفرین کنان مرد و زن

گرفت این سخن شاه ظالم بگوش
ز سرمستی غفلت آمد بهوش

دران ده که طالع نمودش بهی
دهی را به بخشید فرمان دهی

بیاموزی از عالمان عقل و خوی
نه چندان که از جاهل عیب جوی

ز دشمن شنو سیرت خود که دوست
هرانچه از تو آید بچشمش نکوست

ستایش سرایان نه یار تواند
ملامت کنان دوستدار تواند

ترشروی بهتر کند سرزنش
که یاران خوش طبع شیرین منش

ازین به نصیحت نگوید کشت
دگر عاقلی یک اشارت بس است

۱۰- حکایت

یکے مشت زن بخت و روزی نداشت
نه اسباب شامش مهیا نه چاشت

ز جور شکم گل کشیدے به پشت
که روزی محال است خوردن بمشت

مدام از پریشانی روزگار
دلش محنت آلود و تن سوگوار

گهش جنگ با عالم خیره کش
گه از بخت شوریده رویش ترش

گه از دیدن عیش شیرین خلق
فرو رفتے آب تلخش بحلق

گه از کار آشفته بگریستے
که کس دید ازین صعب تر زیستے

کسان شهد نوشند و مرغ و بره
مرا روی نان می نه بیند تره

گر انصاف پرسی نه نیکوست این
برهنه من و گربه را پوستین

دریغ ار فلک شیوهٔ ساختی ❊ که گنجی بدست من انداختی
مگر روزگاری هوس راندمی ❊ ز خود گرد محنت بیفشاندمی
شنیدم که روزی لحد می بکافت ❊ عظام زنخدان پوسیده یافت
بخاک اندرش عقد بگسیخته ❊ گهرهای دندان فرو ریخته
دهان بی زبان پند می گفت و راز ❊ که ای خواجه با بی نوائی بساز
نه این ست حال دهن زیر گل ❊ شکر خورده انگار یا خون دل
غم از گردش روزگاران مدار ❊ که بی ما بگردد بسی روزگار
همان لحظه کین خاطرش روی داد ❊ غم از خاطرش رخت یکسو نهاد
که ای نفس بی رای و تدبیر و هش ❊ بکش بار تیمار و خود را مکش
اگر بنده بار بر سر برد ❊ وگر سر باوج فلک بر برد
دران دم که حالش دگرگون شود ❊ بمرگ از سرش هر دو بیرون شود
غم و شادمانی نماند و لیک ❊ جزای عمل ماند و نام نیک
کرم پای دارد نه دیهیم و تخت ❊ بده کز تو این ماند ای نیکبخت
مکن تکیه بر ملک و جاه و حشم ❊ که پیش از تو بود است و بعد از تو هم
خداوند دولت غم دین خورد ❊ که دنیا بهر حال می بگذرد
زر افشان چو دنیا بخواهی گذاشت ❊ که سعدی دُر افشاند اگر زر نداشت

۱۱ - حکایت

حکایت کنند از جفا گستری ❊ که فرماندهی داشت بر کشوری
در ایام او روز مردم چو شام ❊ شب از بیم او خواب مردم حرام

همه روز نیکان ازو در بلا … بشب دست پاکان ازو بر دعا

گروهی بر شیخ آن روزگار … ز دست ستمگر گرستند زار

که ای پیر دانای فرخنده رای … بگو این جوان را بترس از خدای

بگفتا دریغ آیدم نام دوست … که هر کس نه درخورد پیغام اوست

کسی را که بینی ز حق برکران … منه با وی ای خواجه حق در میان

حکایت گفتم ای خسرو نیک رای … توان گفت حق پیش مرد خدای

بمرد نادان نریزم علوم … که ضایع کنم تخم در شوره بوم

چو در وی نگیرد عدو داندم … برنجد بجان و برنجاندم

ترا عادت ای پادشه حق رویست … دل مرد حق گوی ازینجا قویست

نگین خصلتی دارد ای نیک بخت … که در موم گیرد نه در سنگ سخت

عجب نیست گر ظالم از من بجان … برنجد که دزدست و من پاسبان

تو هم پاسبانی بانصاف و داد … که حفظ خدا پاسبان تو باد

ترا نیست منت ز روی قیاس … خداوند را فضل و منت شناس

که در کار خیرت بخدمت بداشت … نه چون دیگرانت معطل گذاشت

همه کس بمیدان کوشش درند … ولی گوی بخشش نه هر کس برند

تو حاصل نکردی بکوشش بهشت … خدا در تو خوی بهشتی سرشت

دلت روشن و وقت مجموع باد … قدم ثابت و پایه مرفوع باد

حیاتت خوش و رفتنت بر صواب

عبادت قبول و دعا مستجاب

گفتار ۱۲

همی تا برآید بتدبیر کار — مدارای دشمن به از کارزار
چو نتوان عدو را بقوت شکست — بنعمت بباید در فتنه بست
گر اندیشه داری ز دشمن گزند — بتعویذ احسان زبانش ببند
عدو را بجاے خسک زر بریز — که احسان کند کند دندان تیز
بتدبیر شاید جهان خورد و نوش — چو دستے نشاید گزیدن ببوس
بتدبیر رستم در آید به بند — که اسفندیارش نجست از کمند
عدو را بفرصت توان کند پوست — پس او را مدارا چنان کن که دوست
حذر کن ز پیکار کمتر کسے — که از قطره سیلاب دیدم بسے
مزن تا توانی بر ابرو گره — که دشمن اگرچه زبون دوست به
بود دشمنش تازه و دوست ریش — کسے کش بود دشمن از دوست بیش
مزن با سپاهی ز خود بیشتر — که نتوان زد انگشت بر نیشتر
وگر زو توانا تری در نبرد — نه مردیست بر ناتوان زور کرد
اگر پیل زوری وگر شیر چنگ — بنزدیک من صلح بهتر که جنگ
چو دست از همه حیلتے در گسست — حلال ست بردن بشمشیر دست
اگر صلح خواهد عدو سر مپیچ — وگر جنگ جوید عنان بر مپیچ
که گر وے ببندد در کارزار — ترا قدر و هیبت شود یک هزار
ور او پاے جنگ آورد در رکاب — نخواهد بحشر از تو داور حساب
تو هم جنگ را باش چون فتنه خاست — که با کینه ور مهربانی خطاست

چو با سفله گویی بلطف و خوشی فزون گرددش کبر و گردن کشی
چو دشمن در آمد بعجز از درت بدر کن ز دل کین و خشم از سرت
چو زنهار خواهد کرم پیشه کن ببخشای و از مکرش اندیشه کن
ز تدبیر پیر کهن بر مگرد که کار آزموده بود سالخورد
بر آرند بنیاد رویین ز پای جوانان بشمشیر و پیران برای
بیندیش در قلب هیجا مفر چه دانی که آنان کرا باشد ظفر
چو بینی که لشکر ز هم دست داد بتنها مده جان شیرین بباد
اگر بر کناری برفتن بکوش وگر در میان لبس دشمن بپوش
وگر خود هزاری و دشمن دویست چو شب شد در اقلیم دشمن مایست
شب تیره پنجه سوار از کمین چو پانصد بهیبت بدرد زمین
چو خواهی بریدن بشب راهها حذر کن نخست از کمینگاهها
میان دو لشکر چو یکروزه راه بماند بزن خیمه بر جایگاه
گر او پیشدستی کند غم مدار ور افراسیاب است مغزش برآر
ندانی که دشمن چو یکروزه راند سر پنجهٔ زورمندش نماند
تو آسوده بر لشکر مانده زن که نادان ستم کرد بر خویشتن
چو دشمن شکستی بیفکن علم که بازش نیاید جراحت بهم
بسی در قفای هزیمت مران نباید که دور افتی از یاوران
هوا بینی از گرد هیجا چو میغ بگیرند گردت بزوبین و تیغ
بدنبال غارت نراند سپاه که خالی بماند پس پشت شاه

سپه را نگهبانی شهریار — به از جنگ در حلقهٔ کارزار

۱۴ - گفتار اندر حذر کردن از دشمنی که در طاعت آید

گرت خویش دشمن شود دوستدار — ز تلبیس ایمن مشو زینهار
که گردد درونش بکین تو ریش — چو یاد آیدش مهر پیوند خویش
بد اندیش را لفظ شیرین مبین — که ممکن بود زهر در انگبین
کسی جان از آسیب دشمن ببرد — که مر دوستان را به دشمن شمرد
نگهدارد آن شوخ در کیسه دُر — که بیند همه خلق را کیسه بُر
سپاهی که عاصی شود از امیر — ورا تا توانی بخدمت مگیر
ندانست سالار خود را سپاس — ترا هم ندارد ز غدرش هراس
بسوگند و عهد استوارش مدار — نگهبان پنهان برو برگمار
نو آموز را ریسمان کن دراز — نه بگسل که دیگر نه بینیش باز
چو اقلیم دشمن بجنگ و حصار — گرفتی بزندانیانش سپار
چو پرگندگی از دست دشمن دیار — رعیت بسامان تر از وی بدار
که گر باز کوبد در کارزار — برآرند عام از دماغش دمار
وگر شهریان را رسانی گزند — در شهر بر روی دشمن مبند
مگو دشمن تیغ زن بر در است — که هم باز دشمن بشهر اندر است
بتدبیر جنگ بد اندیش کوش — مصالح بیندیش و نیت بپوش
منه در میان راز با هر کسی — که جاسوس هم کاسه دیدم بسی

سکندر که با شرقیان حرب داشت / در خیمه گویند در غرب داشت
چو بهمن بزاولستان خواست شد / چپ آوازه افگند و از راست شد
اگر جز تو داند که عزم تو چیست / بران رای و دانش بباید گریست
حذر کن ز پرخاش و کین آوری / که عالم بزیر نگین آوری
چو کاری برآید بلطف و خوشی / چه حاجت به تندی و گردن کشی
نخواهی که باشد دلت دردمند / دل دردمندان برآور ز بند
ببازو توانا نباشد سپاه / برو همت از ناتوانان بخواه
دعای ضعیفان امیدوار / ز بازوی مردی برآید بکار
هر آنکه استعانت بدرویش برد / اگر بافریدون زد از پیش برد

باب دوم در احسان

اگر هوشمندی بمعنی گرای / که معنی بماند نه صورت بجای
کرا دانش و جود و تقوی نبود / بصورت درش هیچ معنی نبود
کسے خسپد آسوده در زیر گل / که خسپند ازو مردم آسوده دل
غم خویش در زندگی خور که خویش / بمرده نپردازد از حرص خویش
زر و نعمت اکنون بده کان تست / که بعد از تو بیرون ز فرمان تست
نخواهی که باشی پراگنده دل / پراگندگان را ز خاطر مهل
پریشان کن امروز گنجینه چیست / که فردا کلیدش نه در دست تست
تو باخود ببر توشهٔ خویشتن / که شفقت نیاید ز فرزند و زن

کسی گوی دولت ز دنیا برد | که با خود نصیبی به عقبی برد
به غمخوارگی چون سر انگشت من | نخارد کسی در جهان پشت من
مکن بر کف دست نه هر چه هست | که فردا به دندان بری پشت دست
بپوشیدن ستر درویش کوش | که ستر خدایت بود پرده پوش
مگردان غریب از درت بی نصیب | مبادا که گردی به درها غریب
بزرگی رساند بمحتاج خیر | که ترسد که محتاج گردد بغیر
بحال دل خستگان در نگر | که بار دل خسته باشی مگر
فروماندگان را درون شاد کن | ز روز فروماندگی یاد کن
نه خواهنده بر در دیگران | بشکرانه خواهنده از در مران

۳- حکایت عابد با شیّاد شوخ دیده

زبان دانی آمد بصاحبدلی | که محکم فرومانده ام در گلی
یکی سفله را ده درم بر من است | که دانگی از او بر دلم ده من است
همه شب پریشان از او حال من | همه روز چون سایه دنبال من
بکرد از سخنهای خاطر پریش | درون دلم چون در خانه ریش
خدایش مگر تا ز مادر بزاد | جز آن ده درم چیز دیگر نداد
نداند که از دفتر دین الف | نخوانده بجز باب لا ینصرف
در اندیشه ام تا کدامم کریم | از آن سنگدل دست گیرد بسیم
شنید این سخن پیر فرخ نهاد | درستی دو در آستینش نهاد

در افتاد در دست افسانه گوی / برون رفت از آنجا چو زر تازه روی
یکی گفت شیخ این ندانی که چیست / بر او گر بمیرد نباید گریست
گدائی که بر شیر نر زین نهد / ابوزید را اسپ و فرزین نهد
بر آشفت عابد که خاموش باش / تو مرد زبان نیستی گوش باش
اگر راست بود آنچه پنداشتم / ز خلق آبرویش نگهداشتم
اگر شوخ چشمی و سالوس کرد / الا تا نه پنداری افسوس کرد
که خود را نگهداشتم آبروی / ز دست چنان گربز یاوه گوی
بد و نیک را بذل کن سیم و زر / که این کسب خیر است و آن دفع شر
خنک آنکه در صحبت عاقلان / بیاموزد اخلاق صاحبدلان
گرت عقل و رای است و تدبیر و هوش / بعزت کنی پند سعدی بگوش
که اغلب درین شیوه دارد مقال / نه در چشم و زلف و بناگوش و خال

۳- حکایت کریم تنگدست با سائل

یکی را کرم بود و قوت نبود / کفافش بقدر مروت نبود
که سفله خداوند هستی مباد / جوانمرد را تنگدستی مباد
کسی را که همت بلند اوفتد / مرادش کم اندر کمند اوفتد
چو سیلاب ریزان که بر کوهسار / نگیرد همی بر بلندی قرار
نه در خورد سرمایه کردی کرم / تنک مایه بودی از این لاجرم
برش تنگدستی دو حرفی نبشت / که ای خوب فرجام فرخ سرشت

یکے دست گیرم بچندیں درم ‌ ‌ ‌ ‌ کہ چندے ست تا من بزنداں درم

بچشم اندرش قدر چیزے نبود ‌ ‌ ‌ ‌ ولیکن بدستش پشیزے نبود

بخصمان بندی فرستاد مرد ‌ ‌ ‌ ‌ کہ اے نیک نامانِ آزاد مرد

بدارید چنداں کف از دامنش ‌ ‌ ‌ ‌ وگر می گریزد ضماں بر منش

وزاں جا بزنداں درآمد کہ خیز ‌ ‌ ‌ ‌ وزیں شہر تا پائے داری گریز

چو گنجشک در باز دید از قفس ‌ ‌ ‌ ‌ قرارش نبود اندرو یک نفس

چو باد صبا زاں زمیں سیر کرد ‌ ‌ ‌ ‌ نہ سیرے کہ بادش رسیدے بگرد

گرفتند حالے جواں مرد را ‌ ‌ ‌ ‌ کہ حاصل کنی سیم یا مرد را

چو بیچارگاں راہِ زنداں گرفت ‌ ‌ ‌ ‌ کہ مرغ از قفس رفتہ نتواں گرفت

شنیدم کہ چندے دراں حبس ماند ‌ ‌ ‌ ‌ نہ رقعہ نبشت و نہ فریاد خواند

زماں ہا نیاسود و شبہا نخفت ‌ ‌ ‌ ‌ برو پارسائے گذر کرد و گفت

نہ پندارمت مال مردم خوری ‌ ‌ ‌ ‌ چہ پیش آمدت تا بزنداں دری

بگفتا کہ ہاں اے مبارک نفس ‌ ‌ ‌ ‌ نخوردم بحیلت گری مال کس

یکے ناتواں دیدم از بند ریش ‌ ‌ ‌ ‌ خلاصش ندیدم بجز بند خویش

ندیدم بنزدیک دانش پسند ‌ ‌ ‌ ‌ من آسودہ و دیگرے پائے بند

بمرد آخر و نیک نامی ببرد ‌ ‌ ‌ ‌ زہے زندگانی کہ نامش نمرد

تنِ زندہ دل خفتہ در زیر گل ‌ ‌ ‌ ‌ بہ از عالمے زندہ و مردہ دل

دل زندہ ہرگز نگردد ہلاک
تنِ زندہ دل گر بمیرد چہ باک

۴-حکایت

بنالید درویشے از ضعف حال ‌ ‌ ‌ برِ تند خوئے خداوند مال

نہ دینار دادش سیہ دل نہ دانگ ‌ ‌ ‌ برو زد بسر باری از طیرہ بانگ

دل سائل از جور او خوں گرفت ‌ ‌ ‌ سر از غم برآورد و گفت اے شگفت

توانگر ترش روے بارے چراست ‌ ‌ ‌ مگر می نترسد ز تلخی خواست

بفرمود کوتہ نظر تا غلام ‌ ‌ ‌ براندش بخواری و زجر تمام

بنا کردن شکر پروردگار ‌ ‌ ‌ شنیدم کہ برگشت ازو روزگار

بزرگیش سر در تباہی نہاد ‌ ‌ ‌ عطارد قلم در سیاہی نہاد

شقاوت نشاندش برہنہ چو سیر ‌ ‌ ‌ نہ بارش رہا کرد و نے بارگیر

فشاندش قضا بر سر از فاقہ خاک ‌ ‌ ‌ مشعبد صفت کیسہ و دست پاک

سراپاے حالش دگرگونہ گشت ‌ ‌ ‌ برین ماجرا مدتے برگذشت

غلامش بدست کریمے فتاد ‌ ‌ ‌ توانگر دل و دست روشن نہاد

بدیدار مسکین آشفتہ حال ‌ ‌ ‌ چناں شاد بودے کہ مسکیں بمال

شبانگہ یکے بر درش لقمہ جست ‌ ‌ ‌ ز سختی کشیدن قدمہاش سست

بفرمود صاحب نظر بندہ را ‌ ‌ ‌ کہ خوشنود کن مرد خواہندہ را

چو نزدیک بردش ز خواں بہرۂ ‌ ‌ ‌ برآورد بے خویشتن نعرۂ

شکستہ دل آمد بر خواجہ باز ‌ ‌ ‌ عیاں کرد اشکش بدیباچہ راز

بپرسید سالار فرخندہ خوے ‌ ‌ ‌ کہ اشکت ز جور کہ آمد بروے

بگفت اندرونم بشورید سخت ‌ ‌ ‌ بر احوال این پیر شوریدہ بخت

کہ مملوک وے بودم اندر قدیم — خداوند زر بود و املاک و سیم

چو کوتاہ شد دستش از عز و ناز — کند دست خواہش بدرہا دراز

بخندید و گفت اے پسر جور نیست — ستم بر کس از گردش دور نیست

نہ آں تنگ روزیست بازارگاں — کہ سودے سر از کبر بر آسماں

من آنم کہ آں روز م از در براند — بروز منش دور گیتی نشاند

نگہ کرد باز آسماں سوے من — فرو شست گرد غم از روے من

خدا از بحکمت ببندد درے — کشاید بفضل و کرم دیگرے

بسا مفلس و بینوا سیر شد — بسا کار منعم زبر زیر شد

۵- حکایت حاتم طائی وصفت جوانمردی وے

شنیدم در ایام حاتم کہ بود — بخیل اندرش باد پائے چو دود

صبا سرعتے رعد بانگ ادہمے — کہ بر برق پیشی گرفتے ہمے

بتگ ژالہ می ریخت بر کوہ و دشت — تو گفتی مگر ابر نیساں گذشت

یکے سیل رفتار ہاموں نورد — کہ باد از پیش باز ماندے چو گرد

بگفتند مردان صاحب علوم — سخنہاے حاتم بسلطان روم

کہ ہمتاے او در کرم مرد نیست — چو اسپش بجولان و ناورد نیست

بیاباں نوردے چو کشتی بر آب — کہ بالاے سیرش نپرد عقاب

بدستور دانا چنیں گفت شاہ — کہ دعوے خجالت بود بے گواہ

من از حاتم آں اسپ تازی نژاد — ق بخواہم گر او مکرمت کرد و داد

بدانم که در روے شکوه مهی ست ‎ وگر رو کند بانگ طبل تهی ست

رسول خردمند عالم یلے ‎ روان کرد و ده مرد همراه وے

زمین مرده و ابر گریان برو ‎ صبا کرده بار دگر جان درو

بمنزل گه حاتم آمد فرود ‎ بر آسوده چون تشنه بر زنده رود

سماطے بیفگند و اسپے بکشت ‎ بدامن شکر دادشان زر بمشت

شب آنجا ببودند و روز دگر ‎ بگفت آنچه دانست صاحب خبر

همی گفت و حاتم پریشان چو مست ‎ ز حسرت بدندان همی کند دست

که اے بهره ور موبد نیک نام ‎ چرا پیش ازینم نه دادی پیام

من آں باد رفتار دلدل شتاب ‎ ز بهر شما دوش کردم کباب

که دانستم از دست باران و سیل ‎ نشاید شدن در چراگاه خیل

بنوعے دگر روے و راهم نبود ‎ جز او بر در بارگاهم نبود

مروت ندیدم در آئین خویش ‎ که مهمان بخسپد دل از فاقه ریش

مرا نام باید در اقلیم فاش ‎ دگر مرکب نامور گو مباش

کسان را درم داد و تشریف و اسپ ‎ طبیعی ست اخلاق نیکو نه کسب

خبر شد بروم از جوان مرد طے ‎ هزار آفرین گفت بر طبع وے

ز حاتم بدین نکته راضی مشو ‎ ازین نغز تر ماجرائے شنو

۲- حکایت در آزمودن بادشاه یمن حاتم را بآزادمردی

ندانم که گفت این حکایت بمن ‎ که بودست فرمان دهے در یمن

زنام آوراں گوے دولت ربود — کہ در گنج بخشی نظیرش نبود
تواں گفت اورا سحاب کرم — کہ دستش چو باراں فشاندے درم
کسے نام حاتم نبردے برش — کہ سودا نرفتے ازو بر سرش
کہ چند از مقالات آں باد سنج — کہ نے ملک دارد نہ فرماں نہ گنج
شنیدم کہ جشنے ملوکانہ ساخت — چو چنگ اندراں بزم خلقے نواخت
در ذکر حاتم کسے باز کرد — دگر کس ثنا گفتن آغاز کرد
حسد مرد را بر سر کینہ داشت — یکے را بخون خوردنش برگماشت
کہ تا ہست حاتم در ایام من — نخواہد بہ نیکی شدن نام من
بلا جوے راہ بنی طے گرفت — بکشتن جواں مرد را پے گرفت
جوانے بره پیشش باز آمدش — کزو بوے انسے فراز آمدش
نکو روے و دانا و شیریں زباں 12 — برخویش برد آں شبش میہماں
کرم کرد و غم خورد و پوزش نمود — بد اندیش را دل بہ نیکی ربود
نہادش سحر بوسہ بر دست و پاے — کہ نزدیک ما چند روزے بپاے
بگفتا نیارم شد ایدر مقیم — کہ در پیش دارم مہمے عظیم
بگفت ار نہی با من اندر میاں — چو یاران یک دل بکوشم بجاں
بمن دار گفت اے جوانمرد گوش — کہ دانم جوانمرد را پردہ پوش
دریں بوم حاتم شناسی مگر — کہ فرخندہ نام ست و نیکو سیر
سرش پادشاہ یمن خواستہ است — ندانم چہ کیں درمیاں خاستہ است
بگردم رہنمائی بدانجا کہ اوست — ہمیں چشم دارم ز لطف تو دوست

بخندید برنا که حاتم منم — سر اینک جدا کن به تیغ از تنم

نباید که چون صبح گردد سفید — گزندت رسد یا شوی ناامید

چو حاتم به آزادگی سر نهاد — جوان را برآمد خروش از نهاد

به خاک اندر افتاد و بر پای جست — گهش خاک بوسید و گه پا و دست

بینداخت شمشیر و ترکش نهاد — چو فرمان بران دست برکش نهاد

که گر من گلی بر وجودت زنم — نه مردم که در کیش مردان زنم

دو چشمش ببوسید و در بر گرفت — وز آنجا طریق یمن برگرفت

ملک در میان دو ابروی مرد — بدانست حالی که کاری نکرد

بگفتش بیا تا چه داری خبر — چرا سر نه بستی به فتراک بر

مگر بر تو نام‌آوری حمله کرد — نیاوردی از ضعف تاب نبرد

جوانمرد شاطر زمین بوسه داد — ملک را ثنا گفت و تمکین نهاد

بدو گفت کی شاه باورد و هوش — از این در سخنهای حاتم نیوش

که دریافتم حاتم نامجوی — هنرمند و خوش منظر و خوبروی

جوانمرد و صاحب خرد دیدمش — به مردانگی فوق خود دیدمش

مرا بار لطفش دوتا کرد پشت — به شمشیر احسان و فضلم بکشت

بگفت آنچه دید از کرمهای وی — شهنشه ثنا گفت بر آل طی

فرستاده را داد مهر درم — که مهرست بر نام حاتم کرم

مر او را رسد گر گواهی دهند — که معنی و آوازه اش همرهند

۷- گفتار اندر هیبت ملوک و سیاست ملک

بگفتیم در باب احسان بسی ولیکن نه شرط است با هر کسی
بخور مردم آزار را خون و مال که از مرغ برکنده به پر و بال
کسی را که با خواجهٔ تست جنگ بدستش چرا می دهی چوب و سنگ
بر انداز بیخی که خار آورد درختی بپرور که بار آورد
کسی را بده پایهٔ مهتران که بر کهتران سر ندارد گران
مبخشای بر هر کجا ظالمی ست که رحمت برو جور بر عالمی ست
جهان سوز را کشته بهتر چراغ یکی به در آتش که خلقی بداغ
هر آنگه که بر دزد رحمت کنی ببازوی خود کاروان میزنی
جفا پیشگان را بده سر بباد ستم بر ستم پیشه عدل ست و داد

باب سوم در عشق

۱- حکایت در معنی قدم درست مردان

قضا را من و پیری از فاریاب رسیدیم در خاک مغرب بآب
مرا یک درم بود برداشتند بکشتی و درویش بگذاشتند
سیاهان براندند کشتی چو دود که آن ناخدا ناخدا ترس بود

مرا گریہ آمد ز تیمار جفت — بر آں گریہ قہقہہ بخندید و گفت
مخور غم برائے من اے پر خرد — مرا آں کس آرد کہ کشتی برد
بگسترد سجادہ بر روئے آب — خیال ست پنداشتم یا بخواب
ز مدہوشیم دیدہ آں شب نخفت — نگہ بامداداں بمن کرد و گفت
عجب ماندی اے یار فرخندہ رائے — ترا کشتی آورد و مارا خدائے
چرا اہل صورت بدیں نگروند — کہ ابدال بر آب و آتش روند
نہ طفلے کز آتش ندارد خبر — نگہدار دش مادر مہرور
پس آناں کہ در وجد مستغرق اند — چنیں داں کہ منظور عین الحق اند
نگہدارد از تاب آتش خلیل — چو تابوت موسیٰ از غرقاب نیل
چو کودک بدست شناور برست — نترسد وگر دجلہ پہنا ورست
تو بر روئے دریا قدم چوں زنی — چو مرداں کہ بر خشک تر دامنی

۲- گفتار اندر معنی فنائے موجودات با کبریائے باری عز اسمہ

رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست — بر عارفاں جز خدا ہیچ نیست
تواں گفتن ایں با حقائق شناس — ولے خردہ گیرند اہل قیاس
کہ پس آسماں و زمیں چیستند — بنی آدم و دام و دد کیستند
پسندیدہ پرسیدی اے ہوشمند — بگویم گر آید جوابت پسند
کہ ہاموں و دریا و کوہ و فلک — پری و آدمی زاد و دیو و ملک
ہمہ ہر چہ ہستند ازاں کمتر اند — کہ با ہستیش نام ہستی برند

عظیم ست پیش تو دریا بموج — بلندست گردون گردان به اوج
ولی اهل صورت کجا پی برند — که ارباب معنی به ملکی درند
که گر آفتاب ست یک ذره نیست — وگر هفت دریاست یک قطره نیست
چو سلطان عزت علم برکشد — جهان سر بجیب عدم درکشد

۳- حکایت دانشمند به اتابک سعد بن زنگی غفر الله له

ثنا گفت بر سعد زنگی کسی — که بر تربتش باد رحمت بسی
درم داد و تشریف و بنواختش — بقدر هنر پایگه ساختش
چو الله و بس دید بر نقش زر — بشورید و برکند خلعت ز بر
ز سوزش چنان شعله در جان گرفت — که برجست و راه بیابان گرفت
یکی گفتش از همنشینان دشت — چه دیدی که حالت دگرگونه گشت
تو اول زمین بوسه دادی سه جای — نبایستی آخر زدن پشت پای
بخندید کاول ز بیم و امید — همی لرزه بر تن فتادم چو بید
بآخر ز تمکین الله و بس — نه چیزم بچشم اندر آمد نه کس

باب چهارم در تواضع

۱- حکایت عیسی علیه السلام و عابد پارسا

شنیدستم از راویان کلام — که در عهد عیسی علیه السلام

یکی زندگانی تلف کرده بود   به جهل و ضلالت سر آورده بود

دلیری سیه نامهٔ سخت دل   ز ناپاکی ابلیس از وی خجل

بسر برده ایام بی حاصلی   نیاسوده تا بوده از وی دلی

سرش خالی از عقل و پُر ز احتشام   شکم فربه از لقمه‌های حرام

به ناراستی دامن آلوده‌ای   به ناداشتی دوده اندوده‌ای

نه پایی چو بینندگان راست رو   نه گوشی چو مردم نصیحت شنو

چو سال بد از وی خلائق نفور   نمایان بهم چون مه نو ز دور

هوا و هوس خرمنش سوخته   جوی نیکنامی نیندوخته

سیه نامه چندان تنعم براند   که در نامه جای نبشتن نماند

گنهکار خودرای و شهوت پرست   به غفلت شب و روز مخمور و مست

شنیدم که عیسی درآمد ز دشت   به مقصورهٔ عابدی برگذشت

ز سر آمد از غرفه خلوت نشین   به پایش در افتاد سر بر زمین

گنهکار برگشته اختر ز دور   چو پروانه حیران در ایشان ز نور

تأمل بحسرت کنان شرمسار   چو درویش در دست سرمایه دار

خجل زیر لب عذرخواهان بسوز   ز شبهای در غفلت آورده روز

سرشک غم از دیده باران چو میغ   که عمرم بغفلت گذشت ای دریغ

برانداختم نقد عمر عزیز   به دست اندر از نیکوئی نیست چیز

چو من زنده هرگز مبادا کسی   که مرگش به از زندگانی بسی

برست آنکه از عهد طفلی بمرد   که پیرانه سر شرمساری نبرد

گناهم ببخش اے جہاں آفریں — کہ گر با من آید فبئس القریں

دریں گوشہ نالاں گنہگار پیر — کہ فریاد عالم رس اے دستگیر

نگوں ماندہ از شرمساری سرش — رواں آب حسرت بہ سیلاب برش

وزاں نیمہ عابد سر پر غرور — ترش کردہ بر فاسق ابرو ز دور

کہ ایں مدبر اندر پے ما چراست — نگوں بخت نادان چہ ہمجنس ماست

بگردن بر آتش در افتادهٔ — بہ باد ہوا عمر در دادهٔ

چہ خیر آمد از نفس تر دامنش — کہ صحبت بود با مسیح و منش

چہ بودے کہ زحمت ببردے ز پیش — بہ دوزخ برفتے پس کار خویش

ہمی رنجم از طلعت ناخوشش — مبادا کہ در من فتد آتشش

بہ محشر کہ حاضر شود انجمن — خدایا! تو با او مکن حشر من

دریں بد کہ وحی از جلیل الصفات — در آمد بہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

کہ گر عالم است آں وگر وے جہول — مرا دعوت ہر دو آمد قبول

تبہ کردہ ایّام برگشتہ روز — بنالید بر من بزاری و سوز

بہ بیچارگی ہر کہ آمد برم — نیندازمش ز آستان کرم

عفو کردم از وے عملہائے زشت — در آرم بہ فضل خودش در بہشت

وگر عار دارد عبادت پرست — کہ در خلد با وے بود ہم نشست

بگو ننگ از و در قیامت مدار — کہ آں را بہ جنّت برند ایں بہ نار

کہ آں را جگر خوں شد از سوز و درد — گر ایں تکیہ بر طاعت خویش کرد

ندانست در بارگاہ غنی — کہ بیچارگی بہ ز کبر و منی

کرا جامه پاک است و سیرت پلید ‌‌ در دوزخش را نباید کلید

برین آستان عجز و مسکینیست ‌‌ به از طاعت و خویشتن بینیست

چو خود را ز نیکان شمردی بدی ‌‌ نمی‌گنجد اندر خدائی خودی

اگر مردی از مردی خود مگوی ‌‌ نه هر شهسواری بدر برد گوی

پیاز آمد آن بی‌هنر جمله پوست ‌‌ که پنداشت چون پسته مغزی دروست

ازین نوع طاعت نیاید بکار ‌‌ برو عذر تقصیر طاعت بیار

نخورد از عبادت بر آن بی‌خرد ‌‌ که با حق نکو بود و با خلق بد

سخن ماند از عاقلان یادگار ‌‌ ز سعدی همین یک سخن یاد دار

گنهگار اندیشه ناک از خدای ‌‌ به از پارسای عبادت نمای

۳- حکایت دانشمند درویش و قاضی متکبر

فقیهی کهن جامهٔ تنگ دست ‌‌ در ایوان قاضی بصف بر نشست

نگه کرد قاضی در او تیز تیز ‌‌ معرّف گرفت آستینش که خیز

ندانی که برتر مقام تو نیست ‌‌ فروتر نشین یا برو یا بایست

بجای بزرگان دلیری مکن ‌‌ چو سر پنجه‌ات نیست شیری مکن

نه هر کس سزاوار باشد بصدر ‌‌ کرامت به جاهست و منزل بقدر

دگر ره چه حاجت به پند کس است ‌‌ همین شرمساری عقوبت بس است

به عزت هر آن کو فروتر نشست ‌‌ بخواری نیفتد ز بالا به پست

چو آتش بر آورد درویش دود ‌‌ فروتر نشست از مقامی که بود

فقیهاں طریق جدل ساختند لم ولا نسلم در انداختند

گشادند باهم در فتنه باز به لا و نعم کرده گردن فراز

تو گفتی خروساں شاطر به جنگ فتادند باهم به منقار و چنگ

یکے بیخود از خشمناکی چو مست یکے بر زمیں میزدے هر دو دست

فتادند در عقدهٔ پیچ پیچ که در حل آں ره نبردند هیچ

کہن جامه اندر صف آخریں به غرّش در آمد چو شیر عریں

که برهان قوے باید و معنوی نه رگهاے گردن به حجّت قوی

مرا نیز چوگان حرف است و گوے بگفتند ار نیک دانی بگوے

به کلک فصاحت بیانی که داشت به دلها چو نقش نگیں برنگاشت

سر از کوے صورت بمعنی کشید قلم بر سر حرف دعوے کشید

بگفتند از هر کنار آفریں که بر عقل و طبعت هزار آفریں

سمند سخن تا بجاے براند که قاضی چو خر در وحل باز ماند

بروں آمد از طاق و دستار خویش به اکرام و لطفش فرستاد پیش

که هیهات قدرے تو نشناختم به شکر قدومت نپرداختم

دریغ آیدم با چنیں مایه که بینم ترا در چنیں پایه

معرف بدلداری آمد برش که دستار قاضی نهد بر سرش

بدست و زباں منع کردش که دور منه بر سرم پاے بند غرور

که فردا شود بر کهن میزراں به دستار پنجه گزم سرگراں

چو مولام خوانند و صدر کبیر نمایند مردم به چشمم حقیر

تفاوت کند هرگز آب زلال — گرش کوزه زرین بود یا سفال
خرد باید اندر سر مرد و مغز — نباید مرا چون تو دستار نغز
کس از سر بزرگی نباشد به چیز — کدو سر بزرگ است و بی مغز نیز
میفراز گردن به دستار و ریش — که دستار پنبه است و سبلت حشیش
به صورت کسانیکه مردم وشند — چو صورت همان به که دم درکشند
به قدر هنر جست باید محل — بلندی و نحسی مکن چون زحل
نئے بوریا را بلندی نکوست — که خاصیت نیشکر خود دروست
بدین عقل و همت نخوانم کست — وگر میرود صد غلام از پست
چه خوش گفت خرمهره در گلے — چو برداشتش پر طمع جاهلے
مرا کس نخواهد خریدن به هیچ — به دیوانگی در حریرم مپیچ
نه منعم بمال از کسے بهتر است — خر ار جل اطلس بپوشد خر است
بدین شیوه مرد سخن گوے چست — به آب سخن کینه از دل بشست
دل آزرده را سخت باشد سخن — چو خصمت بیفتاد سستی مکن
چو دستت رسد مغز دشمن برآر — که فرصت فرو شوید از دل غبار
چناں ماند قاضی بجورش اسیر — که گفت اِنَّ هٰذا لَیَوْمٌ عَسِیر
بدنداں گزید از تعجب یدین — که ماندش درو دیده چوں فرقدین
وز آنجا جواں روے همت بتافت — بروں رفت و بازش نشاں کس نیافت
غریو از بزرگانِ مجلس بخاست — که گوئی چنیں شوخ چشم از کجاست
نقیب از پیش رفت و هر سو دوید — که مردے بدیں نعت و صورت که دید

یکی گفت ازین نوع شیرین نفس ، درین شهر سعدی شناسیم و بس
بر آن صد هزار آفرین کاین بگفت ، حق تلخ بین تا چه شیرین بگفت

۴۔ حکایت در توبه کردن پادشاهزاده گنجه

یکی پادشه زادهٔ گنجه بود ، که نااهل و ناپاک و سرپنجه بود
به مسجد در آمد سرایان و مست ، می اندر سر و ساتگینی بدست
به مقصوره در پارسائی مقیم ، زبانی دلاویز و قلبی سلیم
تنی چند بر گفت او مجتمع ، چو عالم نباشی کم از مستمع
چو بی عزتی پیشه کرد آن حرون ، شدند آن عزیزان خراب اندرون
چو منکر بود پادشه را قدم ، که یارد زد از امر معروف دم
تحکم کند سیر بر بوی گل ، فرو ماند آواز چنگ از دهل
گرت نهی منکر برآید ز دست ، نشاید چو بی دست و پایان نشست
وگر دست قدرت نداری بگوی ، که پاکیزه گردد به اندرز خوی
چو دست و زبان را نماند مجال ، بهمت نمایند مردی رجال
یکی پیش دانای خلوت نشین ، بنالید و بگریست سر بر زمین
که یکبار آخر برین رند مست ، دعا کن که ما بی زبانیم و دست
دمی سوزناک از دلی با خبر ، قوی تر که هفتاد تیغ و تبر
برآورد مرد جهاندیده دست ، چه گفت ای خداوند بالا و پست
خوش است این پسر وقتش از روزگار ، خدایا همه وقت او خوش بدار

کسی گفتش ای قدوهٔ راستی — بدین بد چرا نیکوئی خواستی
چو بد عهد را نیک خواهی ز بهر — چه بد خواستن بر سر خلق و شهر
چنین گفت بینندهٔ تیز هوش — چو سر سخن در نیابی بکوش
به طامات مجلس بیاراستم — ز داد آفرین توبه اش خواستم
که هرگه که باز آید از خوی زشت — به بخشش رسد جاودان در بهشت
چنین پیشه وراست عیش مدام — بترک اندرش عیشهاست مدام
حدیثی که مرد سخن ساز گفت — یکی زان میان با ملک بازگفت
ز وجد آب در چشمش آمد چو میغ — بیارید بر چهره سیل دریغ
به نیران شوق اندرونش بسوخت — چنین دیده بر پشت پایش بدوخت
بر شیخ مخضر فرستاد کس — که در توبه گویان که فریاد رس
قدم رنجه فرمای تا سر نهم — سر جهل و ناراستی بر نهم
دو رویه ستادند بر در سپاه — سخن پرور آمد در ایوان شاه
شکر دید و عناب و شمع و شراب — ده از نعمت آباد و مردم خراب
یکی غایب از خود یکی نیم مست — یکی شعر گویان صراحی بدست
ز سوئی برآورده مطرب خروش — ز دیگر سو آواز ساقی که نوش
حریفان خراب از می لعل رنگ — سر چنگی از خواب در بر چو چنگ
نبود از ندیمان گردن فراز — بجز نرگس آنجا کسی دیده باز
دف و چنگ با یکدگر سازگار — برآورده زیر از میان ناله زار
بفرمود و درهم شکستند خرد — مبدل شد آن عیش صافی بدرد

شکستند چنگ و گسستند رود — بدر کرد گوینده از سر سرود

بمیخانه در سنگ بر دن زدند — کدو را نشاندند و گردن زدند

روان خمر و چنگ اوفتاده نگون — تو گفتی شدست از بط کشته خون

خم آبستن خمر نه ماهه بود — دران فتنه دختر بینداخت زود

شکم تا بنافش دریدند مشک — قدح را بر او چشم خونین به اشک

بفرمود تا سنگ صحن سرای — بکندند و کردند نو باز جای

که گلگونهٔ خمر یاقوت فام — به شستن نمی‌شد ز روی رخام

عجب نیست بالوعه گر شد خراب — که خورد اندران روز چندان شراب

دگر هر که بربط گرفتی بکف — قفا خوردی از دست مردم چو دف

وگر فاسقی چنگ بردی بدوش — بمالیدی اورا چو طنبور گوش

جوانی سر از کبر و پندار مست — چو پیران به کنج عبادت نشست

پدر بارها گفته بودش بهول — که پاکیزه رو باش و شایسته قول

جفای پدر برد و زندان و بند — چنان سودمندش نیامد که پند

گرش سخت گفتی سخن گوی سهل — که بیرون کن از سر جوانی و جهل

خیال غرورش بران داشتی — که درویش را زنده نگذاشتی

سپر نفگند شیر غران ز جنگ — نیندیشد از تیغ بران پلنگ

به نرمی ز دشمن توان کرد دوست — چو با دوست سختی کنی دشمن اوست

چو سندان کسی سخت روئی نکرد — که خایسک تادیب بر سر نخورد

بگفتن درشتی مکن با امیر — چو بینی که سختی کند سست گیر

به اخلاق با هر که بینی بساز   اگر زیردست است وگر سرفراز
که این گردن از نازکی برکشد   بگفتار خوش وآن سر اندر کشد
بشیرین زبانی توان برد گوی   که پیوسته تلخی برد تندخوی
تو شیرین زبانی ز سعدی بگیر   ترش روی را گو به تلخی بمیر

باب ششم در قناعت

خدا را ندانست و طاعت نکرد   که بر بخت و روزی قناعت نکرد
قناعت توانگر کند مرد را   خبر کن حریص جهانگرد را
سکونی بدست آور ای بی ثبات   که بر سنگ گردان نروید نبات
مپرور تن ار مرد رای و هشی   که او را چو می‌پروری می‌کشی
خردمند مردم هنر پرورند   که تن پروران از هنر لاغرند
کسی سیرت آدمی گوش کرد   که اول سگ نفس خاموش کرد
خور و خواب تنها طریق دد است   برین بودن آیین نابخرد است
خنک نیکبختی که در گوشه   بدست آرد از معرفت توشه
بر آنان که شد سر حق آشکار   نکردند باطل برو اختیار
تو خود را از آن در چه انداختی   که چه را ز ره باز نشناختی
بر اوج فلک چون پرد جره باز   که در شهپرش بسته سنگ آز
بکم کردن از عادت خویش خورد   توان خویشتن را ملک خوی کرد
کجا سیر وحشی رسد در ملک   نشاید پرید از ثری تا فلک

نخست آدمی سیرتی پیشه کن — پس آنگه ملک خوئی اندیشه کن
تو بر کرّه توسنی بر کمر — نگه تا نپیچد ز حکم تو سر
که گر پالهنگ از کفت در گسیخت — تن خویشتن کشت و خون تو ریخت
باندازه خور زاد اگر مردمی — چنین پر شکم آدمی یا خمی
درون جای ذکر است و قوت و نفس — تو پنداری از بهر نانست و بس
کجا ذکر گنجد در انبان آز — بسختی نفس می کند پا دراز
ندارند تن پروران آگهی — که پر معده باشد ز حکمت تهی
دو چشم و شکم پر نگردد بهیچ — تهی بهتر این روده پیچ پیچ
چو دوزخ که سیرش کنند از وقید — دگر بانگ دارد که هل من مزید
همی میرد عیسی از لاغری — تو در بند آنی که خر پروری
بدین ای فرومایه دنیا مخر — چو خر با انجیل عیسی مخر
مگر می ندانی که دد را و دام — نینداخت جز حرص خوردن بدام
پلنگی که گردن کشد بر وحوش — بدام افتد از بهر خوردن چو موش
چو موش آنکه نان و پنیرش خوری — بدامش در افتی و تیرش خوری

باب هشتم در بیان فضیلت شکر

۱ — حکایت

نفس می نیارم زد از شکر دوست — که شکری ندانم که درخورد اوست

عطایی است هر موی از و بر تنم — چگونه بهر موی شکری کنم
ستایش خداوند بخشنده را — که موجود کرد از عدم بنده را
کرا قوت وصف احسان اوست — که اوصاف مستغرق شان اوست
بدیعی که شخص آفریند ز گل — روان و خرد بخشد و هوش و دل
ز پشت پدر تا بپایان شیب — نگه تا چه تشریف دادت ز غیب
چو پاک آفریدت بهش باش و پاک — که ننگ است ناپاک رفتن بخاک
پیاپی بیفشان از آیینه گرد — که مصقل نگیرد چو زنگار خورد
چو روزی بسعی آوری سوی خویش — مکن تکیه بر زور بازوی خویش
چرا حق نمی بینی ای خودپرست — که بازو بگردش درآورد دست
چو آید بکوشیدنت خیر پیش — بتوفیق حق دان نه از سعی خویش
بسرپنجگی کس نبردست گوی — سپاس خداوند توفیق گوی
تو قائم بخود نیستی یک قدم — ز غیبت مدد میرسد دم بدم
نه طفل زبان بسته بودی ز لاف — همی روزی آمد بجوفش ز ناف
چو نافش بریدند روزی گسست — به پستان مادر در آویخت دست
غریبی که رنج آردش دهر پیش — بدارو دهند آبش از شهر خویش
پس او در شکم پرورش یافت است — ز انبوب معده خورش یافت است
دو پستان که امروز دلخواه اوست — دو چشمه هم از پرورشگاه اوست
کنار و بر مادر دلپذیر — بهشت است پستان درو جوی شیر
درختست بالای جان پرورش — ولد میوهٔ نازنین در برش

نه رگهای پستان درون دل است   پس ار بنگری شیر خون دل است
بجوشش فرو برده دندان چو نیش   سرشته در او مهر غمخوار خویش
چو بازو قوی کرد و دندان سطبر   براندایدش دایه پستان بصبر
چنان حرصش از شیر خامش کند   که پستان شیرین فرامش کند
تو نیز اے که در توبه طفل راه   بصبرت فراموش گردد گناه

۲- گفتار اندر نظر صاحبدلان در حق نه در اسباب

سرشت است باری شفا در نبات   اگر شخص را مانده باشد حیات
عسل خوش کند زندگان را مزاج   ولے درد مردن ندارد علاج
رمق مانده را که جان از بدن   برآمد چه سود انگبین در دهن
یکے گرز فولاد بر مغز خورد   کسے گفت صندل بمالش بدرد
ز پیش خطر تا توانی گریز   ولیکن مکن با قضا پنجه تیز
درون تا بود قابل شرب و اکل   بدان تازه روئی ست و پاکیزه شکل
خراب آنگه این خانه گردد تمام   که باهم نسازند طبع و طعام
مزاجت تر و خشک و گرم است و سرد   مرکب ازیں چار طبع است مرد
یکے زیں چو بر دیگرے یافت دست   ترازوے عدل طبیعت شکست
وگر باد سرد از نفس نگذرد   تف سینه جان در خروش آورد
وگر دیگ معده بجوشد طعام   تن نازنیں را شود کار خام
در اینان نه بندد دل اهل شناخت   که پیوسته باهم نخواهند ساخت

توانائی تن مدان از خورش — که لطف حقت می دهد پرورش
بحقش که گر دیده بر تیغ و کارد — نهی حق شکرش نیاید گذارد
چو روی بخدمت نهی بر زمین — خدا را ثنا گوی و خود را مبین
گدائی است تسبیح و ذکر و حضور — گدا را نباید که باشد غرور
گرفتم که خود خدمتی کردهٔ — نه پیوسته اقطاع او خوردهٔ

۳- گفتار در سابقهٔ ازل و توفیق خیر

نخست او ارادت بدل برنهاد — پس این بنده بر آستان سر نهاد
گر از حق نه توفیق خیرے رسد — کے از بنده خیرے بغیرے رسد
زبان را چه بینی که اقرار داد — ببین تا زبان را که گفتار داد
در معرفت دیدهٔ آدمی است — که بگشاده بر آسمان و زمی است
کیت فهم بودے نشیب و فراز — گر این در نکردے بروے تو باز
سر آورد و دست از عدم در وجود — درین جود بنهاد و در وے سجود
وگر نه کے از دست جود آمدے — محال است کز سر سجود آمدے
بحکمت زبان داد و گوش آفرید — که باشند صندوق دل را کلید
وگر نه زبان قصه برداشتے — کس از سر دل کے خبر داشتے
وگر نیستے سعی جاسوس گوش — خبر کے رسیدے بسلطان هوش
مرا لفظ شیرین خواننده داد — ترا سمع دراک داننده داد
مدام این دو چون حاجبان بردرند — ز سلطان بسلطان خبر می برند

چه اندیشی از خود که فعلم نکوست | ازان درنگه کن که تقدیر اوست
همه بوستان بان با ایوان شاه | به تحفه ثمر هم ز بستان شاه

9.X.46

باب نهم در توبه

الا ای که عمرت بهفتاد رفت | مگر خفته بودی که بر باد رفت
همه برگ بودن همی ساختی | بتدبیر رفتن نپرداختی
قیامت که بازار مینو نهند | منازل باعمال نیکو دهند
بضاعت بچندانکه آری بری | وگر مفلسی شرمساری بری
که بازار چندانکه آگنده تر | تهیدست را دل پراگنده تر
ز پنجه درم پنج اگر کم شود | دلت ریش سرپنجهٔ غم شود
چو پنجاه سالت برون شد ز دست | غنیمت شمر پنج روزی که هست
اگر مرده مسکین زبان داشتی | بفریاد و زاری فغان داشتی
که ای زنده چون هست امکان گفت | لب از ذکر چون مرده برهم مخفت
چو ما را بغفلت بشد روزگار | تو باری دمی چند فرصت شمار

باب دهم در مناجات

بیا تا برآریم دستی ز دل | که نتوان برآورد فردا ز گل

بفصل خزاں در نہ بینی درخت — کہ بے برگ ماند ز سرمائے سخت
برآرد تہی دستہائے نیاز — ز رحمت نہ گردد تہیدست باز
مپندار ازیں در کہ ہرگز نہ بست — کہ نومید گردد برآوردہ دست
ہمہ طاعت آرند و مسکیں نیاز — بیا تا بدرگاہ مسکیں نواز
چو شاخ برہنہ برآریم دست — کہ بے برگ ازیں بیش نتواں نشست
خداوندگارا نظر کن بجود — کہ جرم آمد از بندگاں در وجود
گناہ آید از بندۂ خاکسار — بامید عفو خداوندگار
کریما برزق تو پروردہ ایم — بانعام و لطف تو خو کردہ ایم
گدا چوں کرم بیند و لطف و ناز — نگردد ز دنبال بخشندہ باز
چو مارا بدنیا تو کردی عزیز — بعقبیٰ ہمیں چشم داریم نیز
عزیزی و خواری تو بخشی و بس — عزیز تو خواری نہ بیند ز کس
خدایا بعزت کہ خوارم مکن — بذل گنہ شرمسارم مکن
مسلط مکن چوں منے بر سرم — ز دست تو بہ گر عقوبت برم
بگیتی بتر زیں نباشد بدے — جفا بردن از دست ہمچوں خودے
مرا شرمساری ز روے تو بس — دگر شرمسارم مکن پیش کس
گرم بر سر افتد ز تو سایۂ — سپہرم بود کمتریں پایۂ
اگر تاج بخشی سر افرازدم — تو بردار تاکس نیند ازدم

۲-حکایت

تنم می بلرزد چو یاد آورم — مناجات شوریدۂ در حرم

بجل

که می گفت با حق بزاری بسی — میفگن که دستم نگیرد کسی

بلطفم بخوان یا بران از درم — ندارد بجز آستانت سرم

تو دانی که مسکین و بیچاره ایم — فرو مانده با نفس اماره ایم

نمی تازد این نفس سرکش چنان — که عقلش تواند گرفتن عنان

که با نفس و شیطان بر آید بزور — نبرد پلنگان نیاید ز مور

بمردان راهت که راهی بده — وزین دشمنانم پناهی بده

خدایا بذات خداوندیت — باوصاف بی مثل و مانندیت

به لبیک حجاج بیت الحرام — بمدفون یثرب علیه السلام

به تکبیر مردان شمشیر زن — که مرد وغا را شمارند زن

بطاعات پیران آراسته — بصدق جوانان نو خاسته

که ما را در آن ورطه یک نفس — ز ننگ دو گفتن بفریاد رس

امیدست از آنان که طاعت کنند — که بی طاعتان را شفاعت کنند

بپاکان کز آلایشم دور دار — وگر زلتی رفت معذور دار

بپیران پشت از عبادت دوتا — ز شرم گنه دیده بر پشت پا

که چشمم ز روی سعادت مبند — زبانم بوقت شهادت مبند

چراغ یقینم فرا راه دار — ز بد کردنم دست کوتاه دار

بگردان ز نادیدنی دیده ام — مده دست بر ناپسندیده ام

من آن ذره ام در هوای تو نیست — وجود و عدم در ظلامم یکیست

ز خورشید لطفت شعاعی بسم — که جز در شعاعت نبیند کسم

پسی را نگه کن که بهتر کس است ‌ ‌ ‌ گدا را ز شاه التفاتی بس است

مرا گر بگیری به انصاف و داد ‌ ‌ ‌ بنالم که عفوم نه این وعده داد

خدایا بذلت مران از درم ‌ ‌ ‌ که صورت نه بندد در دیگرم

ور از جهل غایب شدم روز چند ‌ ‌ ‌ کنون کآمدم در برویم مبند

چه عذر آرم از ننگ تر دامنی ‌ ‌ ‌ مگر عجز پیش آورم کای غنی

فقیرم بجرم گناهم مگیر ‌ ‌ ‌ غنی را ترحم بود بر فقیر

چرا باید از ضعف حالم گریست ‌ ‌ ‌ اگر من ضعیفم پناهم قویست

خدایا بغفلت شکستیم عهد ‌ ‌ ‌ چه زور آورد با قضا دست جهد

چه برخیزد از دست تدبیر ما ‌ ‌ ‌ همین نکته بس عذر تقصیر ما

همه هرچه کردم تو برهم زدی ‌ ‌ ‌ چه قوت کند با خدائی خودی

نه من سر ز حکمت بدر می برم ‌ ‌ ‌ که حکمت چنین می رود بر سرم



قصائد

قصائد۔ قصیدہ کی جمع ہے۔ لغت میں اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہونا۔ چونکہ قصیدہ سے شاعر کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ کسی کی تعریف یا مذمت کی طرف متوجہ ہو اس لئے اس کا یہ نام رکھا گیا۔

قصیدہ کی ایجاد فارسی میں رودکی نے کی ہے۔ جس کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی ہے۔

قصیدہ کی دو قسمیں ہیں۔ خطابیہ۔ تمہیدیہ۔

خطابیہ۔ وہ قصیدہ ہے جس میں کوئی تمہید نہ ہو ابتدا ہی سے تعریف وغیرہ جو مقصود ہو شروع کر دیں۔

تمہیدیہ۔ وہ قصیدہ ہے جس میں پہلے چند اشعار بطور تمہید کے کہیں اس کے بعد مدح ممدوح وغیرہ شروع کریں۔ قصیدہ تمہیدیہ کے لئے چند چیزیں ضروری ہیں۔

۱۔ ممدوح کی شان کے مطابق تمہید لکھنا۔

۲۔ تمہید کے بعد مناسب طریقہ سے مدح ممدوح کی طرف متوجہ ہونا۔ اس توجہ کو تخلص یا گریز کہتے ہیں۔

۳۔ پہلے ممدوح کی ضمیر غائب سے تعریف کریں۔ پھر خطاب کر کے چند اشعار کہیں۔ اور اسی سلسلہ میں اپنا مقصود ظاہر کریں۔ پھر دو تین شعر دعا

ہیں کہہ کر قصیدہ تمام کریں۔

۴۔ قصیدہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ الفاظ بہت ہی شان و شوکت کے ہوں۔ اور جوش اور درد سے بھرے ہوئے ہوں۔

قصائد سعدی

شیخ نے قصیدہ میں کچھ زیادہ نام و شہرت حاصل نہیں کی۔ اس لئے کہ انھوں نے مدح و ستائش کے طریقہ مروجہ کو مکروہ سمجھ کر اختیار نہیں کیا۔ مگر چونکہ اس زمانہ کے موافق ایک ایسے نامور شاعر کو جیسے کہ شیخ تھے کچھ نہ کچھ قصیدے کے نام سے لکھنا ضروری تھا۔ اس لئے کچھ قصائد لکھے ہیں۔ جو پہلے قصیدہ گویوں کی طرز سے بالکل مغائر ہیں۔

شیخ سے پہلے یعنی منصور بن مہدی عباسی خلیفہ بغداد کے زمانے کے شعرا کو قصیدہ گوئی اور مداحی میں گراں بہا انعام ملنے لگے تھے ایک ایک شعر پر لاکھ درہم شاعروں کو مل جاتے تھے۔ خلفا اور امرا کو اپنی تعریف سننے کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ عباسیوں کے علاوہ اور سلسلوں میں بھی مداحوں کی نہایت قدر کی جاتی تھی۔ ایسی حالت میں شیخ کو بھی سلاطین اور امرا کی تعریف میں قصیدہ کا لکھنا ضروری تھا۔ مگر طریق مداحی کا اس زمانے میں جو طرز تھا اس کو اختیار کرنا شیخ کی اپنی آزاد اور حق گو طبیعت کے اعتبار سے بہت دشوار تھا۔ خصوصاً سادہ بیانی جو اُن کی طبیعت میں ودیعت کی گئی تھی۔ اُن تکلفات لا یعنی سے جو قصیدہ

سے لوازمات سے بچے مانع تھی۔ وہ مبالغہ اور خوشامد کو نہایت ناپسند کرتے تھے۔

شیخ نے قصائد بھی اُسی شیریں زبانی اور سادہ بیانی اور بے تکلفی کے ساتھ لکھے ہیں۔ جو اُن کے کلام کی عام خاصیت ہے۔ اُن کے قصائد سے کمال آزادی اور حق گوئی ثابت ہوتی ہے۔ اُنھوں نے اکثر قصیدے اور ترجیع بند وغیرہ محض محبت اور خلوص اور دل جوش سے لکھے ہیں نہ خوشامد کی راہ سے نہ صلے اور انعام کی امید سے۔

اُنھوں نے جو قصیدے سلاطین عہد اور حکام وقت کی شان میں لکھے ہیں اُن کے اسلوب بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل دنیا کی تنبیہ اور نصیحت و پند کے لئے قصیدے کو اُن کے خطاب کرنے کا ایک ذریعہ قرار دیا تھا۔ کیونکہ وہ بالکل مواعظ و نصائح سے بھرے ہوئے ہیں۔

شیخ پہلا شخص ہے جس نے شاعری کا صحیح استعمال کیا۔ سب سے بڑی چیز جو شیخ کے خصوصیات شاعری سے ہے آزادی ہے اُنھوں نے سلاطین و امرا کی مدح کی ہے مگر نہایت آزادی سے اُن کے سطوت و جبروت یا حرص و طمع کا کوئی اثر اُن پر نہیں آنے پاتا۔

ابوبکر سعد زنگی شیخ کا خاص ممدوح تھا۔ اتابکان شیراز کے گورنر سے بھی اُن کو خاص تعلق تھا۔ ابن سعد کے مقابلہ میں بھی شیخ نے اپنی آزادی قائم رکھی۔ جب ہلاکو خاں نے بغداد کو تاراج کیا تو ابوبکر نے

مبارکباد کے لئے سفارت بھیجی۔ مگر شیخ نے بغداد کی تباہی اور خلیفہ مستعصم باللہ کے قتل کا مرثیہ لکھا اور اس قدر پُر اثر لکھا کہ لوگوں کے دل دہل گئے۔

اتابکوں کی مدح میں شیخ کے متعدد قصیدے ہیں۔ ہر قصیدہ [illegible] نہایت دلیری سے اس کو نصیحت کی ہے۔ شیخ کی شاعری عموماً جذبات سے لبریز ہے۔ وہ شاعری رسم و تقلید کی حیثیت سے نہیں کرتے تھے۔ بلکہ جب کوئی جذبہ پیدا ہوتا تھا اس وقت شعر کہتے تھے۔ اسی لئے اس کا اثر پڑتا تھا۔

قصائد سعدی کے حسب ذیل عنوانات ہیں

۱۔ خدا کی تعریف اور اس کی شکر گزاری میں۔
۲۔ وعظ و نصیحت۔
۳۔ معشوق کے خد و خال کی تعریف۔
۴۔ مناظر قدرت اور فصل بہار وغیرہ کی مصوری۔
۵۔ اُن اُمرا اور بادشاہوں کی تعریف جن کو شیخ سے عقیدت یا [illegible] تھی۔ مگر جو قصیدے اُمرا وغیرہ کی تعریف میں ہیں ان میں گنتی کے چند اشعار تعریف کے ہیں باقی سب وعظ و نصیحت ہیں۔ اور نصیحت بھی اسی طرح کہ کلام پر ذرہ برابر سلاطین و اُمرا کی حمایت کا اثر نہیں۔

انتخاب از قصائد سعدی

در حمد باری عز اسمه

فضل خدای را که تواند شمار کرد
تا کیست آنکه شکر یکی از هزار کرد

آن صانع لطیف که بر فرش کائنات
چندین هزار صورت الوان نگار کرد

ترکیب آسمان و طلوع ستارگان
از بهر عبرت نظر هوشیار کرد

بحر آفرید و بر و درختان و آدمی
خورشید و ماه و انجم و لیل و نهار کرد

الوان نعمتی که نشاید سپاس گفت
اسباب راحتی که نشاید شمار کرد

آثار رحمتی که جهان سر بسر گرفت
احمال منتی که فلک زیر بار کرد

مسمار کوهسار به نطع زمین بدوخت
تا فرش خاک بر سر آب استوار کرد

اجزای خاک مرده بتشریف آفتاب
بستان و میوه و چمن و لاله زار کرد

ابر آب داد بیخ درختان مرده را
شاخ برهنه پیرهن نوبهار کرد

چندین هزار منظر زیبا بیافرید
تا کیست کو نظر ز سر اعتبار کرد

توحید گوی او نه بنی آدمند و بس
هر بلبلی که زمزمه بر شاخسار کرد

شکر کدام فضل بجای آورد کسی
حیران بماند هر که درین افتکار کرد

گوئی روا هم روح که در کالبد دمید
یا عقل ارجمند که با روح یار کرد

لال است در دهان بلاغت زبان وصف
از غایت کرم که نهان آشکار کرد

سر چیست تا بطاعت او بر زمین نهیم
جان در رهش دریغ نباشد نثار کرد

بخشنده‌ای که سابقهٔ فضل و رحمتش
ما را بحسن عاقبت امیدوار کرد

پرهیزگار باش که دادار آسمان
فردوس جای مردم پرهیزگار کرد

نابرده رنج گنج میسر نمی‌شود
مزد آن گرفت جان برادر که کار کرد

هر کو عمل نکرد و عنایت امید داشت
دانه نکشت ابله و دخل انتظار کرد

دنیا که جسر آخرتش خواند مصطفیٰ
جای نشست نیست نباید قرار کرد

دارالقرار خانهٔ جاوید آدمی است
این جای رفتن است نشاید قرار کرد

چند استخوان که هاون دوران روزگار
خردش چنان بکوفت که خاکش غبار کرد

ظالم بمرد و قاعدهٔ زشت از او بماند
عادل برفت و نام نکو اختیار کرد

عیسی بعزلت از همه عالم کناره جست
قارون ز دین برآمد و دنیا قرار کرد

محبوبش آرزوی دل اندر کنار کرد
بازی رکیک بود که موشی شکار کرد

ما اعتماد بر کرم مستعان کنیم
کان تکیه باد بود که بر مستعار کرد

بعد از خدای هر چه پرستند هیچ نیست
بی‌دولت آنکه بر همه هیچ اختیار کرد

وین گوی دولتست که بیرون نمی‌برد
الا کسی که در ازلش بختیار کرد

بیچاره آدمی چه تواند سپر کرد
چون هر چه بود نیست قضا کردگار کرد

او پادشاه و بنده و نیک و بد آفرید
بدبخت و نیک‌بخت و گرامی و خوار کرد

سعدی بهر نفس که برآید دو در سحر
چون صبح در بسیط زمین انتشار کرد

هر بنده که خاتم دولت بنام اوست
در گوش دل نصیحت او گوشوار کرد

بالا گرفت و خلعت والا امید داشت — هر شاعری که مدح ملوک و دیار کرد
شاید که التفات کند خلعت مزید — سعدی که شکر نعمت پروردگار کرد

در صفت ربیع

بامدادان که تفاوت نکند لیل و نهار — خوش بود دامن صحرا و تماشای بهار
صوفی از صومعه گو خیمه بزن بر گلزار — وقت آن نیست که در خانه نشینی بیکار
کوه و دریا و درختان همه در تسبیح اند — نه همه مستمعی فهم کنند این اسرار
بلبلان وقت گل آمد که بنالند از شوق — نه کم از بلبل مستی تو بنال ای هشیار
آفرینش همه تنبیه خداوند دل است — دل ندارد که ندارد به خداوند اقرار
این همه نقش عجب بر در و دیوار وجود — هر که فکرت نکند نقش بود بر دیوار
خبرت هست که مرغان چمن می‌گویند — کای خفته سر از بالش غفلت بردار
هر که امروز نبیند اثر قدرت او — غالب آن است که فرداش نبیند دیدار
تا کی آخر چو بنفشه سر غفلت در پیش — حیف باشد که تو در خوابی و نرگس بیدار
که تواند که دهد میوهٔ رنگین از چوب — یا که داند که برآرد گل صد برگ از خار
وقت آن است که داماد گل از حجلهٔ غیب — بدر آید که درختان همه کردند نثار
آدمی زاده اگر در طرب آید چه عجب — سرو در باغ برقص آمده و بید و چنار
باش تا غنچهٔ سیراب دهن باز کند — بامدادان چو سر نافهٔ آهوی تتار
مژدگانی که گل از غنچه برون می‌آید — صد هزار اقچه بریزند عروسان بهار
باد گیسوی عروسان چمن شانه کند — بوی نسرین و قرنفل برود در اقطار

20.1.4[illegible]

ژاله بر لاله فرود آمده هنگام سحر
راست چون عارض گلبوی عرق کرده یار

باد بوی سمن آورد و گل و سنبل و بید
در دکان به چه رونق بگشاید عطار

خیری و خطمی و نیلوفر و بستان افروز
نقشهایی که در او خیره بماند ابصار

ارغوان ریخته بر درگه خضرای چمن
همچنان است که بر تخته دیبا دینار

این هنوز اول آذار جهان افروز است
باش تا خیمه زند دولت نیسان و ایار

شاخها دختر دوشیزه باغ اند هنوز
باش تا حامله گردند بالوان ثمار

عقل حیران شود از خوشه زرین عنب
فهم عاجز شود از حقه یاقوت انار

بندهای رطب از نخل فرود آویزند
نقشبندان قضا و قدر شیرین کار

تا شب تار شود سایه انبوه درخت
زیر هر برگ چراغی بنهند از گلنار

سیب را هر طرفی داده طبیعت رنگی
هم بدان گونه که گلگونه کند روی نگار

شکل امرود تو گویی که ز شیرینی و لطف
کوزه چند نبات است معلق بر بار

[illegible] انجیر چه طفلی اگر همانا که [illegible]
حبشی بچه اش کند در عسل شهد بکار

آب در پای ترنج و به و بادام روان
همچو در زیر درختان بهشتی انهار

گر نظر باز کنی و طلعت نارنج ببین
ایکه باور نکنی فی الشجر الاخضر نار

پاک و بی عیب خدایی که بتقدیر عزیز
ماه و خورشید مسخر کند و لیل و نهار

پادشاهی بدستور کند یا گنجور
نقشبندی نه بشنگرف کند و یا زنگار

چشمه از سنگ برون آرد و باران از میغ
انگبین از مگس نحل و در از دریا بار

گر چه بسیار بگفتیم درین باب سخن
وندکی بیش نگفتیم هنوز از بسیار

تا قیامت سخن اندر کرم و رحمت او
همه گویند و یکی گفته نیاید ز هزار

آن که باشد که نبندد کمر طاعت او — جای آنست که کافر بگشاید زنار
نعمتت بار خدایا ز عدد بیرونست — شکر انعام تو هرگز نکند شکر گزار
این همه پرده که بر کرده ما میپوشی — گر به تقصیر بگیری نگذاری دیار
نا امید از در لطف تو کجا شاید رفت — تاب قهر تو نداریم خدایا زنهار
فعلها بینکه از ما دیدی و نپسندیدی — بخداوندی خود پرده بپوش ای ستار
سعدیا راست روان گوی سعادت بردند — راستی کن که بمنزل نرسد کج رفتار
حیفا از این عمر گرانمایه که در لهو برفت — یا رب از هر چه خطا رفت هزار استغفار
درد پنهان بتو گوییم که خداوند منی — یا نگوییم که تو خود مطلعی بر اسرار

در مدح اکیانو

بس بگردید و بگردد روزگار — دل بدنیا در نه بندد هوشیار
ای که دستت میرسد کاری بکن — پیش از آن کز تو نیاید هیچ کار
اینکه در شهنامها آورده اند — رستم و اسکند و اسفندیار
تا بدانند این خداوندان ملک — کز بسی خلق است دنیا یادگار
اینهمه رفتند و ما ای شوخ چشم — هیچ نگرفتیم از ایشان اعتبار
ایکه وقتی نطفه بودی در شکم — وقت دیگر طفل بودی شیرخوار
مدتی بالا گرفتی تا بلوغ — سرو بالایی شدی سیمین عذار
همچنین تا مرد نام آور شدی — فارس میدان و مرد کارزار
انچه دیدی برقرار خود نماند — انچه بینی هم نماند برقرار

دیروزود این شکل و شخص نازنین — باد خواهد برد خاکش را غبار
گل نخواهد چید بیشک باغبان — ور نچیند خود فرو ریزد ز بار
این همه هیبت چون می بگذرد — تخت و بخت و امر و نهی و گیر و دار
نام نیکو گر بماند زآدمی — به کزو ماند سرای زرنگار
سال دیگر را که میداند حساب — تا کجا رفت آنکه با ما بود پار
خفتگان بیچاره در خاک لحد — خفته اندر کلهٔ سر سوسمار
صورت زیبای ظاهر هیچ نیست — ای برادر سیرت زیبا بیار
هیچ میدانی خرد به یا روان — من بگویم گر بداری استوار
آدمی را عقل باید در بدن — ورنه جان در کالبد دارد حمار
پیش زان کز دست تو بیرون برد — گردش گیتی زمام اختیار
گنج شاهی در طلب رنج ببر — خرمنی می بایدت تخمی بکار
چون خداوندت بزرگی داد و حکم — خرده از خردان مسکین درگذار
چون زبردستیت بخشید آسمان — زیردستان را همیشه نیک دار
عذرخواهان را خطاکاری ببخش — زینهاری را بجان ده زینهار
شکر نعمت را تو نیکو کن که حق — دوست دارد بندگان حق گذار
لطف او لطفیست بیرون از حساب — فضل او فضلیست افزون از شمار
گر بهر موئی زبانی باشدت — شکر یک نعمت نگوئی از هزار
نام نیک رفتگان ضایع مکن — تا بماند نام نیکت برقرار
ملک بانان را نشاید روز و شب — گاهی اندر خمر و گاهی در خمار

کام مسکینان و درویشان برآر
تا همه کامت برآرد کردگار

با غریبان لطف بی اندازه کن
تا بماند نام نیکت در دیار

زور بازو داری و شمشیر تیز
گر جهان لشکر بگیرد غم مدار

از درون خستگان اندیشه کن
وز دعای مردم پرهیزگار

منجنیق آه مظلومان بصبح
سخت گیرد ظالمان را در حصار

با بدان بد باش و با نیکان نکو
جای گل گل باش و جای خار خار

دیو با مردم نیامیزد مترس
بل بترس از مردمان دیوسار

هر که دد یا مردم بد پرورد
دیر زود از جان برآرندش دمار

با بدان چندانکه نیکوئی کنی
قتل مار افسای نباشد جز بمار

ای که داری چشم عقل و گوش هوش
پند من در گوش کن چون گوشوار

نشکند عهد من الا سنگدل
نشنود قول من الا بختیار

پادشاهان را ثنا گویند و مدح
من دعایی میکنم درویش وار

شهریا چندانکه میدانی بکوش
حق نشاید گفتن الا آشکار

هر کرا خوف و طمع در کار نیست
از خطا باکش نباشد وز تتار

دولت نوشین اعظم شهریار
باد تا باشد بقای روزگار

خسرو عادل امیر نامور
انکیانو خسرو عالی تبار

شمها سعدی سپاس نعمتت
کی تواند گفت چون سعدی هزار

یا رب اندر کار ما کن یک نظر
پیش از آن کز ما نیاید هیچ کار

در موعظت و نصیحت

ایها الناس جهان جای تن آسانی نیست
مرد دانا به جهان داشتن ارزانی نیست

خفتگان را چه خبر از زمزمهٔ مرغ سحر
حیوان را خبر از عالم انسانی نیست

داروی تربیت از پیر طریقت بستان
کادمی را بتر از علت نادانی نیست

روی اگر چند پریچهره و زیبا باشد
نتوان دید در آیینه که نورانی نیست

شب مردان خدا روز جهان افروز است
روشنان را بحقیقت شب ظلمانی نیست

پنجهٔ دیو به بازوی ریاضت بشکن
کاین به سرپنجگی ظاهر جسمانی نیست

طاعت آن نیست که بر خاک نهی پیشانی
صدق پیش آر که اخلاص به پیشانی نیست

حذر از پیروی نفس که در راه خدای
مردم افکن‌تر از این غول بیابانی نیست

عالم و عابد و صوفی همه طفلان رهند
مرد اگر هست بجز عالم ربانی نیست

با تو ترسم نکند شاهد روحانی روی
کالتماس تو بجز لذت نفسانی نیست

خانه پر گندم و یک جو نفرستاده بگور
غم مرگت چو غم برگ زمستانی نیست

ببری مال مسلمان و چو مالت ببرند
بانگ و فریاد برآری که مسلمانی نیست

آخری نیست تمنای سر و سامان را
سر و سامان به ازین بی سر و سامانی نیست

هر کس از دزد بقدر سر گنجی دارد
عارفان جمع نکردند پریشانی نیست

هر کرا خیمه بصحرای فراغت زده‌اند
گر جهان جمله بلرزد غم ویرانی نیست

یک نصیحت ز سر صدق جهانی ارزد
بشنو از در همه فایده جسمانی نیست

حاصل عمر تلف کرده و ایام بلهو
بگذرانیده بجز حیف و پشیمانی نیست

سعدیا گرچه سخنداں و مصالح گوئی ۱۵ بعمل کار برآید بسخندانی نیست
تا بخرمن نرسد دست امیدے که تراست ۱۶ چارهٔ کار بجز دیدهٔ بارانی نیست
گه گدائی کنی از درگه آنکس بارے ۱۷ که گدایانِ درش را سر سلطانی نیست
یارب از نیست بهست آمدهٔ صنع توایم ۱۸ وانچه هست از نظرِ علم تو پنهانی نیست
گر برانی وگرم بندهٔ مخلص خوانی ۱۹ روے نومیدیم از حضرتِ سبحانی نیست
ناامید از درِ لطفِ تو کجا شاید رفت ۲۰ تو بخشائے که درگاهِ ترا ثانی نیست

در موعظت

دنیا نیرزد آنکه پریشاں کنند دلے زنهار بد مکن که نکرد ست عاقلے
این پنج روز مهلتِ ایام آدمی آزار مرد ماں نکند جز مغفّلے
بارے نظر بحالِ عزیزان رفته کن تا مجمل وجود بہ بینی مفصّلے
آں پنجهٔ کماں کش و انگشت خط نویس هر بند او فتاده بجائے و مفصّلے
درویش و پادشه نشنیدم که کرده اند بیروں ازیں دو لقمهٔ روزی تناولے
زاں گنجهاے نعمت و خروارهاے مال با خویشتن بگور نبردند خردلے
از مال و جاه و منصب دنیا و تخت و بخت بهتر ز نام نیک نکردند حاصلے
بعد از هزار سال که نوشیرواں گذشت گویند ازو هنوز که بوده است عادلے
اے آنکه خانه بر ره سیلاب می کنی بر خاک رود خانه نباشد معوّلے
دل در جهاں مبند که با کس وفا نکرد هرگز نبوده در زماں بے تبدلے
مرگ از تو دور نیست وگر هست فی المثل هر روز بازمیرودت پیش منزلے

بنیاد خاک بر سر آبست ازین سبب / بیرون نباشد از خللی یا تزلزلی

دنیا مثال بحر عمیق است پر نهنگ / آسوده عارفان که گرفتند ساحلی

دانا چه گفت گفت چو عزلت ضرورت است / من خود باعتبار نشینم بمنزلی

یعنی خلاف رای خداوند حکمت است / امروز خانه کردن و فردا تحولی

آنگه که سر ببالش گوریم نهند باز / از من چه بالشی که بماند ز مخملی

بعد از خدای هرچه تصور کنی بعقل / تا چارسش آخر نیست همیدون که اولی

خواهی که رستگار شوی راستکار باش / تا عیب جوی را نرسد بر تو مدخلی

تیر از کمان چو رفت نیاید بشست باز / پس واجب است در همه کاری تأملی

باید که قهر و لطف بود پادشاه را / ورنی پسرش نشود حل مشکلی

وقتی بلطف گوی که سالار قوم را / با گفتگوی خلق بباید تحملی

وقتی بقهر گوی که صد کوزهٔ نبات / گه گه چنان بکار نیاید که حنظلی

مرد آدمی نباشد اگر دل نسوزدش / بارے که بیند او خرے اوفتاده در گلی

هرگز به پنج روز حیات گذشتنی / خرم کسی شود مگر از موت غافلی

نی کاروان برفت و تو خواهی مقیم ماند / ترتیب کرده اند ترا نیز محملی

گر من سخن درشت نگویم تو نشنوی / بیجهد از آئینه نبرد زنگ صیقلی

حق گویی را زبان ملامت بود دراز / حق نیست آنچه گفتم آنکه هست گو بلی

تو راست باش تا دگران راستی کنند / دانی که بی شطاره نرفتست جدولی

خاص از برای وسوسهٔ دیو نفس را / شاید گر این سخن بنویسی بهیکلی

تا هرچه گفته باشمت از تجربه حفظ / بعد از تو شرمسار نباشم بکاهلی

این نسخه بین که بخطش نظیر نیست
زان کیست در زمانه که دادار آسمان
[illegible] خطش آنکه بهر فضل و رای
[illegible] که هم ز نظم از فضل و طبع خویش
منشی [illegible] پیر او شد [illegible] چون پارس
عمرش دراز باد که گویم هزار سال
نقش [illegible] جهان و فرمان شریف باد
تا پایان [illegible] در آینه با مداد
[illegible] بوستان امید شگفته باد

مردم نخوان آنکه بخشش [illegible]
وادست مهر و را همه حسن و [illegible]
امروز در زمانه ندارد [illegible]
کس [illegible] آفتاب نگردد است مشغله
در فضل کیست آنکه ندارد [illegible]
زیرا که اهل حق نه پسندند [illegible]
تا بر سرش ز فضل بیازی [illegible]
هرگه که سر برآورد از بوستان [illegible]
سعدی و ماسه خیره گویان چه [illegible]



غزلیات

غزلیات۔ غزل کی جمع ہے۔ لغت میں غزل کے معنی ہیں عورتوں سے باتیں کرنی۔ اصطلاح میں وہ نظم جس میں عشق و محبت اور اس کے لوازم کا ذکر ہو۔ اگلوں کی غزلیں مسلسل ہوتی تھیں۔ جو مضمون مطلع سے شروع ہوتا تھا۔ مقطع تک چلا جاتا تھا۔ مگر متاخرین نے اس کا التزام چھوڑ دیا۔ ہر شعر کا مضمون جداگانہ لکھتے ہیں۔

غزلیات سعدی

شیخ کی غزلیات کے چار دیوان ہیں شیخ کے پہلے انوری۔ خاقانی۔ ظہیر فاریابی وغیرہ نے بھی غزلیں کہی ہیں۔ مگر ان کی غزلوں میں یہ لذت نہیں ہے۔ جو شیخ کی غزلوں میں ہے۔ انھوں نے اپنی جادو بیانی سے اس میں ایک خاص لذت پیدا کردی ہے۔ اس لئے ان کے دیوان کو اکثر تذکرہ نویسوں نے نمکدان شعرا لکھا ہے اور ان کو پیغمبر سخن۔

شعر

در شعر سہ کس پیمبرانند — ہر چند کہ لا نبی بعدی
ابیات و قصیدہ و غزل را — فردوسی و انوری و سعدی

شیخ کے غزلیات کی حسب ذیل خصوصیتیں ہیں

۱۔ اکثر غزل کی بحر اور زمین ایسی اختیار کرتے ہیں جو تغزل اور تغنی کے لئے بہت مناسب ہوتی ہے۔

۲۔ شیخ میں چونکہ طبعی عشق و محبت کا جذبہ موجود تھا۔ اس لئے وہ حسن و عشق۔ وصل و فراق۔ یاس و امید۔ صبر و مجبوری۔ وعدہ و انتظار اور دیگر لوازم عشق کی جو کیفیتیں بیان کرتے ہیں۔ ان میں بالکل تصنع نہیں پایا جاتا۔ اور سب ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ جو اس حالت میں ہر شخص پر گذرتی ہیں۔ اسی واسطے عشاق کے دل پر ان کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔

۳۔ اکثر وہ ایسے شعر کہتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص موقع ہے۔ اور وہاں جو حالت انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے یا جو کیفیت ان کے دل پر گذری ہے اس کو بیان کر رہے ہیں۔

۴۔ وہ اکثر حالات اور واردات کو جو ان کے دل پر گذرتی ہیں۔ تمثیلات میں بیان کر کے کلام کو نہایت بلیغ اور بلند کر دیتے ہیں۔

۵۔ شیخ کی غزل میں باوجود کمال سادگی اور صفائی کے اکثر نزاکت اور شوخی پائی جاتی ہے۔ جس سے قدما کی غزل معرا ہے۔

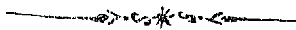
۶۔ سب سے بڑی بات جو شیخ اور قدما کی غزلوں میں مابہ الامتیاز

سبب وہ یہ ہے کہ شیخ کی غزل کا مدار زیادہ تر تصوف اور درویشی عشق
حقیقی کو مجازی کے پیرایہ میں ادا کرنا۔ اور شاہد مطلق کے
صفات کو زلف و خال اور لب و دندان وغیرہ سے تعبیر کرنا۔
کاملین اور عرفا و مشائخ پر رند اور بادہ خوار اور میفروش اور
پیر خرابات کے الفاظ اطلاق کرتے ہیں۔ اور اُن کے حالات اور
واردات کو شراب و نغمہ و دف و چنگ وغیرہ کے لباس میں ظاہر
کرنا۔ سلوک و فقر کے مدارج و مقامات یعنی صبر و رضا۔ تسلیم و
توکل و قناعت کو نئے نئے عنوان و اسلوب سے بیان کرنا۔ محتسب
اور زاہد و فقیہ اور ایسے لوگوں پر جو مذہب کے رو سے محل ادب
ہیں۔ طعن و تعریض کرنی اور غیر متشرع اور آزاد لوگ جو از روے
مذہب قابل توہین و مذمت ہیں۔ اُن کی خوبی ظاہر کرنی۔ دنیا کی
بے ثباتی اور انقلاب کو طرح طرح سے جتانا۔ ناصحوں کی نصیحت
سے نفرت اور رسوائی و بدنامی کی رغبت ظاہر کرنی عقل و دانش
کی جا بجا توہین۔ اور عشق مجازی کو عشق حقیقی کا زینہ قرار
دے کر اس کی تعریف کرنی۔ ساقی و مطرب کو بار بار پکارنا۔ اور
اُن سے شراب و نغمہ کا اس لئے طلبگار ہونا کہ دنیا کے تعلقات
سے انقطاع میسر آئے۔ بادِ صبا اور نسیم سحری اور بوے گل کو اکثر
مخاطب کرنا اور اُن کو قاصد اور پیغامبر ٹھہرا کر اپنی آرزوئیں اور
مرادیں اور حسرتیں اُن سے بیان کرنی وغیرہ۔ یہ تمام عنوان

ہر شخص کو مرغوب ہوتے ہیں۔ اس لئے عشق حقیقی کی واردات اور
کیفیات کو ان عنوانات کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔ تاکہ بیان زیادہ
دل آویز ہو جائے۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں   گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

شیخ کے بعد اوّل امیر خسرو دہلوی اور میر حسن دہلوی نے اس
خصوصیت میں شیخ کا تتبع کیا ہے۔ ان کے بعد خواجہ حافظ شیرازی نے
بھی غزل کی بنیاد زیادہ تر انہیں خیالات پر رکھی ہے۔ مگر ان میں
سے تصوف۔ دنیا کی بے ثباتی۔ اہل ظاہر پر خوردہ گیری وغیرہ بعض
مضامین ایسے ہیں جن کو خواجہ حافظ نے ایسی رونق دی ہے کہ
انہیں کا حصہ ہو گئے ہیں۔



انتخاب از غزلیات سعدی

ای که انکار کنی عالم درویشان را — تو چه دانی که چه سوداست و سر ایشان را
گنج آزادگی و کنج قناعت ملکیست — که به شمشیر میسر نشود سلطان را
طلب منصب فانی نکند صاحب عقل — عاقل آنست که اندیشه کند پایان را
جمع کردند و نهادند و به حسرت رفتند — وین چه دارد که به حسرت بگذارد آن را
آن بدر می رود از باغ به دلتنگی و داغ — وین به بازوی فرح می شکند زندان را
وعده گاهیست که تشویش قیامت باشد — مرغ آبی است چه اندیشه کند طوفان را
جان بیگانه ستاند ملک الموت به زجر — در حرم حاجت نه بود عاشق جان افشان را
چشم همت نه بدنیا که به عقبی نه بود — عارف عاشق شیدای سرگردان را
در ازل بود که پیمان محبت بستند — نشکند مرد اگرش سر برود پیمان را
عاشق سوخته بی سر و سامان بودم — گفتم ای یار بکن در سر کارت جان را
نفسی سر بدر آورد و ضعیف از سر درد — گفت بگذار من بی سر و بی سامان را
پند دلبند تو در گوش من آید هیهات — من که پرورده حکیم چه کنم درمان را

سعدیا عمر عزیز است به غفلت مگذار
وقت فرصت نشود فوت مگر نادان را

مشتاقی و صبوری از حد گذشت یارا — گر تو شکیب داری طاقت نماند ما را

یارب بچشم احسان در حال من نظر کن — کز خوان پادشاهان راحت رسد گدا را
سلطان که خشم گیرد بر بندگان حضرت — حکمش رسد ولیکن حدی بود جفا را
من بی تو زندگانی خود را نمی پسندم — کاسایشی نباشد بی دوستان بقا را
چون تشنه جان سپردم آنگه چه سود دارد — آب از دو چشم دادن بر خاک من گیا را
حال نیاز مندی در وصف می نیاید — آنگه که باز گردی گویم ماجرا را
بازآ و جان شیرین از من ستان بخدمت — دیگر چه برگ باشد درویش بینوا را
یارب تو آشنا را مهلت ده و سلامت — چندانکه باز بیند دیدار آشنا را

سعدی قلم بسختی رفتست و نیکبختی
پس هر چه پیشت آید گردن بنه قضا را

الغیاث من بسر کوی کسی افتاده است — که دران کوی چو من کشته بسی افتاده است
خبر ما برسانید بمرغان چمن — که هم آواز شما در قفسی افتاده است
به دلارام بگو ای نفس باد سحر — کار ما همچو سحر با نفسی افتاده است
پای بندی تو تحمل چه کند گر نکند — انگبین است که در وی مگسی افتاده است
همه کس عزم هوس باختن ما نکند — مگر آنکس که مرا هم هوسی افتاده است

سعدیا حال پراگنده گوی آن داند
که همه عمر بچوگان کسی افتاده است

آن را که جای نیست همه شهر جای اوست — درویش هر کجا که شب آمد سرای اوست
بی خانمان که هیچ ندارد بجز خدای — او را گدا مگوی که سلطان گدای اوست
مرد خدا بمشرق و مغرب غریب نیست — هر جا که میرود همه ملک خدای اوست

آن کز توانگری و بزرگی و خواجگی — بیگانه شد بهر که رسد آشنای اوست
کوتاه همتان همه راحت طلب کنند — عارف بلا که راحت او در بلای اوست
بگذار هرچه داری و بگذر که هیچ نیست — این پنج روز عمر که مرگ از قفای اوست
هر آدمی که کشتهٔ شمشیر عشق گشت — گو غم مخور که ملک ابد خونبهای اوست
از دست دوست هرچه ستانی شکر بود
سعدی رضای خود مطلب تا رضای اوست

نظر خدای بینان ز سر هوا نباشد — سفر نیازمندان ز سر خطا نباشد
همه وقت عارفان را نظر است و دیگران را — نظری معاف دارند و دوم روا نباشد
به نسیم صبح باید که بیدار زنده گردد — که جماد و مردگان را خبر از صبا نباشد
اگرت سعادتی هست که زنده دل بمیری — بحیاتی اوفتادی که دگر فنا نباشد
بکسی نگر که ظلمت بزداید از وجودت — نه کسی نعوذ بالله که در او صفا نباشد
تو خود از کدام شهری که ز دوستان نپرسی — مگر اندران ولایت که توئی وفا نباشد
اگرم تو خون بریزی بقیامتت نگیرم — که میان دوستان این همه ماجرا نباشد
تو گمان مبر که سعدی ز خطا ملول گردد
که گرش بی جنایت بکشی جفا نباشد

شب عاشقان بیدل چه شبی دراز باشد — تو بیا کز اول شب در صبح باز باشد
عجب است اگر توانم که سفر کنم ز کویت — به کجا رود کبوتر که اسیر باز باشد
ز محبتت نخواهم که نظر کنم برویت — که محب صادق آنست که پاکباز باشد
بکرشمهٔ عنایت نظری بسوی ما کن — که دعای دردمندان ز سر نیاز باشد

سخنی که نیست طاقت که ز خویشتن بپوشم — بکدام دوست گویم که محل راز باشد

نه چنین قیاس کردم چو تو دوستی گزینم — که ثنا و حمد گویم تو جفا و ناز باشد

دگرش چو باز بینی غم دل مگوی سعدی — که شب وصال کوته سخن دراز باشد

قدمی که برگرفتی بوفا و عهد یاران

اگر از بلا بترسی قدم مجاز باشد

یاران بود که صبر کند بر جفای یار — ترک رضای خویش کند در رضای یار

گر بی‌گناه عاشق صادق زنند تیغ — بیند خطای خویش نه بیند خطای یار

یار از برای نفس گرفتن طریق نیست — با نفس خویشتن بکشم از برای یار

یاران شنیده‌ام که بیابان گرفته اند — بی‌طاقت از ملامت خلق و خطای یار

من بر ندارم روی نهم آستان کوی دوست — من سر کجا نهم مگر آنجا که پای یار

گفتی هوای باغ در ایام گل خوش است — ما را بدر نمی‌رود از سر هوای یار

بستان بی مشاهده دیدار یار هیچ است — در صد هزار تخت گل بنشانی بجای یار

ای یار اگر بکشی و ره بیابان روی — یار عزیز را بپرسانی وفای یار

یار از درد عشق تو با کس حدیث نیست — با همنشین یار گفته شود ماجرای یار

هر کس میان جمع و سعدی بگوشه‌ای

بیگانه باشد از همه خلق آشنای یار

سالها بایستی که دل در وی نشسته ایم — با خبر آید که آشنا و در حضرتش بیگانه ایم

خویشتن سوزیم و جان بر سر نهاده شمع وار — هر کجا در مجلسی شمع است ما پروانه ایم

اهل دانش را در این گفتار با ما کار نیست — عاشقان را یک زبان داریم که دیوانه ایم

خلق می‌گویند جاه و فضل در فرزانگی است — گو مباش اینها که ما رندان نافرزانه‌ایم

از بیابان عدم وی آمد و فریاد شده — کمتر از عشقی نباید آشنا کامد بر بیگانه‌ایم

سعدیا گر بادهٔ صافیت باید باز گو

ساقیا باده که ما دردی کش میخانه‌ایم

سال‌ها در پی مقصود جهان گردیدیم — دوست در خانه و ما گرد جهان گردیدیم

خود سراپردهٔ قدرش ز مکان بیرون بود — آنکه ما در طلبش کون و مکان گردیدیم

گفته بودیم به خلوت که دگر می نخوریم — ساقیا باده بده کز سر آن گردیدیم

سعدیا لشکر خوبان به شکار دل ما

گو میا پیش که ما صید فلان گردیدیم

بگذار تا بگرییم چون ابر در بهاران — کز سنگ ناله خیزد روز وداع یاران

با ساربان بگویید احوال آب چشمم — تا بر شتر نبندد محمل به روز باران

هر کو شراب فرقت روزی چشیده باشد — داند که سخت باشد قطع امیدواران

بگذاشتند ما را در دیده آب حسرت — گریان چو در قیامت چشم گناهکاران

چندین که برشمردم از ماجرای عشقت — اندوه دل نگفتم الا یک از هزاران

ای صبح شب‌نشینان جانم به طاقت آمد — از بس که دیر ماندی چون شام روزه‌داران

سعدی به روزگاران مهری نشسته در دل

بیرون نمی‌توان کرد الا به روزگاران

[illegible] درد فراق — [illegible] درد فراق

[illegible] — [illegible] درد فراق

قبا بر قد سلطانان چنان زیبا نمی آید
که آن خلقان گرد آلود بر بالاے درویشاں

بهاے اسم فردوس آرند درویشاں معاذ الله
وگر خود جنة الماواے بود ماواے درویشاں

اگر از یک نیمه رو آرد سپاه مشرق و مغرب
دو دیگر نیمه بس باشد تن تنهاے درویشاں

کسے آزار درویشاں تواند جست لا والله
که گر خود زهر پیش آری بود حلواے درویشاں

تو زرداری و سرداری و سیم و سود سرمایه
کجا با اینهمه شغلت بود پرواے درویشاں

که حق جویند و حق دانند و حق بینند و حق خواهند
هر آں معنی که آید در دل داناے درویشاں

دو عالم چیست؟ تا در چشم ایشاں قیمتے دارد
دوئی هرگز نباشد در دل یکتاے درویشاں

سرانی و سیم و زر در باز و عقل و دین و دل سعدی
حریف اینست اگر داری سر سوداے درویشاں

بنده ام گر بلطف می خوانی
حاکمم گر بقهر می رانی

کس نشاید که بر تو بگزینم
که تو صورت بکس نمی دانی

ندهیمت بهرچه در عالم
ور تو ما را بهیچ بستانی

گفتم این درد عشق پنهاں را
به تو گویم که هم تو درمانی

باز گفتم چه حاجت است بقول
که تو خود در دلی و می دانی

نفس را عقل تربیت می کرد
که طبیعت عنان بگردانی

عشق دانی چه گفت تقوے را
پنجه با ما مکن که نتوانی

چه خبر دارد از حقیقت عشق
پاے بند هواے نفسانی

خود پرستاں نظر به شخص کنند
پاک بیناں بصنع یزدانی

شب قدرے بود که دست دهد
عارفاں را سماع روحانی

رقص وقتی مسلم است ترا — که آستین بر دو عالم افشانی
قصهٔ عشق را نهایت نیست — صبر پیدا و درد پنهانی

سعدیا دیگر این حدیث مگوی
تا نگویند قصه می خوانی

تو خود بصحبت امثال ما نپردازی — نظر بحال پریشان ما نیندازی
وصال ما و شما دیر متفق گردد — که من اسیر نیازم تو صاحب نازی
کجا بصید ملخ همتت فرود آید — بدین صفت که تو باز بلند پروازی
براستی که نه همباز تو بودم من — تو شوخ دیده مگس بین که می کند بازی
ز دست ترک خطائی کسے جفا چندین — نمی برد که من از دست ترک شیرازی
وگر هلاک منت درخورست باکے نیست — قتیل عشق شهید است و قاتلش غازی
کدام سنگدل است آنکه عیب من گوید — گر آفتاب ببینی چو موم بگدازی
میسرت نشود عاشقی و مستوری — که عاقبت بکند رنگ و روی غمازی
چه جرم رفت که با ما سخن نمی گوئی — چه دشمنی تو که با دوستان نمی سازی
من از فراق تو بیچاره سیل می بارم — مثال ابر بهارے تو خیل می سازی
هنوز با همه بدعهدیت دعاگویم — که گر بقهر برانی بلطف بنوازی

تو هیچ صاحب دیوان مکن که سعدی را
بیک ره از نظر خویشتن بیندازی

یارب از ما چه فلاح آید گر تو نپذیری — بخداوندی و لطفت که نظر باز نگیری
ور زو پنهان بتو گوییم که خداوند بصیری — یا نگوییم که تو خود واقف اسرار ضمیری

گر برانی بگناهان قبیح از در خویشم — هم بدرگاه تو آیم که لطیفی و خبیری

ور نومیدی ازین در برود بنده کجا جز — دیگرش جای نماند که تو بی شبه و نظیری

دست در دامن عفوت زنم و باک ندارم — که کریمی و رحیمی و علیمی و قدیری

خالق خلق و نگارندهٔ ایوان رفیعی — خالق صبح و برآرندهٔ خورشید منیری

حاجت موری و اندیشهٔ کمتر حیوانی — بر تو پوشیده نماند که سمیعی و بصیری

همه را خلق بخصمی بدر آیند یکی را — نه تفاوت کند آن را که تو مولا و نصیری

همه را بانگ مجاز است بزرگی و امیری — تو خداوند جهانی که نه فرزندی و وزیری

سعدیا من ملک الملکم غنی ام تو فقیری
چاره درویشی و عجز است گدائی و فقیری

تو از هر در که باز آئی بدین خوبی و زیبائی — دری باشد که از رحمت بروی خلق بگشائی

ملامت گوی بی حاصل ترنج از دست نشناسد — دران معرض که چون یوسف جمال خویش بنمائی

چو بلبل روی گل بیند زبانش در حدیث آید — مرا در رویت از حیرت فرو بسته است گویائی

تو صاحب منصبی از حال درویشان نیندیشی — تو خواب آلوده بر چشم بیداران نبخشائی

گمان از تشنگی بردم که دریا تا کمر باشد — چو پایابم برفت از دست دانستم که دریائی

تو خواهی آستین افشان و خواهی روی درهم کش — مگس جائی نخواهد رفت از دکان حلوائی

قیامت می کنی سعدی بدین شیرین سخن گفتن
مسلم نیست طوطی را بپیش تو شکرخائی

سرو سیمینا بصحرا می روی — نیک بدعهدی که بی ما می روی

گر تماشا می کنی در خود نگر — که بجز شهر زمین تماشا می روی

می نوازی بنده را یا می کشی　　می نشینی یک نفس یا می روی

ما خود اندر قید فرمان توایم　　تو کجا دیگر به یغما می روی

جان نخواهد بردن از تو هیچ دل　　شهر بگرفتی به صحرا می روی

گر قدم بر چشم من خواهی نهاد　　دیده بر ره می نهم تا می روی

دیدهٔ سعدی و دل همراه تست
تا نپنداری که تنها می روی

اگرم حیات بخشی وگرم هلاک خواهی　　سر بندگی به حکمت بنهم که پادشاهی

من اگر هزار خدمت بکنم گناهکارم　　تو اگر هزار چون من بکشی که بی گناهی

به کسی نمی توانم که شکایت تو گویم　　همه جانب تو خواهند و تو آن کنی که خواهی

تو به آفتاب مانی ز کمال حسن و طلعت　　که نظر نمی تواند که ببیندت کماهی

من اگر چنانکه نهی است نظر به دوست کردن　　همه عمر توبه کردم که نگردم از مناهی

به خدای اگر به دردم بکشی که برنگردم　　کسی از تو چون گریزد که تواش گریزگاهی

شبم ای نگار روشن که در انتظار رویت　　همه شب نخفت مسکین و بخفت مرغ و ماهی

دگر این شب درازت بکشد در آرزویت　　نه عجب که زنده گردم به نسیم صبحگاهی

غم عشق اگر بکوشم که ز دوستان بپوشم　　سخنان سوزناکم بدهد برو گواهی

حضری چو کلک سعدی همه روز در سیاحت
نه عجب گر آب حیوان بدر آمد از سیاهی

بسیار سفر باید تا پخته شود خامی　　صوفی نشود صافی تا در نکشد جامی

گر پیر مناجاتی ور رند خراباتی　　هر کس قلمی رفته است بر وی به سرانجامی

فردا که خلایق را دیوان جزا باشد — هر کس عملی دارد ما گوش بر انعامی

ای بلبل اگر نالی من با تو هم آوازم — تو عشق گلی داری من عشق گل اندامی

ای دردِ دل ریش من مهرت چو روان در تن — آخر ز دعاگوئی یاد آر به دشنامی

باشد که تو خود روزی از ما خبری پرسی — ورنه که برد هیهات از ما به تو پیغامی

سعدی بلب دریا دُردانه کجا یابی ؟
در کام نهنگان رو گر می طلبی کامی

هر روز باد می بَرد از بوستان گلی — مجروح می کند دل مسکین بلبلی

رنگیست داده پیکر و بوی است مشکبوی — هر لاله که می دمد از خاک و سنبلی

بالای خاک هیچ عمارت نکرده اند — کز وی به دیر و زود نباشد تحولی

مکروه طلعتی ست جهان فریبناک — هر بامداد کرده به شوخی تجملی

دی بوستان خرم و صحرای لاله زار — از بانگ مرغ در چمن افتاده غلغلی

وامروز خارهای مغیلان کشیده تیغ — گوئی که خود نبود درین بوستان گلی

دُنیا پلی است رهگذر دار آخرت
اهل تمیز خانه نگیرند بر پلی



رباعیات

رباعی کو فارسی میں ترانہ اور دوبیتی کہتے ہیں۔ اس کا موجد رودکی ہے۔ رُباعی کے چار مصرع ہوتے ہیں۔ ہر مصرعہ کا قافیہ اور وزن یکساں ہوتا ہے لیکن اگر تیسرے مصرع میں قافیہ نہ ہو تو کوئی عیب نہیں ہے۔ رُباعی کا دوسرا شعر پہلے سے بہتر ہونا چاہئے۔

حالات ابوسعید

ابوسعید فضل اللہ ابن ابوالخیر سنہ ۳۵۶ھ میں موضع منہ میں سرخراسان میں ایک گاؤں ہے پیدا ہوئے۔ شیخ ابوالفضل اور شیخ ابوالعباس کی صحبت سے بہت بڑے عارف کامل ہو گئے۔ جذب کی حالت میں جب کوئی خیال آتا تو رُباعی میں اُس کو ظاہر فرماتے۔ حاضرین اُس کو اپنی بیاضوں میں لکھ لیتے۔ سنہ ۴۴۰ھ میں اس جہان فانی سے عالم جاودانی تشریف لے گئے۔

انتخاب رباعیات

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ — گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

رباعی ۲

از بار گنہ شد تن مسکینم پست — یارب چہ شود اگر ہمراگیری دست

گر در عملم آنچه ترا شاید نیست		اندر کرمت آنچه مرا باید هست

رباعی ۳

مردان خدا ز خاکدان دگر اند		مرغان هوا ز آشیان دگر اند
منگر تو ازین چشم بدیشان کایشان		فارغ ز دو کون و در مکان دگر اند

رباعی ۴

با علم اگر عمل برابر گردد		کام دو جهان ترا میسر گردد
مغرور مشو بجود که خواندی ورقی		زان روز حذر کن که ورق برگردد

رباعی ۵

در خانهٔ خود نشسته بودم دلریش		وز بار گنه فگنده بودم سر پیش
آواز آمد که غم مخور اے درویش		تو در خور خود کنی و ما در خور خویش

رباعی ۶

هرگز نبود شکست کس مقصودم		آزرده نشد ز من دلی تا بودم
صد شکر که چشم عیب بینم کور است		شادم که حسود نیستم محسودم

رباعی ۷

دارم ز خدا خواهش جنات نعیم		زاهد به ثواب و من بر امید عظیم
من دست تهی میروم او تحفه بدست		تا زین دو کدام خوش کند طبع کریم

رباعی ۸

اے خالق ذوالجلال اے بار خدای		تا چند روم در بدر و جای بجای
یا خانهٔ امید مرا در بربند		یا قفل مهمات مرا در بکشای

حالات حکیم عمر خیام

ان کا نام غیاث الدین ابوالفتح عمر ہے۔ ان کے باپ ابراہیم خیمہ دوز تھے۔ اس لئے انھوں نے اپنا تخلص خیام رکھا۔ نیشاپور سے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ نیشاپور میں نظام الملک طوسی اور حسن صباح کے ساتھ تعلیم پائی۔ یہ فلسفہ میں بو علی سینا کے ہمعصر تھے۔ مذہبی علوم اور فن ادب و تاریخ میں امام فن تھے۔ علوم نجوم کے بڑے ماہر تھے۔ عروضی سمرقندی ان کے شاگرد تھے۔ ۵۱۷ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

عمر خیام نے مختلف علوم پر کتابیں لکھی ہیں مگر صرف ان کی رباعیاں مشہور ہوئیں جن کو ان کے مرنے کے بعد مختلف لوگوں نے جمع کیا تھا۔ یورپ میں اس حکیم کی بہت قدر ہے۔ اس کی رباعیاں سادہ بھی ہیں اور رنگین بھی۔ اور مضامین شاعری کے ہر رنگ میں اس کی رباعیاں ہیں۔ مگر شراب کے مضامین زیادہ ہیں آمرزش گناہ۔ توبہ و استغفار۔ تصوف و اخلاق۔ عشق و محبت وغیرہ کے مضامین کم

انتخاب رباعیات

اے دل ز زمانہ رسم احسان مطلب — وز گردش دوران سر و سامان مطلب
درمان طلبی درد تو افزون گردد — با درد بساز و ہیچ درمان مطلب

رباعی ۲

ہر کو ورقی ز عقل در دل بنگاشت — یک لحظہ ز عمر خویش ضائع نگذاشت

یا در طلب رضاے یزداں کوشید　　یا راحت خود گزید ساغر برداشت

رباعی ۳

چندیں بال و حسرت دنیا چیست　　ہرگز دیدی کسے جاوید بزیست
این یک نفسے کہ در تنت عاریت است　　با عاریتی عاریتی باید زیست

رباعی ۴

سر از ہمہ ناکساں نہاں باید داشت　　راز از ہمہ ابلہاں نہاں باید داشت
بنگر کہ بجان مردماں می چہ کنی　　چشم از ہمہ مردماں نہاں باید داشت

رباعی ۵

آں بہ کہ دریں زمانہ کم گیری دوست　　با اہل زمانہ صحبت از دور نکوست
آنکس کہ ترا بجملگی تکیہ بروست　　چوں چشم خرد باز کنی دشمنت اوست

رباعی ۶

با دشمن و دوست فعل نیکو نیکو است　　بد کے کند آنکس کہ نکوئیش عادت اوست
با دوست چو بد کنی شود دشمن تو　　با دشمن اگر نیک کنی گردد دوست

رباعی ۷

پندے ز من ار ہست اگر من داری گوش　　از بہر خدا جامہ تزویر مپوش
عقبی ہمہ روز است و دنیا یکدم　　وز بہر دمے ملک ابد را مفروش

رباعی ۸

از بے ادبی کسے بجائے نرسید　　در نیست ادب بہر گرامے نرسید
سر رشتہ ملک پادشاہی ادب است　　تا بے است کہ جز بپادشاہی نرسید

حالات سرمد

سرمد نہایت مشہور عارف اور صوفی تھے۔ ان کا نام سعید تھا۔
پہلے نصرانی خاندان ارامنہ سے تھے۔ دین اسلام کے جانب ان کو بے حد
رغبت پیدا ہوئی۔ مسلمان ہوگئے۔ ریاضت کرتے کرتے دائرہ عرفان میں
آئے جہاں جاتے کثرت سے لوگ ان کے پیرو ہو جاتے۔ ان کا تمام کلام
معرفت اور تصوف میں ہے۔ عالمگیر کے زمانہ میں یہ ہندوستان آئے۔ دہلی پہنچے
تو شاہزادہ دارا شکوہ کو ان سے بڑی عقیدت ہوگئی۔ یہ بات عالمگیر کو
ناگوار معلوم ہوئی۔ علما سے فتویٰ لیکر سنہ ۱۰۶۹ھ میں ان کو قتل کرا دیا۔
کہتے ہیں کہ جس وقت میر غضب آپ پر تلوار لیکر سامنے آیا۔ آپ نے
فرمایا کہ میں تجھپر قربان جاؤں جس صورت سے آئے میں تجھکو اچھا ہی
جانتا ہوں یہ کہکر ہنسے اور یہ شعر پڑھا۔ شعر

شورے شد از خواب عدم چشم کشودیم   دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم

انتخاب رباعیات

یارب تو عطا کن ز قناعت گنجم   عمریست کہ در حرص و ہوا در رنجم
دیں را تو زوال کردہ بدنیا سودا   ہر لحظہ دریں سود و زیانہا می سنجم

رباعی ۲

سرمد تو ز ہیچ خلق یاری مطلب   از شاخ برہنہ سایہ داری مطلب

عزت ز قناعت است و خواری ز طمع / با عزت خویش باش و خواری مطلب

رباعی ۴۳

دنیا که [illegible] طلب کنم زر خس است / [illegible] و [illegible] [illegible] تو [illegible] [illegible]

خواهان [illegible] [illegible] است [illegible] / در خانهٔ [illegible] است [illegible] [illegible]

رباعی ۴۴

این نفس ستمگار چو شیطان است / [illegible] جهان [illegible] پشیمان است

ابلیس خودی چرا به ابلیس دهی / در [illegible] [illegible] او حیران است

رباعی ۴۵

این شهر و دیار و شهر هر سه هیچ / [illegible] [illegible] دنیا [illegible] هیچ

خود را [illegible] [illegible] [illegible] / [illegible] [illegible] و دنیا همه هیچ

رباعی ۴۶

هر کس که تو را کار جهان باقی داد / [illegible] [illegible] پیشانی داد

پوشاند لباس هر که را [illegible] دید / [illegible] [illegible] لباس عریانی داد

رباعی ۴۷

[illegible] احتشام می باید کرد / [illegible] [illegible] کار می باید کرد

با [illegible] [illegible] دوستی می باید داد / [illegible] نظر [illegible] می باید کرد

رباعی ۴۸

چون آتش [illegible] [illegible] [illegible] / [illegible] [illegible] [illegible]

از حرص [illegible] [illegible] [illegible] / [illegible] [illegible] [illegible]

DUE DATE

JAN 14 1981